	Moulveelun warulah sahib.	42	۴۲	مولوی انوار اللہ صاحب
	Mirza Nasrutlah sahib.	43	۴۳	مولوی نصر اللہ صاحب
	Mauzuffurooddeen sahib.	43	۴۳	مظفر الدین صاحب
	account of Persian Claps mates	43	۴۳	فارسی ہمدرس [illegible]
	Meer Humutt ali sahib.	43	۴۳	میر حرمت علی صاحب
	Meer Hafiz ali sahib.	43	۴۳	میر حافظ علی صاحب
	Meer Abid ali sahib	44	۴۴	میر عابد علی صاحب
	Names of English teachers.	44	[illegible]	اسمائے مدرسین انگریزی
	Names of English Claps mates.	44	۴۴	اسمائے ہمدرسان انگریزی
	Nuwwo			نواب

	Zuffer Jung Bahader.	45	۴۵	ظفر جنگ بہادر	
	Layeh ali Khan Bahader.	45	۴۵	لائق علیخان بہادر	
	Saadat ali khan Baahader.	47	۴۷	سعادتعلیخان بہادر	
	Meer Jahunder ali Sahib.	48	۴۸	میر جہاندار علیصاحب	
	Hugh Gough.	48	۴۸	ہیوگاف	
	Meer Hashmuth ali Khan Baahader.	48	۴۸	میر حشمت علیخان بہادر	
	Meer Jahamur ali Khan Baahader.	48	۴۸	میر تہور علیخان بہادر	
7	account of Knowledge in different scirnces & as is	48	۴۸	تحصیل علوم وفنون	مضمون ہفتم
	Time table	52	۵۲	تختۂ ضبط اوقات مبارک	۸

	appointmant of Council of state.	115	۱۱۵	انعقاد کونسل آف اسٹیٹ	
	account of Members of Council -	117	۱۱۷	کیفیت ارکان کونسل	
	Nawab Shumssul umra Ameera Kabeer Khorshad Jah Bahader.	117	۱۱۷	نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر	
	Nawab Basheerood doulah Bahader ameera Kabeer Sir Asmun Jah Bahader	118	۱۱۸	نواب بشیر الدولہ امیر کبیر آسمان جاہ بہادر	
	Nawab Viqarool umreh Bahader	118	۱۱۸	نواب وقار الامرا بہادر	
	Nawab Shamsheer Jung Bahader.	118	۱۱۸	نواب شمشیر جنگ بہادر	
	Nawab Shahab Jung Bahader.	118	۱۱۸	نواب شہاب جنگ بہادر	
	Nawab Meer Surfraz Hosin Khan Bahader.	.9	۱۱۹	نواب میر سرفراز حسین خان بہادر	
	Motthamen			موتمن	

	paragraphs			نقل قلم ہین	
A	account of Afzal Gunj Hospital	130	۱۳۰	کیفیت دواخانہ افضلگنج	قلم اول
B	assuming the charge of Afzal Gunj Hospital	131	۱۳۱	کیفیت جائزہ دواخانہ افضلگنج	قلم دوم
C	account of Inspection of Hospital	434	۱۳۴	کیفیت جائزہ لطارت دواخانہ جات	قلم سیوم
	Letter addressed to Nawab sahib.	132	۱۳۶	خط بنام نواب صاحب	
D	Rules regarding the teachers & hakeem	138	۱۳۸	دستور العمل مدرسین و اطبا ممالک محروسہ سرکار عالی فصل پنجم	قلم چہارم
[illegible]	Relation the author's interview with His Highness & appointment in H Highness Dispensary.	139	۱۳۹	کیفیت ابتدائی شرف آستان بوسی و تفویض خدمت دواخانہ خاص حضرت بندگانعالی	حصہ اول
	Copy & translation of Dr Window sahib letter	147	۱۴۱	نقل ترجمہ چٹھی ڈاکٹر ونڈو صاحب	"

Miss: Backet	153	۱۵۵	میس باکٹ
Particulars about the increase to the Dispensary Employees	"	"	کیفیت اضافہ عملہ دارالشفاء
Part iii			حصہ سیوم
Laws & regulations of the Personal & own Dispensary	156	۱۵۶	دستور العمل دواخانہ خاص
Rules & system of the hospital in force when the writer was entertained	157	۱۵۷	قواعد یا طریقہ دواخانہ راقم کے نوکری کے وقت
Particulars of annual medicines	159	۱۵۹	کیفیت ادویہ سالانہ
Translation of Doctor Windows letter regarding his responsibility to Mokhtar-ul-mulk Bahadur	161	۱۶۱	ترجمہ نقل رقعہ ڈاکٹر صاحب وینڈو بنام مختار الملک متعلق ذمہ داری
Letter addressed to Nawab Mokhtar-ul-mulk Bahadur	162	۱۶۲	رقعہ ڈاکٹر ونڈو صاحب بنام مختار الملک
Orders towards the Doctor of Durbar	"	"	حکم نسبت طبیب دربار

SEC. V

Statement of income & expenditure of the amount of Youmiah	439	۴۳۹	آمدنی اخراجات رقم یومیہ
Information regarding the building of Aushoor-khana	440	۴۴۰	کیفیت تیاری عاشورخانہ
Information on Dasura	441	۴۴۱	کیفیت دسہرہ
Information about the presentation of the Jagir Inam th-waran with two Branches			
BRANCH. I			
Copy of authority of the Office of Inams	442	۴۴۲	بیان دوم متعلق ضمنت وارم جاگیر عطاؤن کی کیفیت اسمین دو شاخ ہین شاخ اول
SEC. Introduction			
Explanation given by Md Abdul Aziz Inamdar Sahib	443	۴۴۳	شرح تصدیق دفتر انعامات
Information on	454	۴۵۴	بیان [illegible]
Chatta Koonta	455	۴۵۵	کیفیت [illegible]

Copy of resignation in Telugu submitted by the Putwari			
Copy of reciept connected with the Putwari	455	۴۵۵	نقل ترجمه
Copy of reciept from Putwari			مخلہ پٹوارنی
Information on Mogalla Koonta	456	۴۵۶	نقل رسید پٹوارنی
Information on house building	458	۴۵۸	کیفیت مگلہ کنٹہ
	459	۴۵۹	کیفیت تیاری مکان
Copy of Roobkar regarding the exemption of Jagir	459	۴۵۹	نقل روبکار درباره استثنای [illegible]
Copy of order giving judicial powers from the Gazett	460	۴۶۰	نقل حکم جریدہ [illegible]
Particulars regarding the purchase of barren land belonging to Manoolla Sahib	461	۴۶۱	کیفیت خریدی زمین بنجر من اللہ صاحب
BRANCH II			
Statement of income & expenditure of the jagir of ~~Anantta~~-waram.	462	۴۶۲	شاخ دوم کیفیت محاصل و اخراجات جاگیر اننت وارم

Particulars of sheep stall	487	۴۸۷	بزخانہ کی کیفیت
Sheep stall	488	۴۸۸	مکان بزخانہ
Purchase of sheep	"	"	کیفیت خریدی گوسفندان
Management of sheep stall	491	۴۹۱	انتظام بزخانہ
Statement showing the salaries of servants connected with cow-sheds (no i)	492	۴۹۲	تختہ اخراجات ملازمان متعلقہ
Statement showing the salaries of servants connected with cow-shed (No ii)	494	۴۹۴	تختہ جانوران گاؤخانہ وغیرہ - نمبر ب
statement showing the quantity of fodder supplied to the cowshed & the total sheep required for own use	500	۵۰۰	تختہ راسبندی بمقدار چندی متعلقہ گاؤخانہ جات و لومیہ گوسفندان نمبر ج
Statement of annual Budget regarding the Grain & servants of cowshed	501	۵۰۱	تختہ رقم موازنہ ملازمان عملہ گاؤخانہ جات وغیرہ

تمت

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

جلد دوم

باب چہارم

حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

کتاب تذکرہ حیات سلطان الحکما بہادر

کہ جسمیں خدمت نظارت سے دواخانہ خاص پر مقرر ہونا اور مولف کی بائیس ۲۲ برس کی کارگذاری - اور تاریخی حالات و کیفیت دواخانہ - سفرنامہ - بخشش و عطیات - اور گاؤخانہ وغیرہ وغیرہ درج ہے

جسکو

ڈاکٹر محمد وزیر علیخان بہادر ابو شاہی المخاطب بہ سلطان الحکما ر حکیم و مہتم دواخانہ خاص نے مرتب فرمایا۔

حیدرآباد دکن کے مطبع صادقین میں طبع کیا گیا

شکریہ

میر محبوب علیخان بہادر

یہہ میری خوش قسمتی ہے کہ حضرت ظل سبحانی تاج بخش جہان بانی دور اندیش عاقبت بین خاقان ابن خاقان آصف جاہ نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ نواب جی۔ سی۔ پیں۔ ائی۔ ادامہ اللہ ملکہ و دولتہ وحشمتہ نے براہ قدر دانی وعزت افزائی بے جلد اول کو پسند فرماکر معنون کرنے کی اجازت سے سرفرازی بخشی تہی۔ لہذا یہہ جلد دوم بہو اوسی کا بقیہ ہے اس کے ملاحظہ سے سرفراز فرماوین گے۔

بہرحال شکر گذاری وخلوص دل سے یہہ دعا واجب ہے کہ دوست اونکے شاد اور اونکا ملک آباد اور اونکے خیر خواہوں کو شاد اور اون کے دشمنوں کو برباد کرے آمین ثم آمین۔

سوائے اس کے اون لوگون کا شکریہ بہی مجہپر لازم ہے کہ جن صاحبون نے اس تالیف مین مجکو امداد دی ہے اون کے نام درج ذیل کیجاتے ہین۔

چنانچہ غلام احمد صاحب منصبدار فرزند نواب حسین یاور جنگ بہادر۔ میر نوازش علیصاحب لمعہ وکاظم علیصاحب وعزیز الدین صاحب وغیرہ ہین اللہ اون کو صحت وعافیت سے رکہے

حکیم محمد وزیر علیخان ابو شاہی المخاطب سلطان الحکما

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثمرۂ حیات انسان معرفت خالق سبحان واتباع حضرت خاتم مرسلان ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اما بعد مقتضائے تمدن یہ ہے کہ ہر شخص بقدر استعداد اپنے اسلاف ومعاصرین کے حالات سے واقف رہے اور اپنے اخلاف کے لئے اس معلومات کا ذخیرہ چھوڑ جائے کیونکہ یہہ امر کسیطرح ممکن نہین کہ آدمی اس قلت عمر مین خود ہی تجربہ حاصل کرے اور خود ہی اس سے فائدہ اوٹھا سکے۔

اس لئے ضرور ہوا کہ ایک شخص کا تجربہ دوسرے کے لئے مفید وبکار آمد ہو جسطرح ایک شخص پودہ لگاتا ہے اور دوسرا اوس سے پہل کہاتا ہے۔ اسیطرح ایک شخص کے معلومات اور تجربہ دوسرے کے کام آتا ہے اور بہترین معلومات معاشرت کے لئے اپنے سلطان وقت کے حالات کا جاننا ہے تا خود اوس کے اور اوس کے اخلاف کے کار آمد ہو۔ کیونکہ جب ہم خود ہی اپنے بادشاہ وقت کے حالات سے بیخبر رہین تو کیونکر اوس کے زیر سایہ

عاطفت رکہ اوسکی خوشنودی

بعد آنیوالے نسلین اوس سے وقوف حاصل کرسکتے ہین اس لئے کہ وہ
بات زیادہ وثوق کے قابل ہوسکتی ہے کہ کوئی شخص اپنے چشم دید بیان کرے
ورنہ (شنیدہ کئے بود مانند دیدہ) کا مصداق ہے۔
واضح ہو کہ مین نے یہہ کتاب ثمرۂ حیات جو سوانح عمری وحالات تاریخی وغیرہ
از اول تا آخر دیکہی ہے فی الحقیقت ارسطوزمان مسیحائے دوران جناب
حکیم محمد وزیر علیخان بہادر ابوشاہی المخاطب بہ سلطان الحکما حکیم ومہتمم دوا خاص
حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی نے بسعی تمام ایک عمدہ یادگار واسطے نفع
خاص وعام کے ایسے عمدہ اسلوب سے جمع فرمایا ہے کہ اگر ہم ایک بار اس
کتاب کو ابتدا سے انتہا تک پڑہین اور غور کرین تو معلوم ہو کہ برسون کا تجربہ
جو حاصل کیا ہے اور جو کچہہ دیکہا اور سنا ہے ان تمام کو مرتب کردیا ہے۔
فی الحقیقت یہہ کتاب غریب امیر اور بادشاہ بلکہ ہر طبقہ اور ہر گروہ کے لئے
مفید وبکار آمد ہے۔
مین نے جہانتک جناب حکیمصاحب معز کے حالات کو بچشم خود دیکہا
نہایت متین اور سنجیدہ اور اونکے صفات کو حمیدہ وستودہ پایا۔ ذی فہم
ذی علم۔ نیک رویہ۔ تواضع پسند۔ حلیم۔ خداترس۔ پابند شریعت۔
نیک عقیدہ۔ بے کینہ۔ فقیر دوست۔ بہت جلد غصہ کا رفع ہوجانا اور

ہمیشہ خطا کو عفو کرنا اور کسی کی برائی گویا دنہ رکہنا تن پروری وتن آرائی سے بے پروا۔ جہان نواز وتنہائی پسند۔ قانع۔ شرم زاید۔ راستگوئی وغیرہ چنانچہ تختہ وزن ومقدار وقد وقامت جسم جو ۱۵ سال کی عمر مین مرتب کیا گیا ہے وہ یہہ ہے۔

وزن		قد وقامت	
اسٹون	پونڈ	فٹ	انیچہ
۱۵	۴	۵	۵

تصویر جو ۶۶ سال کی عمر مین لی گئی ہے اُس کے دیکہنے سے ہر ایک قیافہ دان میرے اس بیان کی تصدیق کرسکتا ہے۔

اگرچہ جناب معزنے بہت کچہہ کیفیت اس ثمرۂ حیات مین لکھی ہے۔ مگر مین اوس کا خلاصہ تاریخی حالات اور سفر کی کیفیت۔ اور دواخانہ۔ وگاوخانہ کی کیفیت۔ اور عطائے نقدیات وغیرہ جو سرکار سے سرفراز ہوے ہین۔ اونکی تفصیل درج ذیل کرتا ہون۔ اس چند سطور کے دیکہنے اور پڑہنے سے کتاب کے کل احوال سے اجمالاً تھوڑے عرصہ مین واقف ہوسکین اور تجربہ حاصل کرسکین۔

تحصیل تجربہ

یہ بات ظاہر ہے کہ اگر دس آدمی سالہائے سال مین اوستاد سے اور کتب کے مطالعہ سے ابتدا اپنی ہر روز کے محنت ذاتی سے تجربہ حاصل کرین

اور اگر ایسے تجربہ کار لوگون کی زبانی کیفیت سننے سے اور اون کے کتاب کے مطالعہ سے کوئی شخص ان سب امور سے واقف ہوجائے تو گویا یہہ ایک شخص قایم مقام دس شخصون کے ہوا اور پہر اسیطرح اس ایک آدمی نے ان دس آدمیون کا تجربہ اور اپنی ذاتی تحریر کو بذریعہ تحریر یا تقریر کسی دوسرے شخص پر ظاہر کیا تو یہہ شخص آخرالامر بجائے گیارہ کے ہوا۔ ممکن نہین کہ ایک آدمی اس قلت عمر مین خود ہی محنت کر کے تجربہ حاصل کرے اور خود ہی فائدہ اوٹہاوے اس لئے ضرور ہوا کہ ایک شخص کا تجربہ دوسرے کیلئے مفید و بکار آمد ہو۔

اسیطرح علم و تجربہ کی ترقی معلومات پر منحصر ہے۔ اگر بنظر غور دیکہا جاوے تو فی الحقیقت اس کتاب کے تہوڑی دیر کے مطالعہ سے کیا غریب و امیر اور کیا پادشاہ و وزیر ہر طبقہ و گروہ کا آدمی فائدہ اوٹہا سکتا ہے اور سب کیلئے بکار آمد ہین۔

تاریخی حالات

مورخ یعنے تاریخ دان کو سب لوگ کیا غریب کیا امیر کیا پادشاہ عزیز رکہتے ہین۔ خصوصاً بادشاہ جو اپنے اسلاف کے خاندانی حالات معلوم کرتے ہین۔ جس سے اون کے اخلاق اور سوشیل حالات و عادات اور

انتظامات عدل وانصاف وبخشش وعطا اور اون کے اقوال واقف ان
پسندیدہ کی سند لینے موجب افتخار سمجھتے ہین مورخ کو اپنی صحبت مین جگہ
دیتے اور ملازمین مین منتخب جانتے ہین اور ہر شخص کو اپنے بادشاہ وقت
کے حال کا جاننا بہی ضرور ہے۔

پس اس کتاب مین اعلیحضرت کی ابتداے تعلیم وتربیت وطرز معاشرت
اور جلبہ آداب شاہی اور شرف مصاحبت سے کون کون سرفراز ہین۔
اور فنون سپاہ گری کی تعلیم کیونکر ہوئی۔ اور حضرت کی اس سن شریف
مین علم ولیاقت۔ فنون سپاہ گری۔ اور تجربہ کاری۔ اور عالی ہمتی۔ اور بہادری
حلم۔ رحم دلی۔ رعایا پروری۔ اور قیافہ دانی۔ مردم شناسی۔ اور اسلحہ شناسی
و جواہر شناسی وغیرہ جو اوصاف جمیل سے مکمل ہین۔ انکا حال تحریر ہے کہ تا
ہر شخص پر حضرت کا جوہر قابل اور حضرت کے معلومات اور تجربہ کاری
ظاہر ہو جاوے اور حضرت کی تصویر سے اور قیافہ سے یہ سب اخلاق اور
سیرت پائی جاتی ہے صفحہ (۳)

کیفیت دواخانہ

پس ہر انسان کو اپنی جان کا عزیز ہونا بالطبع مسلم ہے۔ مگر بالخصوص بادشاہ
کی جان عزیز کو تمام رعایا و برایا و فقیر و غریب و امیر بہی سب عزیز رکھتے ہین

اس لئے اسکو جان عالم کہتے ہین اور نیز بعض اشرار کسی غرض سے بعض وقت
دشمن بھی ہوجاتے ہین ۔ بہر صورت اس امر کی کفایت کے لئے بادشاہ کے
تقرب مین حکیم شریف و معتمد و خیر خواہ ہونا ضرور ہے۔ کیونکہ طبیب ضامن
وحافظ جان صحت انسان کا ہوتا ہے ۔
طبیب کا کام خاصتاً حفاظت صحت اور اسکے قایم رکھنے کے تدابیر
بصورت کسل و مرض اس کے رفع کرنے اور پہر صحت عود کرنے کی کوشش
کرتا اور اسی غرض سے نیز دوامی ہر حالت مین حرف باب خدمت شاہی
رہتا ہے کہ تا وقتاً فوقتاً محنت جسمی و ذہنی۔ ماکولات ومشروبات خواب
و بیداری ۔ وغیرہ اپنے بادشاہ کی حالت سے واقف رہے اور حسب حال
و ضرورت بمصداق (مزاحمت مریض بہ از علاج) اپنی رائے سے آقائے
ولی نعمت کے پیشگاہ خیر خواہانہ عرض کرتے رہے ۔
اس لئے طبیب کے ہر زمانہ مین خاص و عام بلکہ سلاطین کے پاس
وقعت ہوتی رہی اور اس گروہ کو عزیز سمجھا گئے ۔ اور سلاطین سلف کی پاس
شبانہ روز حاضر دربار رہنے کے قطع نظر اور دواخانہ کے سوا اسکے مناسبت
کے خدمات مثلاً۔ خاصہ و گوشت اور شیر و جعفرات اور کہات اور ابخاصہ
وغیرہ ۔ ماتحت حکم و نگرانی مین اطبا کے رہا کرتے تھے۔ کہ تا وہ حسب صوابدید
نافع و مضر اشیا کا استعمال ہونے مین غور کامل کیا کرے ۔

چنانچہ اسی طریقہ قدیم کے نظر کرتے بالفعل منجملہ ماثورات، مشروبات، و حاصلہ عمر
بہ نظر تفضلات شاہی فقط دواخانہ انکا دوا نہ تفویض مولف کتاب سلطان الحکما
بہادر عالیجناب سے ہے اور انکو اپنے مالک سے بالطبع محبت ہے۔
لہذا قطع نظر اپنے لوازم منصبی کے خیراندیشی اور جانسوزی کے نظر کرتے
بخوبی محبت و طریقہ عمدہ و نفیس شاہانہ مقرر فرمایا کہ ابتداے اجلاس دواخانہ
سے یہہ بات کبھی کسیکو نہین سوجھی تھی۔ کہ جس سے دواخانہ کی تعریف
اور دواے شاہی کی وقعت اور شان علاج۔ اور نیز دوا کے تاثیر کا امتحان
اور تشخیص اور تجویز کا کمال۔
اور دواخانہ کے خدمتیون کی برات وغیرہ متصور تھی یعنے چودہ کتابون کی
تیاری کا ذکر اور طریقہ و امتیاز علاج شاہ و گدا اور نصیب دشمنان اعلیحضرت
کو دوا پلانے کے آداب معہ احتیاط و انتظام اور یہہ باتفاق آراے
نسخہ مرتب ہوکر دوا تیار ہونا۔ اور سربمہر روبروی ملاحظہ اقدس پیش ہوکر
حکیم کے ہاتھ سے پلائے جانا۔ یہہ سب کچھہ حوال بصراحت بطور دستور العمل
اسطرح لائق قدر تحریر فرمایا ہے کہ تا ناظرین اور اہل فن و پیشہ اس سے فائدہ
حاصل کرین۔ صفحہ ۲۷۔

بسنہ نامہ

بادشاہ کے واسطے تخت نشینی کے اول سلطنت رانی کے لیے تری

تجربہ حاصل کرنا ایک امر ضروری والابدی ٹھیر گیا ہے۔

اس لئے ہمارے بادشاہ کا سفرنامہ اپنے ریاست کے کل مقامات میں جو واسطے تنقیح دفتر وغیرہ کے پیش از حکمرانی وبعد از حکمرانی کیا گیا تھا مرتب کیا ہے مثلاً۔

سواری پیش از حکمرانی

اطراف وجوانب	دور ودراز
۱ زیبا باغ	۱ دہلی
۲ حیات نگر	۲ رائچور
۳ لنگم پلا	۳ کلکتہ
۴ گاٹے دن	۴ اورنگ آباد
۵ سرور نگر	۵ احمد نگر
۶ منصور آباد	۶ بنارس
۷ باغ عمدہ بیگم	

سواری بعد از حکمرانی

اطراف وجوانب	دور ودراز
۱ نوپران	۱ مدراس
۲ قلعہ گولکنڈہ	۲ نامنی پلی
۳ کوہ شریف	۳ ہنمکنڈہ
۴ مسرور نگر	۴ نیلگری
۵ سیف آباد	۵ پاکھال
	۶ مانکوٹہ۔

سوائے اس کے غیر علاقہ کا سفر بھی جو بغرض تکمیل قابلیت سلطنت رانی ہوا تھا مثلاً دہلی ومدراس وبمبئی وکلکتہ ونیلگری وغیرہ بھی درج ہے ۱۹۳

بخشش وعطیات ونقدی وغیرہ کی کیفیت

بخشش شاہی اور عطیات اور انعامات سوائے تنخواہ کے ہزار ہا روپیہ
مثلاً گھریال زمینات مقطعہ جات خلعتہائے کمخواب وغیرہ وغیرہ جو کچھ
ولی نعمت نے سخاوت و دریا دلی فیضی و قدردانی سے سرفراز فرمایا۔
اوس کا بیان اندازہ قلم سے باہر ہے مگر اس کا اظہار شکران نعمت اور نہ لکہنا
کفران نعمت سمجہکر بخلاف دوسرون کے عموماً بنظر طمع عادت بیان کی نہین ہے
بلا کم و کاست اسمین درج کیا ہے۔ پس اب اسطرح ہر عہدہ دار بلکہ ہر ایک
شخص اس کتاب سے سبق پڑہکر اپنے ولی نعمت نے جو جو انعامات و نقدیات
و زیورات و جواہرات و خلعت و کمخواب و مقطعجات خدمات وغیرہ سرفراز
فرمایا ہے اوس کو تحریر کرین کہ شکران نعمت کے غرض سے سکبدوشی حاصل ہو
الغرض اس کتاب سے اعلیٰحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی کی حاتم دلی غریب
پروری و فیاضی و سخاوت کے کسقدر ہر فرد بشر کو سرفراز و ممتاز فرمایا ہوگا
ایک آن مین ناظرین کو وضح ہوسکتا ہے صفحہ (۲۹۴)

گاؤخانہ کی کیفیت

[illegible]س کا بند و بست و انتظام وغیرہ کہ جو زیر نگرانی بہادر ممدوح ہے۔ مثلاً دودہ
اور گوشت وغیرہ کی اچھی بری کا امتیاز۔
سوا[illegible]ئے اس کے اور جو جو چیزین پک کر خاصہ مین آتے ہین مثلاً گھی ترکاری

اور تمام اشیاء کے کہنگی و تازگی کا امتیاز وغیرہ کہ جس کی تنقیح بہی متعلق بطبیب ہونا چاہیئے لکہا ہے اور تختہ جات وصول باقی معہ اقسام گاو پیشان و تعداد گاو پیشان اور تختہ چندی و تنخواہ وصادر وغیرہ۔

اور بکریون کی چندی کی کیفیت کو جو بیان فرمایا ہے علاوہ محنت و جانسوزی کے منجملہ اوصاف جمیل یہہ صفت و دیانت سب مین مرجح ہے جو اکثر کم دیکہی جاتی ہے کیونکہ بہادر ممدوح مولف نے بلا امید نفع جایز و ناجایز اسقدر گاوخانہ کے نسبت دیانتاً محنت کی یعنے کہ ماسلف کے عہدہ دارون صدقات اسقدر توجہہ نہین کی تہی اور اس دیانت کی دلیل کافی تفصیل حالات دیکہنے سی یہہ پائے گئے کہ سوائے انتظام اور خدمت کرنے کے کوئی موقع طمع حاصل کرنے کا مہتمم دواخانہ کو باقی نہ رہا۔

کیونکہ گہانس اوس نیچہ سے آتا ہے کہ جو خلیل الرحمن صاحب کے زیر نگرانی ہر اور گوسفندان کی خریدی ضلع بیدر و تعلقات وغیرہ سے بذریعہ معتمد صاحب کے ہوتی ہے۔

اور چندی خوراکی جانوران و گوسفندان بقال کے توسط سے ہوتی ہے کہ جو معتمد صاحب کا مقرر کیا ہوا ہے اور اوسکی رقم بھی بالا بالا خزانہ صرف خاص سے اوسی بقال کو ملجاتی ہے۔

اور جو دودہ کے روزانہ نکلتا ہے جملہ حسب دستورات علیحدہ باورچیخانہ کو وقتاً فوقتاً

بھونچا کرتا ہم یا اہتمام اسطرح پاکدامنی کے ساتھ انتظامی حالت درست کرنا
بحر تبک عنی اور اپنے مالک کے رضاجوئی کے کوئی خیال کوئی موقع نہین ملتا ہے
اور انتظام موجودہ سالہا کے تجربہ سے حاصل ہوا ہے آیندہ کے لئے ایک
دستور سمجھنے کے ہے۔
پس سوائے تقسیم تنخواہ کے کوئی رد وبدل نہ مین نہین آیا۔
پس ان امور سے مولف کی دیانت جو عنداللہ و عندالناس پسند ہے
زیادہ لایق قدر ہے۔

وصیت وقف اور ہبہ نامہ بھی لکھدیا ہے۔

تاکہ آیندہ کوئی نزاع باقی نرہے اور انکی اولاد و متعلقین و پس ماندگان باہم اتفاق
کے ساتھ اپنے بادشاہ ذیجاہ کی خیرخواہی اور دعاگوئی مین عمر بسر کرین اور وصیت
وغیرہ کی تشہیر باعث انسداد نزاع و ناسخ فساد مفسد ہووے۔ غرض بجمیع الوجوہ
اسی کتاب کو ثمرۃ الحیات کہنا ہرگز نازیبا نہین بلکہ یہہ لفظ خاص اسی
کے لئے موضوع سمجھنا چاہیئے۔
اب مین دعا کرتا ہون کہ خداوند عالم اس کتاب کو ہمارے بادشاہ نامدار
اور اوسکی رعایاے وفاشعار کے لئے مفید کرائے آمین ثم آمین
کتبہ الملک الداعی ادام دولتہ آصفیہ سید نوازش علی حاجی لمعہ بن حضرت
شعلہ مرحوم ابن میر الشعرا حضرت شہید دہلوی غفر اللہ لہم۔

تاریخ طبع کتاب ثمرۂ حیات منجانب لمعہ جناب سید نوازش علی صاحب علاقہ کوتوالی

ہین ذوالہش وزیر علیخان نکو شیم … سلطان جملہ حکما جنکا ہی خطاب

ملک دکن کا حال لکھا آپنے تمام … تصنیف کی ہی خوب ہی تاریخ لاجواب

ظاہر تمام حال ہوا مثل آئینہ … روشن ہر اکپہ ہو گیا مانند آفتاب

لکھا ہے اسکا مصرع تاریخ لمعہ نے … مرات حال ملک دکن کیا چھپی کتاب

۱۳۱۸ھ

ایضاً

لکھے ثمرۂ حیات کیا خوب … احوال دکن کو جو ہے شامل

لکھو تاریخ لمعہ تم بھی

ہے یہہ ثمرۂ حیات حاصل

۱۳۱۸ھ

تاریخ ثمرۂ حیات منجانب جناب زور میر تراب علی صاحب صیغہ دار خزانہ عامرہ سرکار عالی

جناب جوش نے چھپوائی وہ نفیس کتاب … کہ دیکھنے سے خوشی دلکو چشم کو ہو ضیا

ہے زور مصرع تاریخ تیرا شاخ بہا

حدیقۂ ابدی ثمرۂ حیات چھپا

۱۳۱۹ھ

ایضاً

شاہان پسند خوب چھپا ثمرۂ حیات … سر سبز یا خدا رہے باغ بہار جوش

تاریخ عیسوی کی جہانمین ہے دھوم زور

مرغوب جان و دل ہوا ایاد گار جوش

۱۹۰۲ء

حکیم محمد وزیر علیخان سلطان الحکما

فہرست کتاب ثمرۂ حیات سلطان الحکما

یہہ دو جلد پر منقسم ہے اور اسکی اجمالی فہرست ذیل مین لکھی جاتی ہے۔

جلد اول

جو قبل ازین حضرت خداوند نعمت اعلیحضرت حضور پرنور مدظلہ العالی کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کیگئی ہے اوس کے تین باب ہین۔

باب اول

یہہ مشتمل ہے راقم کے اون کیفیتون پر جو ابتدائے طالب علمی سے دارالشفا افضلگنج پر مقرر ہونے تک گذرے ہین اور یہہ باب تین فصلون پر مرتب ہے۔

باب دوم

باب سوم ۸۵

یہ کتاب مستطاب تالیف ڈاکٹر محمد وزیر علیخان بہادر نوشاہی المخاطب سلطان الحکما
حکیم و مہتم دواخانہ و کارخانہ خاص حضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی دام اقبالہ و سلطنتہ
جلد دوم
۱۳۱۹
واسطے نفع خاص و عام کے مرتب کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندگانعالی خلد اللہ ملکہ

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

جلد دوم

یعنے باب چہارم کتاب ثمرۃ حیات سلطان الحکما بہادر کہ جسمین خدمت نظارت سے دواخانہ خاص حضرت پر مقرر ہونا اور مولف کی بائیس ۲۲ برس کی کارگذاری اور تاریخی حالات وغیرہ درج ہر۔ اسمین دو حصہ ہین اور اونکی گیارہ فصلین اور ایک خاتمہ ہے۔

حصہ اول

اسمین چھ فصلین ہین۔

فصل اول

اسمین ساتھہ مضامین ہین

مضمون اول

اول دیباچہ

باب چہارم

مشتمل ہے اوپر ۹ فصلوں اور ایک خاتمہ کے ۔

فصل اول مشتمل ہے اوپر چند مضامین کے ۔

مضمون اول

مین چاہتا ہون کہ جو کچھہ اس بادشاہ وقت کی کیفیت اور اجدادی تذکرہ وغیرہ باب اول مین لکھنے سے رہگیا ہے اسباب مین شریک کر کے اوس شہنشاہ فلک بارگاہ کی اوصاف حمیدہ کا بیان کرون کہ جو باعث فخر اور زینت تالیف ہو چنانچہ اکثر ایشیائی مصنفین کا دستور یہی ہے لہذا تبرکاً وتیمناً اس مبارک مضمون کو نہایت ادب کے سات ابتدا سے ادا کرتا ہون ۔

میرا دلی منشا یہہ ہے کہ جو لکھا جاوے وہ سچے واقعات ہون کیونکہ میرا مقصد مورخ بننا نہین ہے اور یہہ بہی مین نے تسلیم

کر لیا ہے کہ میرے ممدوح کی ذات جامع الکمالات محتاج
شرح سرائی نہین مگر یہہ یقین ہے کہ ایسی شہنشاہ جلیل القدر
کی ذکر واجب التعظیم کی وجود سے ہر ادنی و اعلی میری اس کتاب
کو بہت عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھیگا -
لہذا اب مین حضرات ناظرین کو اسطرف متوجہہ کرتا ہون -
یا ایہا الناظرین - اسوقت مجکو اوس سلطان ذوی الاقتدار
کے آستان بوسی کا شرف حاصل ہے -
جو روشن خاندان عالیشان آصفیہ کا چہٹوان چراغ ہے
یعنی اول آصف جاہ نظام علیخان سکندر جاہ
ناصر الدولہ افضل الدولہ علیہم الرحمتہ یہہ سب میرے
اقائے ولی نعمت کے آبا و اجداد ہین یکے بعد دیگرے
علی الترتیب رونق بخش مسند حکمرانی حیدرآباد ہوے ہین -
اسلئے مین سلسلہ تاریخ کے لئے آپ کے اجداد
کی تواریخ ولادت وحکومت وغیرہ کا ذکر درج ذیل
کرتا ہون -
ف جو خاندان کہ اسوقت ملک دکن پر حکمران ہے
وہ خاندان آصفیہ کے معزز خطاب سے سرفراز ہے -

دکر امید

ذکر آصفجاہ مغفرت ماب

پیدایش اونکی چودہوین ربیع الثانی ۱۰۸۲ سنہ ہجری مین ہوسے
چنانچہ تاریخ ولادت شریف (نیک بخت) ہی اور جلوس
۱۱۳۱ سنہ مین ہوا آپ شہنشاہ ہند محمد شاہ بادشاہ غازی
کے دربار کے وزیر اعظم مع لقب و خدمت تہی ۱۱۳۷ سنہ ہجری
مین خطاب سپہ سالار مظفر جنگ رستم دوران ارسطوئی
زمان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر سے سرفراز۔
اور رونق بخش مسند ملک دکن ہوسے اور تمام ملک دکن
نربدا سے انتہاسئے صوبہ بیجاپور اور حیدر آباد سے دریای
شور تک بعد از جنگ نائی نبیار آپ کے قبضہ مین آگیا تہا
انتیس ۲۹ سال حکمران رہے اور آپ پابند شرع مدبر بدرجہ
غایت مشہور تہے اور خربزہ دار دستار اونہین کی اختراع
ہے اور زرد جامہ آپ کو بادشاہ سے عنایت ہوی
تہی اور اپنے عہد حکومت مین کسی کے لئے قتل کا آپ نے
دل سے حکم نہین دیا اگر کوئی قابل قصاص کے ہوتا توحاکم
شرع کو حکم اور فتوی شرعی پر عمل ہوا کرتا تہا اور تین لاکہہ
روپیہ سالانہ دستخط خاص سے سوائی انعامات بادشاہی

اور اراضي مدد معاش کے صوبجات دکن مین بطریق یومیہ
اور تنخواہ کے ارباب استحقاق کو پہونچتا تہا سوای اسکے
یہہ دستور مستمرہ تہا کہ بعد ایک دو روز کے تیس چالیس
ہزار روپیہ نقد خیرات ہوتا تہا جو آپکی فیاضي اور سخاوت کي
ایک بین دلیل ہے اور علاوہ اسکے زر خطیر ہرسال مکۂ معظمہ
کو روانہ ہوا کرتا تہا ۔
باوصف مشاغل ریاست شوق کثرت علوم کا بہت تہا
ہمیشہ صحبت فقرا و صلحا و شعرا سے رہتي تہي خود بہي صاحب
دیوان تہے سفر دوست تہے مگر بسبب ناسازي آب و ہوا
اور بیماري شدید کے برہان پور مین چندی قیام فرمایا اور وہین
بتاریخ ۴ جمادي الآخر سنہ ۱۱۶۱ ہجري عصر کے وقت اورنگ آباد مین انتقال فرمایا
نعش اوٹہانے کے وقت خیمہ گاہ مین گریہ و بکا اور خلق مین ایک
شور عظیم برپا تہا ۔
امرای عظام نے جنازہ کو دوش بدوش میدان مین لایا اور نماز ادا کرکے
روضۂ منورہ مین جو قریب قلعۂ دولت آباد ہے لیجاکر پائین مزار شاہ برہان الدین
غریب قدس سرہ کے دفن کیا اور عمر شریف حضرت آصفجاہ مغفرت مآب کي ۹۷
سال کي تہي ۲۹ برس ریاست کي طفلي مین آپکا نام میر قمر الدین تہا

اور یہہ نام آپ کے والد بزرگوار میر شہاب الدین المخاطب
غازي الدین خان فیروز جنگ کے زبان سے جاري ہوا تہا
حضرت آصفجاہ کے صاحبزادون وغیرہ مین سے جو مسند نشین
ریاست ہوي اونکا ذکر یہہ ہے ـ

میر احمد علي المخاطب ناصر جنگ شہید ..

آپ في ۷ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ ہجري کو قریب موہن نالہ ساحل بنتي
واقع قصبۂ برہان پور اپني والد ماجد کي جگہ مسند نشین ہوے
ناصر جنگ کا بڑا رعب تہا غنیم آپ سے ہمیشہ ہراسان رہتا تہا
دربار مین تمام اہل دربار نہایت ادب کرتے تہے آپ ذي ہمت
تہے آپکي علمي قابلیت بہت اچہي تہي زبان فارسي مین دیوان
چہپا ہوا ہے ہدایت محي الدینخان کے ہنگامہ آرائی بہ معیت بہادرخان
حاکم کرنول کے تیر سے سنہ ۱۱۶۴ ہجري مین قریب پلچیری کو چرائی
قلعہ جیجي مین شہید ہوے شہادت کے بعد بہي آپ کا تصرف
جاري رہا کہ شہر حیدرآباد مین آجتک آپ کا چلہ موجود ہے اور
آپ کے نام پر گائین چہوڑي جاتي مین ـ
اور کوئی شخص اون گائیون کو ذبح نہین کرسکتا ـ
یہہ اونکے نام کي امر بخشي کي دلیل ہے ـ

ہدایت محی الدینخان

مظفر جنگ نواب آصفجاہ کے ہمشیرہ زادہ تھے ناصر جنگ کے وقت
مین خوف جان سے فرانسیسون کی پناہ مین چلے گئے تھے -
ناصر جنگ شہید ہونے کے بعدہٗ مظفر جنگ مسند نشین ہوے
آپ نے پٹھانون سے مقابلہ مین ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری روز یکشنبہ
کو کسی ایک افغان کے تیر سے جام قضا نوش فرمایا آپ کی
حکومت صرف دو مہینے رہی -

صلابت جنگ تیسری فرزند آصفجاہ

سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین رونق بخش مسند
حکومت ہوے آپ کو امیر الممالک کا خطاب شاہ دہلی سے
عنایت ہوا -

آپ نہایت شجیع اور بڑے دلاور تھے مرہٹون سے ہمیشہ
جنگ وجدل کرتے رہے بالاجی باجی راؤ پیشوا اور صلابت جنگ
مین اول لڑائی مقام راجہ پور پر ہوئی اسمین فرانسیسی فوج
کا بڑا مشہور افسر موسی رام نام ایکا شریک تھا -
اسکے بعد بعض وجوہات سے نظر کرتی آپکے بھائی نواب
میر نظام علیخان بہادر نے قلعہ بیدر مین ایک برس تین مہینے

رہے اور ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین انتقال کیا اور بیدر مین
مدفون ہوے مادہ تاریخ یہہ ہے —

ع امیر الممالک بجنت شده —

نواب میر نظام علیخان بہادر غفران مآب

نواب میر نظام علیخان المخاطب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ
چوتھے فرزند آصفجاہ مرحوم کے غرہ شہر شوال سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین
پیدا ہوے اور سنہ ۱۱۷۵ ہجری کو اورنگ آباد مین تخت نشین
ہوکر شولاپور کے ذی اقتدارون سے پیش کش لیتے ہوے
حیدرآباد مین داخل ہوے —
آپ بہت شجیع اور سفر دوست تھے اور حضرت ممدوح کی
اکثر اوقات شریف حیدر علی اور ٹیپو سلطان اوسکی فرزند اور
مرہٹون سے جنگ کرنے مین گذری —
آخر کار وہ سب مغلوب ہوے اور حضرت مظفر و منصور رہے
آپ کی بیدار مغزی و کمال شجاعت سے یہہ ملک قایم رہا اور
چالیس پر چار سال تک ریاست کرتی رہے آخر شب ۱۷ ربیع الآخر
سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو حیدرآباد مین آپ کی رحلت ہوئی نماز جنازہ مکہ مسجد
مین ادا ہوکے صحن مسجد مین اونکی والدہ عمدہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے

بائین بازو دفن کئے گئے -

عمر حضرت نظام علیخان غفران مآب کی ستر پانچ سال تہی -

میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ مغفرت منزل فرزند میر نظام علیخان

حضرت بندگان عالی میر نظام علیخان بہادر کے فرزند تھے ماہ ذی الحجہ ۱۱۸۵ ہجری مین پیدا ہوے ۲۰ ربیع الاول ۱۲۱۸ کو جلوس فرمایا چہبیس ۲۶ سال تک ریاست کی -

آپ نہایت ذی علم سے تہے اور بالا بلند بڑے زورمند آخر شش استسقا کی بیماری سے ۶۲ سال کی عمر مین ۱۷ ذی قعدہ ۱۲۴۴ روز جمعہ کو آپ نے رحلت فرمائے اور صحن مکہ مسجد مین جد امجد کے پہلو مین مدفون ہوے -

حضرت نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ غفران منزل

حضرت ناصر الدولہ بہادر فرزند حضرت سکندر جاہ بہادر تہے ۱۲۰۸ مین پیدا ہوے اور بعد انتقال اپنی باپ کے تخت نشین ہوے حضرت مشاغل سلطنت سے فارغ ہونے کے بعد اکثر سیر و شکار اور بزرگون کے زیارات فرماتی رہتے تہے جب زیارات سے مراجعت فرماتی تو ہزار ہا مساکین و فقراء کو نزدیک بلوا کر کسیکو روپیہ اور کسیکو اشرفی عطا فرماتی تہے -

حلم اور عفو یہہ دو صفتین ایسی ہین عموماً ہر انسان کے لیے
ضروری ہین خصوصاً بادشاہون کے لئے یہہ صفتین
ایسی ضروری ہین کہ جیسے غذا مین نمک اور ستارون
مین چمک چنانچہ آنکھون مین نور جو اس مین شعور شاہان
سلف کے حلم اور عفو کے متعلق بہت سے حالات
تاریخون مین مذکور ہین مگر ہم کو دور جانے کی ضرورت
نہین ہم اپنے ہی ملک کے تاجدارون کے حالات
مین اس کے کئی مثالین بتا سکتے ہین ۔ چنانچہ منجملہ
اون کے اندکے از بسیار ایک دو واقعے بطور یادگار
تحریر کئے جاتے ہین ۔ معتبر اشخاص کے زبانی سنا گیا
ہے اور عجب نہین کہ کسی تاریخ مین بھی اسکا ذکر ہو یعنی جب
نواب مغفرت مآب نواب نظام علیخان سے اونکے فرزند
عالیجاہ نے مخالفت کی تو اکثر امرا و اغرا حرص و طمع کے
باعث اون کے ساتھہ ہوگئے اور یہہ قرار پایا کہ قلعہ گولکنڈہ
مین جا کر تخت نشینی کیجاوے اور پھر وہان سے علم بغاوت
بلند کر کے اپنی والد کے مقابلہ کے لئے پیش قدمی کیجاوے
اوسوقت قلعہ دار اور موسی ریمو (مانسیور ریمانڈ) اور
معین الملک وغیرہ معدودے چند اشخاص اپنی ولی نعمت
کے اطاعت مین ثابت قدم ستھے اور عالیجاہ کا ساتھہ

ندیا تھا ۔ خلاصہ یہہ کہ جسوقت عالیجاہ قلعہ کے قریب پہونچے
قلعہ دار کو یہہ حال معلوم ہوتے ہی انہون نے دروازہ
قلعہ کا بند کر دیا اور توپین برجون پر چڑہا کر مورچہ بندی کردی
عالیجاہ نے بہت کچھہ لالچ بتایا مگر دروازہ نہ کہولا گیا جب ادہر
سے بہت سختی کیگئی اور دروازہ پر بندوقین ماری گئین تو ادہر
سے بھی جواب ترکی بہ ترکی ملا اور توپین چہوٹنی شروع ہوئین
جنکی آواز سنکر اعلیحضرت کو کسیقدر فکر ہوئی بلکہ زبان مبارک
سے ارشاد فرمایا کہ عالیجاہ شاید اپنے ارادہ مین کامیاب
ہوا اور یہہ آواز خوشی اور سلامتی کے توپونکی ہے ۔ موسیٰ رہمو
نے عرض کیا کہ آواز جنگی توپون کی معلوم ہوتی ہے ۔ غرض
حضرت تو یہان اس فکر مین تھے وہان یہہ ہوا کہ عالیجاہ
قلعہ مین داخل نہ ہوسکے اور ناکام وہان سے کسی اور طرف
چلے گئے ۔ چنانچہ اسکی اطلاع قلعہ دار نے مفصل حضرت
کی خدمت مین روانہ کردی حضرت نہایت خوشش ہوے
اور اون کے نام قلعہ داری کی سند نسلاً بعد نسلٍ بطناً بعد
بطنٍ تا بقای سلطنت فولاد کے پتہر پر لکہوا دی کہ جب تک
ہماری اولاد مین یہہ ریاست قایم ہے اوسوقت تک یہہ
[illegible] داری اونہین کی اولاد مین قایم رہے الغرض اب یہان
سے حضرت کے حلم اور عفو کا حال سننے کے قابل ہے کہ ایک

ہفتہ عشرہ کے بعد کسی شخص نے اون باغی امرا کے ناموں
کی ایک فہرست لکھکر پیشگاہِ اقدس مین گذرانی اوس وقت حضرت
راگ مالے کے حوض کے کنارہ تفریحاً تشریف رکھتے تھے
جب یہہ فہرست گذرانی گئی تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ
کیا ہے عرض کیا گیا کہ اون امیرون کے نام ہین جو عالیجاہ
کے ساتھہ شریک تھے ۔ یہہ سنتے ہی حضرت نے اوس
کاغذ کو دیکھا تک نہین بدین خیال کہ اوس کے دیکھنے سے
لوگون کے طرف سے دل مین برائی پیدا ہو گی ۔ بس اوس
کاغذ کو اولٹا لیکر فوراً حوض مین ڈبو دیا اور یہہ شعر پڑہنے لگے

باہمین مردمان بباید ساختن ۔ چہ تو انگر دمردان انیند

اللہ اللہ کیا حزم و احتیاط اور حلم و عفو ہے

اسیطرح ایک دوسرا واقعہ حضرت غفران منزل کا بیان کیا جاتا ہے
کہ حضرت نے ایک بیش قیمت بلورین یا زمردین کٹورہ معہ سرپوش
اور تہالی کے کوٹھے سے نکلوا کر کسی آدمی کو مرحمت فرمایا کہ دہو کر
لادے وہ آدمی کٹورہ اور تہالی دہو چکا اب سرپوش دہو رہا
تھا کہ ہاتھہ سے چھوٹ گیا اور کٹورے پر گرا جسکی صدمہ سے
سرپوش اور کٹورہ اور تہالی تینون ٹوٹ گئے اب خیال کرنا
چاہئے کہ اوس شخص کی کیا حالت ہوی ہوگی مگر اب حضرت کے
حلم اور عفو کو دیکھئے کہ جب حضرت کی نظر اوس پر پڑی ملاحظہ

فرمایا کہ اوس شخص کی حالت سکتے کی سی ہوگئی ہے اور اپنی جاسے
سے حرکت تک نہین کرتا۔ بس یہہ دیکھتے ہی حضرت سنے باواز بلند
فرمایا کہ کٹورہ معہ سرپوش اور تہالی جلد دہو کر لاؤ اوسے توڑکر
اوسکی چہوٹی چہوٹی تختیان بنانا ہے۔ بس یہہ سنتی ہی اوسکی
جان مین جان آگئی۔ وہان سے اوٹہا اور بعد ادب بحالت
خوف ورجا کٹورہ اور تہالی اور سرپوش لیکر حاضر ہوا حضرت سنے
فوراً اوس کے سامنے اوس کے چہوٹے چہوٹے ٹکڑے کرنے
کے لئے ایک اندازہ بتلا کر حکم نافذ فرمایا۔ اور اوس پر اپنے
ما فی الضمیر کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ کیونکہ اگر ذرا بھی اوسکو اثبات کا
علم ہوجاتا کہ حضرت کو اسکا ٹوٹنا منظور نہ تھا تو فوراً مارے دہشت
کے مرجاتا کہ ایسی بیش قیمت چیز کہان سے تاوان دیسکتا یا یہہ
معلوم ہوجاتا کہ حضرت سنے عمداً درگذر فرمایا ہے تو آیندہ اکثر
بے احتیاطی کیا کرتا۔ اور نیز دوسرون کو جرات پیدا ہوجاتی
غرض حلم اور عفو بھی اسی تدبیر سے ہونا چاہئے بقول سعدی
علیہ الرحمہ۔ نہ چندان درشتی کن کہ از تو سیر گردند نہ چندان
بہ نرمی کہ بر تو دلیر ؎

اور آپ نے اپنی زمانہ مین کبھی دیسی کپڑے کے سوائی کوئی دوسری ملک کا کپڑا نہین پہنا -

۱۹ ذی قعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ۲۸ برس ۱۰ مہینے ۵ دن حکمرانی کی بعدہ بعارضہ اسہال علیل ہوی اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر ۲۸ ماہ مذکور کو سرورنگر سے بلدہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج مین بدرجہ کمال ضعف تہا اثنائی راہ مین میانہ لمحہ بلمحہ اتارتی ہوے داخل بلدہ ہوے بیماری کا وہی حال رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے اور ۲ رمضان سنہ ۱۲۷۳ ہجری کو چار گہڑی رات گذرے بعد رحلت فرما ہوئے بدستور قدیم محلسرا سے مکہ مسجد مین جنازہ کو لیگئے بعد ادائی نماز وغیرہ بائین طرف حضرت سکندر جاہ کے مدفون ہوے عمر آپ کی ۴۶ برس چند ماہ کی تہی -

میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان

آپ سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ ہجری دوشنبہ کے روز پیدا ہوے اور ۴ ۲ رمضان سنہ ۱۲۷۳ ہجری منگل کے دن تخت حکومت پر جلوس فرمایا تمام امرائی ریاست اور نواب سالارجنگ بہادر مدارالمہام و امیر کبیر و [illegible] راجہ نریندر پرشاد نبیرہ راجہ چندولال وغیرہم اور رزیڈنٹ ڈیوڈسن مع چند نامور انگریزی سرداروں کے حاضر دربار تہے -

تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف بحیثیت آدمی بخاری شریف اور مشکوۃ شریف اور حصن حصین کے پڑھنی والی مقرر کئی گئے گیارہ جماعتین مولود خوانون کے اور پانچ ہزار علی غول کی جوان نئے نوکر رکہے گئے ۔

ترمیم چار کمان کا حکم ہوا اور مکہ مسجد کا صحن جو چوبی کا تہا سنگ بست کر دیا گیا ۔

درویشون کے سات آپ نی ایسا سلوک فرمایا کہ ہر ایک کو امیر بنا دیا اور جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کروا کے حاجیون کے لئے وقف کئے ۔

اور منادی کی کہ شراب کی خرید و فروخت بلدہ مین نہو تمام کلال خانہ بلدہ سے خارج کر دئے گئے ۔

اور محل مبارک مین عمدہ عمدہ مکانات خوش وضع بنائی گئی۔ ایک چو محلہ جسکے چار طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بنائی گئی ہین بہت خوش نما تیار ہوا اور لاکہون روپیہ کا شیشہ آلات اور جہاڑ کانچ وغیرہ کے ولایت سے منگوا کر ان مکانون کی آراستگی کی۔

آپ نہایت جوانمرد اور دلیر ذی قوت اور ذی ہمت تہے

ہمیشہ سپاہ گری کا بڑا شوق تہا بندوق کا نشانہ لگانی مین اوستاد کامل ستہے اور ہمیشہ بعد نماز صبح کیے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کیے گئی ستہے ختم کرتی ستہے اور شیرنی بہی تقسیم ہوتی تہی کبہی کبہی خود بدولت ختم کیے وقت تشریف لاتی ستہے اور کسی کو تعظیم کیے ستے اونہی کا حکم نہ تہا۔

غرض بڑے اعتقاد سے مجلس ختم مین حاضر رہتی تہے اور بڑے سخی رحیم فیاض ستہے آپ کی حاتم دلی خاندان آصفیہ کیے سلئے نیک ونامور یادگار ہے اور سیر وتفریح کیے لئی بعضی اوقات سرور نگر وآصف نگر وغیرہ کو تشریف لیجاتی ستہے اور اپنی والا جد کیے مطابق بزرگون کیے زیارت کیے لئی درگاہون پر نذر و نیاز گذرانتی اور غریب غربا فقرا کو روپیہ تقسیم کرتی ہوی محل مبارک مین واپس تشریف لاتی ستہے اور عشرۂ محرم شریف مین تین لاکہہ روپیہ خیرات فرماتی ستہے سوائی اسکے دوازدہم شریف مین بریانی کیے دیگین پکوا کر مساجد اور درگاہون اور مشائخین کو روانہ کرتی ستہے۔ ابتدائی ذی قعدہ ۱۲۸۵ہ ہجری سے حضرت والا بخار اور دردانتین کی شکایت مین مبتلا ہوسے حکیم شفائی خان اور حکیم نادر علی معالج ستہے۔ آخر مین حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بہی شریک علاج

ہوگئے تھے لیکن کچھ فائدہ نہوا ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ ہجری جمعہ کے روز رحلت فرمائی خلد برین ہوئے -

اور ایک فرزند بخت بلند کو جنکی عمر اوسوقت دو سال سات مہنے اور سات دن کی تھی اپنا یادگار چھوڑا نواب افضل الدولہ بہادر نصف شب کو مکہ مسجد مین سکندرجاہ کے سیدہی جانب دفن ہوئے مدت سلطنت ۱۲ سال ایک مہنا بیس روز اور مدت بیماری سات روز اور مدت عمر ۴۲ سال تھی - مادہ تاریخ -

افضل الدولہ شد بملک جنان

الحمد و المنۃ ان حضرات سلف سے جو کہ ایک یادو صفت خاص مین مشہور تھے ہمارے حضرت بندگان عالی مدظلہ العالی نواب میر محبوب علیخان بہادر کہ جنکا جدی خطاب سپہ سالار مظفر جنگ رستم دوران ارسطوئے زمان فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ہے اور سرکار انگریزی سے (جی سی ایس آئی) کہ جسکا معنی گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیہ ہے - جملہ صفات حسنہ کی سات سب مین فایق اور منتہی ہین -

ملک دکن کی کیفیت

یہہ ملک دکن ایک وسیع حصہ ہندوستان کی مشہور سلطنت عظیم الشان کا ہے —

اگرچہ تاریخ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ اس ملک پر مختلف خاندانون کے بادشاہ زمانہ ماضیہ مین حکمران رہی مگر کبہی یہہ وقعت اور عزت انکو حاصل نہین ہوی تہی جو اسوقت ہے —

آپ گذشتہ زمانون کے تاریخی ورقین جیسی جیسی اولٹتی جائینگے تو ویسا ویسا آپ کو تاریخ وجغرافیہ دکن کی شکل منقلب نظر آئیگی —

چنانچہ بعض تعلقات ایسی ہین جہان اب اس شہنشاہ کا ایک تحصیلدار یا کلکٹر باطمینان تمام حکومت کرتا ہے وہ اس خاندان کی حکومت سے پہلی بڑے بڑے راجاؤن کے پائی تخت تہا غور کریجیے تاریخات ورنگل بیدر گلبرگہ اورنگ آباد چندر گیری سیشرم وغیرہ

جن راجاؤن کی عظمت وشان کو اتبک زمانہ نی بہولا نہین لیکن ملک اسقدر چہوٹی چہوٹی حصون مین تقسیم رہنی کی وجہہ سے بی امنی پہیلی ہوی تہی اور ہر صبح وشام لڑائیان قضیے موجود ہوتی تہے اور خلقت خدا جو ودیعت الہی ہے بہت بی امنی کے ساتہ زندگی گذار رہتی تہے —

مگر خدا کا شکر ہے کہ خاندان آصفیہ نے اس اہم امر کی طرف متوجہہ ہوا اور ہر حصہ ملک کے خود سر کو حلقہ بگوشی کیا۔ اور بتدریج نہایت استقلال سے اس طوائف الملوکی کی بنیاد کھود ڈالی اور رفتہ رفتہ تمام ملک کو ممالک محروسہ مین داخل کر لیا گویا کسی کو ابتک یاد ہے وہ دن کہ کل مخلوق خدا ایک چھوٹی چھوٹی حکومتون کے جبریہ قانون سے آزاد ہو کر ایک وسیع اور زبردست حکومت کے ظل عاطفت مین اسی خاندان کے بدولت آگئی۔

مگر اب مجکو اس موقع پر یہہ ذکر کرنا منظور ہے کہ ہر ایک سلطنت کی شہرت اوس عرصہ تک نہین پہل سکتی جبتک کہ قانون کی ترقی اور تمام امن و آسایش کے کام جاری اور ضوابط منضبط نہون چنانچہ اہل اسلام کی تاریخ مین بنی امیہ کے خاندان نے جو زور شمشیر دکھلایا ہے اور ملک گیری کی ہے وہ تمام تاریخ گواہ ہے مگر جو شہرت کہ خاندان عباسیہ کی عروج نے پیدا کی تھی وہ بنی امیہ کو نصیب نہین ہوئی تھی اوسکی وجہہ یہی تھی کہ عباسیہ نے شمشیر کے ساتہ علمی اور قانونی ترقی بہت کی اور وہ کام جاری کیے جو رعایا کے امن و آسایش

سے کے لئے ضرور تھے یہی حال ہے خاندان آصفیہ کا —
مگر فرق اتنا ہے کہ حکومت عباسیہ میں بعض اقسام کی ظلم بھی تھے
مگر دولت آصفیہ کو خداوند کریم نے سراسر منصف و مامن گردانا
چونکہ ابتدا میں شاہان آصفیہ طوائف الملوکی سے میثاقی میں مصروف
رہے لہذا کوئی توجہہ ممالک محروسہ کی اندرونی قواعد و ضوابط کے
طرف نفرما سے مگر ہماری حضرت بندگان عالی کے عہد مبارک
نے اوس شہرت اور نام آوری کو جسکے حاصل کرنے کی لیئے
ہر مہذب گورنمنٹ کو خواہش ہوتی ہے اور اوسکے حصول کی
تمنا میں شاہان آصفیہ سلف نے طوائف الملوکی کا انسداد شروع
کیا تہا پورا کر دیا اِسوقت حضرت کے ظل عاطفت میں ایک
کرڑور دو تین لاکہہ بندگان خدا آرام پا رہی ہین اور یہہ ودیعت
خداوکن کے وسیع قطعہ میں جسکا رقبہ نو دیر آٹھہ ہزار میل مربع ہے
پہیلی ہوی ہے اور مالی محاصل باستثنا و جاگیرات چار کروڑ
سے زائد ہے —
مین بہت صاف سیدھی لفظون مین عرض کرتا ہون کہ اسوقت خود
مملکت روسا ہند کے قبضہ مین جسقدر ملک ہے ان کل کی
چوتہائی سے زائد ریاست آقائے ولی نعمت کی زیر حکومت سے

اب بفضلہ تعالی یہہ شہر حیدر آباد دکن نہایت آباد ہی بلکہ اقلیم ہند مین دار السلطنۃ بزرگ یہی ہے -

چنانچہ فی الحال مقام عیش و عشرت اور مامن و دار الرزق مسافران ہفت اقلیم کا بن گیا ہے -

سرکار نظام کی عملداری کرشنا گوداوری کے شمالی جانب مغرب ہی جسمین بڑی بڑی اضلاع مین اونکی یہہ نام ہین -

گلکنڈہ کہم ایلگندل میدک اندور بیدر اورنگ آباد بیڑ پربہنی ناندیڑ گلبرگہ رائچور لنگسگور نلدرگ ناگرکرنول اطراف بلدہ سرپور تانڈور -

دکن کے زمین کا سطحہ سمندر سی بہت بلند ہے -

آب و ہوا و موسم معتدل زمین پیداوار کے لئی قوت رکہتی ہے اور سرکار عالی کی ریاست عرض و طول ۹۸ ہزار میل مربع ہے -

اور باشندے ایک کروڑ دس لاکہہ کے قریب ہین -

بیان ولادت باسعادت شہنشاہ دکن

بہت خوش قسمت وہ سال وہ مہینا وہ روز وہ وقت ہی جسمین فخر خاندان فضل یزدان سلطان المسلمین امیر المومنین ظل سبحانی نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ نی اپنی پیاری

وفادار رعایا پر سایۂ عاطفت ڈالا ۔

بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۲۹۳ فصلی روز عید المومنین جمعہ کی رات کو چھٹہ گھڑی گذرنے بعد بلدہ حیدرآباد مین قصر مبارک موسوم بخلوت مین تولد باسعادت و اقبال نواب والا تبار حضور پر نور مدظلہ العالی ہوا۔ اگر مین اوس خوشی کو تحریر کرنا چاہون جو تولد سعید سے ہر کہ و مہ کو حاصل ہوا ۔ تو دوسری کتاب کے لکھنے کی ضرورت واقع ہو ۔

مادۂ تاریخ تولد اقدس از مولوی نصر اللہ خان صاحب مرحوم خورجوی کہ جو ناظم فوجداری بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد تھے انہون نے جو تاریخ لکہا ہے وہ یہہ ہے یعنے (چراغ دکہن)

تولد ہونے کے بعد بڑی بڑی نجومیون نے زائچہ کہینچا چونکہ جو مورد عنایات یزدانی ہوتی ہین وہ ہمیشہ با بخت بلند و طالع ارجمند دنیا مین تشریف لاتی ہین ۔

اسلئے باتفاق کل منجمون نے اس بات پر اقرار کیا کہ فتح و اقبال ہمیشہ آپ کی ہمرکاب ہوگا اور آسمان چاکری کریگا زمانہ ہمیشہ آپ کے اطاعت کا دم بہریگا ۔

واقعی جو زائچہ حضرت کا مرتب ہوا ہے اور جو طریق احکام لگانی کے علمائی منجمین نے مقرر کئی ہین اوس سے استقدر طالع ظاہر ہوتا ہے

جسقدر منجمین کہین کم ہے ۔
چنانچہ اس علم کے اہل مذاق کی تشفی کیلئے یہ ذیل مین اصل زائچہ دکہلاتا ہون

حوت
ذنب
حمل
ثور
جوزا
سرطان
عطارد
مریخ
آفتاب
دلو
اسد
عقرب
جدی
مشتری
راس سنبلہ
زہرہ
زحل میزان
قوس

بہرحال خدائے پاک کے فضل وکرم سے ہماری حضور پرنور ظلہ العالی
بآغوش ناز والد بزرگوار پرورش پاتی رہی یہان تک کہ آپکا سن
دو سال ساتہہ مہینے ساتہہ دن کا ہوا کہ دفعتاً زمانہ نے آپکے سر سے
سایۂ پدر بزرگوار اوٹہا لیا ۔ یعنے ۱۴ ذی قعدہ ۱۲۸۵ ہجری روز جمعہ
اعلیٰ حضرت فلک بارگاہ آصفجاہ نواب افضل الدولہ بہادر مغفرت مکان
نے خلد کو آرام گاہ بنایا ۔

مسند نشینی

پدر کی رحلت فرمائی کے بعد تیسرے روز یعنے ۱۵ ذی قعدہ ۱۲۸۵ ہجری

دوپہر کے وقت محل بیگم کی حویلی مین اس چہوٹی سے اڈہائی سال کی
عمر مین اللہ جلشانہ نے اپنے ودیعت خاص یعنی ایک کرور دس لاکہہ
مخلوق کو آپ کے ظل حمایت مین دیدیا اور زمانہ نے آپ کے ہاتہہ پر
بیعت کی اور وعدہ وفاداری اور خیرخواہی اور اطاعت دائمی کا مستحکم کیا
اوس روز نواب سر سالار جنگ اول مدار المہام و نواب معلے القاب
عمدۃ الملک شمس الامرا امیر کبیر بہادر و رزیڈنٹ ساندرسن صاحب
عالیشان اور تمام اہالیان دولت خرد و کلان ریاست نے تہنیت جلوس
کے نذرین گذرانی حضور پرنور نے دست خاص سے نذرین لی اور جلوس
میمنت مانوس حضور ممدوح کا ١٦ تاریخ روز دوشنبہ کو منعقد ہوا سب
ارکان دولت حاضر خلوت خاص ہوے اور صاحب عالیشان مع فرزر صاحب
اور ڈاکٹر بال فور اور ڈاکٹر وننڈ صاحب تشریف لائی علاوہ اونکی اور تیس ٣٠
جلیل القدر سردار بہی حاضر دربار تہے -
حضور پرنور دردامن کا سفید جامہ اور دستار معہ کرن کی زیب تن کئے
ہوے حجرہ مین برآمد ہوے رزیڈنٹ سے ملاقات ہوی اور وہان سے
اماکے گود مین بیٹہکر باہر آئی اور مسند جلوس جو تخت پر وضع کی گئی تہی
اوس پر جلوس فرمایا سب انگریز اور اہل دربار کرسیون پر بیٹہے ہوتے
تہے رزیڈنٹ نے کہا اللہ مبارک کرے نذرین مبارکباد کی گذرین

شادیانی خوشی کے بجنے لگے چونکہ آقائے ولی نعمی اوسوقت بالکل کمسن تھے اسلئے گورنمنٹ انگریزی نے بغرض خیراندیشی اور قدیمی ارتباط باہمی کے لحاظ سے یہہ تجویز فرمائے کہ اوس مبارک زمانہ کے آنے تک کے زمانہ کو سخت انتظار رہے اور ہر خیرخواہ اوس روز کے دیکھنے کا امیدوار ہے یعنے ایام تخت نشینی و حکمرانی تک ۔

امور سلطنت کے کارروائی اور حضرت کی تعلیم و تربیت تہذیب اخلاق و حفظ صحت کی نگرانی ایک مجلس کے ذریعہ سے ہونا چاہیے جسکا نام کونسل آف گورنمنسی ہوگا ۔

تقرر گورنمنسی اور اون کے ارکان کا بیان

اِس مجلس مین مفصلہ ذیل ارکان منتخب ہوئے ۔

رکن اول ممبر عالیہ حضرتہ دلاور النسا بیگم صاحبہ قبلہ جدۂ المجدہ حضور پرنور مدظلہ العالی

رکن دوم امیر کبیر نواب معلی القاب شمس الامرا عمدۃ الملک بہادر ۔

رکن سیوم نواب سرسالار جنگ مختار الملک اول مدارالمہام ۔

چنانچہ یہہ انتظام بتاریخ ــــــــ گورنر جنرل نارت بورک کے پہنچنے اوس سے بذریعہ رزیڈنٹ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس صاحب بہادر سرکار مین پیش ہوا اور جاری ہوگیا ۔

نسبت ممبر آف گورنمنسی ۔ حضرتہ دلاور النسا بیگم صاحبہ قبلہ ۔

آپ خاندان آصفیہ مین نہایت مقدسہ ایک نامور اور پہلی یادگار مین جو امور سلطنت مین بالتزام منتظم رہی ہین آپ حضور پرنور مدظلہ العالی کی حقیقی جدہ امجدہ ہین اور نہایت خدا ترس زاہدہ عابدہ عاقلہ عاقبت اندیش امور مذہبی اور کار ثواب مین ہمیشہ دل سے ساعی رہا کرتی ہین جسکی چہوٹی سی ایک مثال یہہ ہے جو آپ نی بنظر آرام و آسایش حجاج و زوار مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفا و تعظیما مین ہزار ہا روپیہ کے مکانات خرید فرما کر وقف کر دیئے ہین ۔

اور صیابت رائی آپکی اسقدر تسلیم کر لیگئی تہی کہ جس سترک اور اہم معاملہ مین آپ نی اپنی رائی ظاہر کی وہ معاملہ باحسن الوجوہ سطے ہو گیا ۔
چنانچہ ایام گورنمنسی کے معاملات سلطنت اسکی پوری شہادت دی سکتے ہین ۔

اور سے اس تحریر کا اصل واقعات سی زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ ایام گورنمنسی کے معاملات عظیم مین سی کوئی ایک ایسا مسئلہ نہین ہے جو آپ کی صیابت رائی کی تکذیب کر سکے ۔
آخر بعمر ہشتاد سالگی بتاریخ ۷ ذیحجہ ۱۳۰۰ھ سنہ ہجریہ سے راہی خلد برین ہوئین ۔

سکند ممبر آف گورنمنسی شمس الامرا عمدۃ الملک بہادر ۔

نواب صاحب موصوف بلحاظ قرابت خاندان آصفیہ مین غفران مآب کے

نواسی سے تھے نہایت مہذب متین بلند بالا سخی متین فریس ذی جرئت
منکسر المزاج اور بہت تجربہ کار مشہور رہتے تھے انکو علوم فلسفہ و ہیئت و نیز سیاست مین
بہت کچھ دخل تہا چنانچہ آپ کی تالیفی اکثر کتابین موجود مین جس سے ہر شخص
اندازہ کر سکتا ہے آپ کی علمی لیاقت کا آپ کے وجود سے کونسل کو
بہت کچھ وقعت اور عزت حاصل تہی کیونکہ مغفرت مکان کے وفات کے بعد
ذکور مین اہل قرابت سے آپ ہی ہے تھے جو سلطنت بہر مین بہت زیادہ وقعت
رکہتے تھے -

آپکی پیدائش غرہ شوال ۱۲۳۰ھ روز یکشنبہ کو ہوئی اور بعمر ۶۴ سال کی تین مہینے
بعد بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۱۲۹۴ھ ہجری روز پنجشنبہ آپ نے انتقال فرمایا -
اسوقت سے کونسل کا انتظام حسب تذکرہ بالا نہ چلا -

۳
نواب مختار الملک یہہ تیسرے ممبر کونسل آف کورنسی تہے -
آپ منور علی صاحب کے فرزند سراج الملک کے بہتیجے تہے بعد انتقال نواب
سراج الملک - بعمر ۲۰ سال بتاریخ ۲۲ شعبان ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۳۰ مئی
۱۸۵۳ء عیسوی خلعت وزارت سے بعنوان منزل سرفراز ہوئے -
اگرچہ آپ کے خاندان مین ہمیشہ سے وزارت چلی آئی مگر یہہ شہرت اور نیکنامی
جو انکو حاصل ہوئی وہ کسی کے حصہ مین نہین تہی -
بلکہ یون کہنا گو مبالغہ سمجہا جائے مگر انتک کے تجربہ سے صحیح ہے یعنی ابہی گذشتہ

بزرگوں کے حصہ کی نیکنامی اور چند اپنے اولاد کی حصہ کی خوبی کو کل انہوں نے سمیٹ لیا تھا ۔

اب ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ جسکے پاس اسقدر نیکنامی کی پونجی ہو کہ جسمیں سوائے گذشتہ زمانہ کے آئندہ کا سرمایہ بھی ملجائے تو پھر اوسکے سیئے زمانہ کیا کہے ۔

اگر کسی کو آپ کی پوری کیفیت دیکھنا منظور ہو تو وہ آپکی سوانح عمری مولفہ نواب عماد الملک بہادر کے ملاحظہ سے اپنی اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے ۔

آپ نہایت ذکی اور متحمل اور سلیم الطبع تھے جب کسی معاملہ کی طرف توجہ کیا تو نہایت کامیابی کے ساتھ اوسکو اپنے حسب دلخواہ طے فرمایا ۔

(ف) پابندی وقت بہت تھے گویا سمجھ گئے تھے کہ میں دنیا میں کام کرنیکے لئے پیدا ہوا ہوں ایک روز کا واقعہ ہے کہ مرے قدیم عادت تھی سلام کو جاتا تھا جیسے روز شام کے وقت اتفاقاً اوسوقت آپ کو کوئی کام آگیا تو پیشی کہیجا کہ میں اسوقت کہیں جانے والا ہوں تم مت آؤ ۔ چونکہ کام اپنے ذات سے کرتے تھے لہذا کثرت کار کے تجربہ نے بہہ مشکل اون پر آسان کر دی تھی ۔

(ج) مردم شناسی بہت زیادہ تھی اور بہہ طبعی جوہر تھا اور رزاق دکا گذار اور عقلمند آدمی کے بہت قدردان تھے خواہ وہ باشندہ کا لکھنو کا عرب کا لندن کا کہیں کا

(د) مزاج شناسی اور مالک کی خیرخواہی اور ادب اونکا ذاتی جوہر تہا
(ھ) پہلی درجہ کے رازدار تہے اکثر اون کے ماتحتین اون کے دلی منشا پر واقف نہیں ہوسکتے تہے اور طرفہ یہہ کہ وہ کام اونہیں ماتحت کے ہاتہہ پر ختم ہوتا تہا اون کے زمانہ مین جہان تک مین خیال کرتا ہون کسی ماتحت کو یہہ حقیقو زعم بہت کم پیدا ہوا کہ نواب صاحب مری فلان فلان کام کے وجہہ سے بہت زیادہ ممنون ہین - یا مری فلان سے زیادہ وقعت کرتی ہین -
باتی اونکی اخلاق اور ماتحتین کو عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکہنا موقع پر دلجوئی کرنا علے قدر مراتب ہر ایک کہ ومہ کی عزت اور اوسکی حقوق کا خیال کرنا اونکا خاص کام تہا حلیم الطبع تہے کشادہ پیشانی سے ملاقات کرتی تہے وضعداری کا خیال تہا قوم اور ملک کا بہت لحاظ رکہتی اردو فارسی پر پورے قادر تہے زود قلم تہے انگریزی بہی بعد چندے حاصل کرلی تہی حافظہ بہت قوی تہا ابو کے دماغی پولیٹکل قوت کا اندازہ ہر شخص اون کے سوانح عمری سے نکال سکتا ہے -
اون کی پیدائش بتاریخ ۲۴ ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۶ ہجری ہوئی اور بعمر ۴۰ سال خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے -
۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۰ ہجری روز پنجشنبہ بوقت ساڑہی چہہ ساعت شام بعارضہ بعارضہ ۵۶ برس کی عمر مین انتقال فرمایا جمعہ کے روز صبح کے وقت یکصیر موسی جہاں کے دائرہ مین اپنی والدی کے مزار مین مدفون ہوئے -

پس از انتقال نواب عمدۃ الملک رکن دوم کونسل کوریجنسی بعد تکرار چہارشش
کیٹی نواب وقار الامرا بہادر مقرر ہوئے اور باتفاق آرا سلطنت کا کام چلنے لگا
اوس وقت ریذیڈنٹ ٹریلیٹ صاحب تھے ۔

وقار الامرا بہادر ۔ آپ بھی نظام عالیمقام کے نواسہ تھے نواب عمدۃ الملک
مرحوم کے بھائی اوصاف حمیدہ بہت رکھتے تھے نہایت سخی شجیع صاف گو تجربہ کار
معمر مہذب قوی جرأت دقیع تھے بتاریخ ماہ ۱۲۷۲ھ ہجری کو آپکی
ولادت ہوئی اور بتاریخ ۱۹ ماہ محرم ۱۳۱۹ھ ہجری بعمر سالگی انتقال فرمایا
جب یہ مجلس کوریجنسی مقرر ہوئی بذریعہ اس مجلس کے ہمارے آقائے ولی نعمت کی
تعلیم و تربیت اور حفظ صحت کا مفصلہ ذیل انتظام کیا گیا ۔

تقرر مصاحبین

ابتدا میں چند مصاحبین پیشگاہ خداوندی میں رہنے کے لئے معمر تجربہ کار عالیخاندان
سے مقرر کئے گئے جنکے نام گرامی درج ذیل ہے ۔

فرخندہ یار جنگ — شہسوار جنگ — نصرت جنگ — مستحکم جنگ
محمد منیر الدین صاحب — اکرام جنگ — گوپال راؤ

انمیں سے بعضوں کو اتالیق اور ناصح کا لقب ملا ۔
بعد میں بھی مصاحبین داخل ہوتے گئے یہانتک ابتدائے مسندنشینی سے ابتک
وجو حضور کے خصوصی مصاحبین میں سے سرفراز ہوئے ہیں ان کا ایک

تختہ ذیل میں لکھا دیا گیا ہے -

نام مصاحبین	علاقہ	مصاحبین	علاقہ
معز یار جنگ بہادر	امیر کبیر بہادر	قادر الدولہ بہادر	وقار الامرا بہادر
مشہور جنگ بہادر		اقبال یار جنگ بہادر	ایضاً
نصرت جنگ بہادر	صرف خاص	میر عبد المجید صاحب	ایضاً
مستحکم جنگ بہادر	ایضاً	سبحان خان صاحب	نواب خورشید جاہ بہادر
اکرام جنگ بہادر	ایضاً	محمد فصیح الدین صاحب	
راجہ گوپال راؤ	دیوانی	المخاطب فیروز یار جنگ بہادر	
افسر جنگ بہادر	ایضاً		
محبوب یار جنگ	ایضاً	سنہ ۱۲۸۶ فصلی	
ناصر شاہ	ایضاً		

قواعد ہر دو نشست مصاحبین

روز ایکشنبہ ۱۲ دوپہر -

بعد دوپہر مصاحبین نشست اول ڈیوڑھی مبارک پر حاضر رہیں یہ بھی لوگ خاصہ شب میں بھی شریک رہیں اور نشست معمولی جو وقت شب ادا کریں اور اُٹھیں سے دو مصاحب وقت مقررہ پر حضور پرنور کو خاصہ شب کے واسطے عرض کریں -

روز دوشنبہ -

جبکہ حضور پرنور بیدار ہوں نشست اول سے کے خدمت ختم ہوگئی اور فقط مصاحب مامورالخدمت تا ساعت ۸ حاضر رہینگے بعد ساعت ۸ تا ساعت یک اُن لوگوں کی بہی برخواست سے مولوی صاحب ساڑہے بارہ بجے دیوڑہی مبارک مین آ جائینگے لہذا مصاحبین مامورالخدمت ساعت یک پر پہر اپنی خدمت پر حاضر ہو جائیں اور تا وقت خاصہ شب حاضر رہیں خاصہ شب میں مسٹر ڈاؤ ڈنگ صاحب حاضر رہینگے وقت مقررہ پر مصاحبین مامورالخدمت حضور پرنور کو خاصہ شب کی اطلاع کریں -

بوقت ۱۰ ساعت شب اہل نشست دوم اپنی خدمت پر حاضر ہو جائیں فقط

روز سہ شنبہ -

جبکہ حضور پرنور بیدار ہو جائیں نشست دوم کی خدمت ختم ہوگئی اور فقط مصاحبین مامورالخدمت تا ساعت ۸ حاضر رہینگے اور پہر دوپہر ساعت یک ساڑہے تک حضور پرنور محلسرا میں تشریف لیجائیں حاضر رہینگے -

آٹھ بجے شب پر نشست اول دیوڑہی مبارک میں حاضر ہو جائے شریک خاصہ رہیں اور تمام شب حاضر رہیں خاصہ شب کی اطلاع اہل نشست میں سے کوئی دو مصاحب دیا کریں -

روز چہارشنبہ -

جبکہ حضور پرنور بیدار ہوں نشست اول کی برخواست سے مصاحبین مامورالخدمت

مثل روز گذشتہ تا ساعت ۶ شام اپنی خدمت پر حاضر رہیں حضور پر نور
خاصہ شب محل مبارک میں تناول فرماتے ہینگے نشست دوم اپنی خدمت پر
نشین بھی شب پر حاضر ہوتا ہیں اور اول نشست میں سے کوئی دو مصاحب
اطلاع وقت خواب بھی حضور پر نور کو دیں

روز پنجشنبہ

نشست دوم کی برخواست مصاحبین مامور الخدمت تا خاصہ شب بطرز مذکور
حاضر گلستان کلارک صاحب بہادر شریک خاصہ نشست اطلاع کار مصاحبین
مامور الخدمت - نشست اول دس بجے شب کے اپنی خدمت پر حاضر -

روز جمعہ

نشست اول تا یازدہ ساعت صبح - دوپہر سے نشست دوم شریک
خاصہ شب واسطے خدمت کوئی دو اول نشست اطلاع وقت خاصہ کریں

روز شنبہ

حضور پر نور کے بیدار ہونے کے بعد نشست دوم برخواست مصاحبین
مامور الخدمت بطرز مذکور حاضر - حضور پر نور خاصہ شب محل مبارک میں
تناول فرماتے ہینگے نشست اول ساعت ۱۰ اپنی خدمت پر حاضر اول نشست
میں سے کوئی دو اطلاع وقت خواب دیا کریں

روز یکشنبہ

دوپہر نشست اول ۔ اور بعد دوپہر نشست دوم

فہرست مصاحبین بہ تقسیم نشست

اول	دوم
مستحکم جنگ بہادر	محمد معیز الدین صاحب
شہسوار جنگ بہادر	سید معین الدین صاحب
آغا محمد ابراہیم خانصاحب	کلیم اللہ خان بہادر
گوپال راو	سید عبد المجید صاحب
محمد فصیح الدین صاحب	محمد سبحان خان صاحب

اطبا دربار

اس زمانہ محدود مین اطبا اونہین قواعد کے پابند رہین جن پر ابتک عمل ہوتا رہا ہے بعد ختم ہونے اس زمانہ کے البتہ ترمیم و تبدل اونکی نسبت بھی اگر مناسب ہو تو ممکن ہے ۔

دو حکیم جنکی نشست ایام درس مین وقت صبح ہو اونکو چاہیے کہ قبل ایسکے کہ حضور پرنور سوار ہون خوابگاہ مین حاضر رہین اور اگر حضور پرنور کو ضرورت نبض دیکھانے یا پوچھنے کی ہو تو قبل سوار ہونے کے پوچھین بعد ایسکے حکیم کو مدرسہ مبارک مین آنے کی کچھ ضرورت نہین تا ان روز ایکشنبہ سہ شنبہ دو حکیم حاضر باشی ہمراہ مصاحبین شریک حاضری خرد رہینگے

کے جج کو خاصہ مین بھی شریک رہینگی علاوہ اسکے ہرسہ شب کو جسکہ
مولوی صاحب ہمراہ حضور پرنور خاصہ مین شریک رہتی ہین حکیم
حاضرباش شریک رہا کرینگے ۔
الغرض بعد تخت نشینی کے مصاحبین مین سے حضرات کہ زندہ حاضر ہین
اور نہایت لائق و کارگذار اور قابل قدر تھے اونکو حضرت نی منتخب
فرماکر مثلاً افسر جنگ بہادر ومحبوب یار جنگ بہادر کو خدمات ایڈیکانگ
سے ۔ اور بعضون کو خدمات سے علاقہ مرفخاص کے سرفرازی بخش
مثلاً قادرالدولہ بہادر مستحکم جنگ بہادر ۔ اکرام جنگ بہادر
معزز یار جنگ بہادر ۔ فیروز یار جنگ بہادر وغیرہ ۔
اور ازین قبل فرخندہ یار جنگ بہادر ۔ شہسوار جنگ بہادر
گوپال راو ۔ محمد ابراہیم خان صاحب اس جہان فانی سے
منتقل ہوچکے تھے ۔
اور آغا ناصر شاہ پیش از پیش تخت نشینی یعنے جلوس حکم فرمائی
کے بعلت شکار ہو بلا حکم سرکار سرور نگر مین گئے تھے یہانسے جدا
ہوگئے اور تعلقداری اطراف بلدہ پر مامور رہی بالاخر لندن جاکر
انتقال کیا ۔

نشست امرا معہ تصاویر

اور بعد چند عرصہ کے فہرست ذیل کے اول کے تین امرا امیر کبیر بہادر کے طرف سے اور فہرست کے آخر کے تین امیر دیوان صاحب اول کے جانب سے مقرر ہوے کہ ہر روز ایک صاحب نشست دیا کرین مگر یہہ انتظام بعد چندے ٹوٹ گیا۔

نواب خورشید جاہ بہادر	۴ نواب بشیر الدولہ بہادر
نواب محتشم الدولہ بہادر	۵ نواب مکرم الدولہ بہادر
شمشیر جنگ بہادر	۶ شہاب جنگ بہادر

نواب خورشید جاہ بہادر ۷ شمشیر جنگ بہادر شہاب جنگ بہادر کی کیفیت ثمرہ حیات کے باب اول مین اور نواب بشیر الدولہ بہادر کا احوال کونسل آف اسٹیٹ کے بیان مین لکہے جانیکے باعث یہان نہین لکہا گیا۔

محتشم الدولہ بہادر

یہہ نواب ممدوح نہایت سخی شجیع نشانہ اندازی مین یکتا اور محنت وجفاکشی مین بے مثل نوجوان تہے۔

مکرم الدولہ بہادر

یہہ نواب ممدوح سالار جنگ بہادر کے نبانجے ہوتے ہین جوان محنت کش

متوسط القامت ہین اور انگریزی فارسی دان مگر چند روز سے مجنون
ہوگئے ہین

تسمیہ خوانی

بہرحال بفضل خدا سے جب بتاریخ ۱۰ شعبان ۱۳۰۲ھ ہجری روز جمعہ کو تسمیہ خوانی
حضور پرنور ہوئی اور حضرت مولانا مرشدنا حاجی سید نورالدین شاہ صاحب
قبلہ فیض القادری قدس سرہ العزیز نے جو خاص صاحبزادگان حضرت
سلطان الاولیا محبوب سبحانی معشوق ربانی جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ
سے ہیں اور پیر مرشد حضرت مغفرت مکان کے تسمیہ پڑھایا ۔
اور یہ تقریب بہت دھوم دھام سے ادا ہوئی جسکے تکلف کا حال
انشاء اللہ تعالی مین کل جشنون کی کیفیت کے سات آخر کتاب
مین درج کرونگا ۔

تعلیم و تربیت کا انتظام اور اسمائی مدرسین و ہمدرسان

بعد ادائے رسم مبارک تسمیہ خوانی کی بتدریج تعلیم و تربیت کا انتظام ایام درس
مین اور قواعد کی پابندی اور اوستادون کی کیفیت وغیرہ جیسی ہوے
مفصلہ ذیل ہے ۔
کل اون حضرات گرامی کے اسما جو اعلیحضرت کے درس عربی فارسی
دینی پر مختلف اوقات مین مامور ہوے ۔

مولوی محمد زمان خانصاحب - مولوی مسیح الزمان خانصاحب
مولوی انوار اللہ صاحب - مرزا نصر اللہ خان صاحب فدای مولوی
اشرف حسین صاحب - اغا ابراہیم خانصاحب - مظفر الدین خانصاحب
خوش نویس - ہمدرسون کی کیفیت -

انگریزی مدرسون کی کیفیت اور ہمدرسونکا ذکر

کلارک صاحب - مسٹر ولکن تن اسسٹینٹ رزیڈنٹ - آغا مرزا صاحب
کہ جنکا خطاب سرور جنگ بہادر ہے - ڈوڈونگ صاحب - کرون صاحب
اوقات تعلیم کا تختہ جو استادون کی طرف سے جاری
ہوا سو بجنسہ درج ذیل ہے -

اول ایام درس اوقات تعلیم

روز	انگریزی وقت صبح	فارسی بعد دوپہر	انگریزی بعد دوپہر	کیفیت
دوشنبہ	۸ - ۱۱ (۳)	۰۱ - ۰۴ (۳)	.	
سہ شنبہ	۸ - ۱۱ (۳)	۰۱ - ۰۳ (۲)	۰۳ - ۰۴ (۱)	
چہارشنبہ	۸ - ۱۱ (۳)	۰۱ - ۰۴ (۳)	- .	
پنجشنبہ	۸ - ۱۱ (۳)	۰۱ - ۳ (۱½)	۳ - ۰۴ (۰۱)	
شنبہ	۸ - ۱۱ (۳)	۰۱ - ۰۳ (۲)	۰۳ - ۰۴ (۱)	
یکشنبہ	(۰۲) .	۰۱ - ۵ (۴)	.	
حاضری بخورد	۵ بحساب فی ہفتہ درس ساعات			
جملہ	جملہ در یک ہفتہ ۱۵	جملہ در یک ہفتہ ساعات	جملہ در یک ہفتہ	جملہ بعض انگریزی علوم فارسی در یک ہفتہ

دوم ساعتہاے درس وقت صبح ۸ بجی سے شروع اور بشرکت اوقات
بعد از دوپہر ۳ سہ پہر ختم مگر روز یکشنبہ کو ۵ بجی سہ پہر ختم ہوا کرینگی
اور نماز و تعلیم مذہب کا اختیار مولویصاحب کو ہے وقت اسکی واسطے
ایام درس مین ایک بجے سے ڈیڑہ بجے تک اور ساڑہے چار سے
پانچ تک اور یکشنبہ و جمعہ کو ایک بجے سے لیکر ڈیڑہ بجی تک اور پانچ
بجے سے لیکر ساڑہی پانچ تک مقرر ہے -

سوم ایام درس مین حضور خوابگاہ سے پونی ساتہہ تک برآمد
ہوجایا کرینگے -

محلمین تشریف لیجانی کی اوقات

اور ہفتہ و چہارشنبہ کو حضور پرنور خاصہ شب محلمین تناول فرمایا کرینگے
اور ہر روز بعد ساعت ۴ محلمین تشریف لیجایا کرینگے مگر روز جمعہ کو ایک
بجی دوپہر سے محلسرائی معلی مین تشریف لیجایا کرینگے لیکن روز شنبہ
و چہارشنبہ کو حضور پرنور ضرور بالضرور محلسرائے معلی سے ایسی وقت
پر برآمد ہوا کرینگے تاکہ خوابگاہ مین دس بجے شب تک پہونچ جائین
اور دیگر شبونکو ٹہیک بوقت ۹ بجی شب کے باہر خاصہ تناول فرمانیکی
واسطے برآمد ہوجایا کرینگے ایام درس یعنی ہفتہ مین پانچ روز ہر دو صاحبان
ما مولی خدمت یعنی مستحکم جنگ بہادر اور سید معین الدینصاحب کو وا حبتا

ہے کہ حضور پرنور کو وقت مقررہ پر زنانہ مین سے برآمد کرا کر خود ہمراہ خوابگاہ تک پہونچا دیا کرینگے تا کہ خاصہ شب و خواب وقت مقررہ پر ہوا کرے مگر روز جمعہ و یکشنبہ کو وہ مصاحب وہ خدمت بجالا ینگے جنکو مولویصاحب پسند کرین ۔

قواعد حاضری خورد

ایام درس مین وقت حاضری خورد ۷ بجے صبح اور روز جمعہ و یکشنبہ بجے صبح مقرر ہے اور ایام درس مین ہر روز مسٹر ڈاڈ ونگ صاحب آغامرزا بیگ اور ہر دو مصاحب مامور الخدمت حضور پرنور کے ساتھہ حاضری خورد مین شریک رہا کرینگے مگر بروز جمعہ اور اتوار کو مولوی صاحب مع ہر دو مددگار طبیب حاضر باش اور ایک نشست مصاحبین شریک حاضری خورد ہوا کرینگے ۔

خاصہ بر میز ہمیشہ بوقت یازدہ ساعت

روز دوشنبہ چہارشنبہ و جمعہ کو کپتان کلارک صاحب بہادر و آغامرزا بیگ صاحب ۔ روز سہ شنبہ پنجشنبہ اور ہفتہ کو مسٹر ڈاڈونگ صاحب بہادر و آغامرزا بیگ صاحب ۔ روز یکشنبہ کو مولویصاحب مع ہر دو مددگار اور ایک نشست مصاحبین ۔

خاصۂ شب روز چہارشنبہ و شنبہ کو حضور پرنور خاصہ شب محل معلی

مین تناول فرمائینگے علاوہ ان دو روز کے ہر روز خاصہ شب باہر ہوا کریگا جبکہ حضور پرنور خاصہ شب باہر تناول فرمایا کرینگے تو بموجب فہرست مندرجہ ذیل لوگ شریک خاصہ ہوا کرینگے مگر عام قاعدہ یہہ ہی کہ حضور پرنور کے ساتھہ بارہ اسم سے زیادہ شریک خاصہ نہین ہو سکتے -

فہرست

جمعہ - مولوی صاحب آغا مرزا بیگ صاحب اور ایک نشست مصاحب -

شنبہ - خاصہ شب محلسرائے معلیٰ مین ہوا کریگا -

یکشنبہ - مولوی صاحب مع ہر دو مددگار اور ایک نشست مصاحب -

دوشنبہ - اوستاد انگریزی نامرشاہ ہر دو مصاحب مامور الخدمت آغا مرزا بیگ صاحب اور وہ لوگ جنکو حضور پرنور یاد فرمائین -

سہ شنبہ - مثل جمعہ

چہارشنبہ - خاصہ شب در محلسرا

پنجشنبہ - مہتمم تعلیم حضور پرنور میر ریاضت علی صاحب آغا مرزا بیگ صاحب ہر دو مصاحب مامور الخدمت و دیگر اشخاص کہ جنکو حضور پرنور یاد فرمائین شب کیوقت حضور پرنور کو خاصہ کے اطلاع پورے آٹھہ بجے کی جائیگی اور حضور پرنور ضرور بالضرور بوقت ۸ بجے تناول خاصہ شروع فرمائین اور اوسوقت پر خانسامان بیٔ حکم ہی خاصہ چن دیا کرے -

مصاحبین

ایام درس یعنے ہفتہ مین پانچ روز مستحکم جنگ بہادر و معین الدینصاحب رہا کرینگے جنکا لقب مامور الخدمت مقرر ہوا ہے انمین سے اگر کوئی غیر حاضر یا بیمار رہو تو مصاحبین متذکرہ ذیل مین سے حسب تفصیل ذیل انکی جگہہ پر مامور رہین یہہ چار مصاحب فقط اسہی کام کیلئے چنے گئے ہین -

۱ عبد المجید صاحب

۲ محمد معز الدین صاحب

۳ راجہ گوپال راؤ

۴ اکرام جنگ بہادر

روز جمعہ و اتوار کو تمام روز اور خاصہ شب بروز یکشنبہ و سہ شنبہ و جمعہ پر بطرز حال نشست مصاحبین موجود رہین تفصیل ہر دو نشست یہہ ہے -

نشست اول	نشست دوم
مستحکم جنگ بہادر	محمد معز الدینصاحب
شہسوار جنگ بہادر	سید معین الدینصاحب
محمد ابراہیم خان صاحب	کلیم اللہ خان صاحب
گوپال راؤ	عبد المجید صاحب
فصیح الدینصاحب	سبحان خانصاحب

مصاحبین مامور الخدمت کی اوقات حاضری یہہ ہین ایام درس مین جب سے کہ حضور پرنور بیدار ہون درس شروع ہوے تک اور ساعت یک بعد دوپہر سے جب تک کہ حضور پرنور محلسرائے معلی مین تشریف لیجائین یعنے ۸ بجے شام تک خاصہ شب کے وقت پر حاضر رہنا موافق احکام مندرجہ قواعد خاصہ شب ہوا کریگا -

خدمت حاضر باشی جملہ مصاحبین بوقت شب حسب نشست الطرز حال جاری و برقرار -

مصاحبین نو

مصاحبین متذکرہ ذیل ایام درس مین یعنے دوشنبہ وسہ شنبہ وچہار شنبہ وپنجشنبہ وشنبہ نوبت بنوبت جسوقت سے کہ حضور پرنور بیدار ہون اوسوقت تک جبکہ درس انگریزی شروع کیا جائے حاضر رہا کرین -

۱ میر ریاست علی صاحب

۲ ناصر الدین صاحب

اوستاد حضور پرنور درس انگریزی	اوستاد حضور پرنور درس فارسی
۱ مسٹر ڈاؤڈنگ صاحب بہادر معلم	۱ مولوی مسیح الزمان خانصاحب
۲ آغا مرزا بیگ صاحب نائب معلم	۲ حافظ انور الدینصاحب
	۳ مرزا نصر اللہ صاحب
	۴ مظفر الدینصاحب خوشنویس

تعلیم مذہبی مین مولویصاحب کو اختیار کامل ہے اس امر مین انکو مہتمم تعلیم وتربیت سے مشورہ وغیرہ کی کچھہ ضرورت نہین لیکن جملہ امور دیگر متعلقہ تعلیم حضور پرنور مین جو کچھہ حکم کہ وقتاً فوقتاً حسب منظوری سرکار مین کپتان کلارک صاحب بہادر مناسب سمجھکر بنام مولوی صاحب جاری کرین مولویصاحب کو اون احکام کی اطاعت ضرور ہے ۔۔

مولوی محمد زمان خان صاحب

ساکن شاہجہان آباد نہایت دیندار متشرع عالم فاضل تھے آپ حضرت مغفرت مکان کے بھی چندروز مطالعہ گلستان سعدی کے وقت اوستاد رہ چکے تھے لہذا ۱۲۸۹ھ سنہ ہجری مین خداوند نعمت کے درس دینی کیواسطے مولوی صاحب ایکہزار روپیہ ماہوار سے مقرر ہوے قریب تین سال تک اپنی فرض منصبی کو نہایت عمدگی کے سات اداکی اس عرصہ مین جب سید خوند میر عالم میان مہدوی پیرزادہ نے کتاب ہدیہ مہدویہ رد مذہب مہدویہ مین لکھی مہدوی لوگ مولویصاحب کے دشمن جانی ہوکر قابو کے منتظر تھے ایک شخص مسمی سید محمد مہدوی نے ۷ ذلحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری کو آپکو کٹار کے ضرب سے عشا کی نماز کے بعد تلاوت قرآن کے وقت مسجد مین جو مولویصاحب کے مکان کے روبرو ہے پس پشت سے آکر زخمی کیا کہ ایک مارسینے سے پار ہوگیا اور آپ نے مڑکر اوسکی صورت دیکھی اور اللہ اکبر فرماکر اپنا سر

قرآن مجید پر رکھ دیا پھر اوسنے ایک ضرب اوسی کتار سے شاہ رگ اور پیشانی کے قریب مین مارا اوسوقت شہید ہوکر راہی خلد برین ہوے اور خون کے دو تین قطرات قرآن شریف پر یعنی فسیکفیکھم اللہ کے آیت شریف پر گرے تھے ۔

الغرض دوسرے روز چہارشنبہ کو پہردن چڑہی مکہ مسجد مین جنازہ کی نماز ہوی مدرسہ محبوبیہ کے صحن مین دفن کئے گئے عمر آپکی پچاس سال ایک مہینہ تین روز کی تہی تاریخ شہادت یہہ ہے ۔

سنہ بشد قتل بردین محمد زمان ۔

بعد اس شہادت کے آپ کے حقیقی بہائی مولوی مسیح الزمان خانصاحب آپ کی جائے پر مقرر رہے اونہون نے سات سال تک اپنا کام ادا کیا اس عرصہ مین بہت کچہہ نوازشات شاہی سے سربلندی پائی ۔

مگر مولوی صاحب سے بخلاف نصیحت سعدی ۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی ٭ منت شناس ازانکہ بخدمت گذاشتت

کچہہ ایسی بات ظاہر ہوی کہ وہ یہان سے علیحدہ کئے گئے اسی لئے مذہب اسلام مین تاکید ہے کہ ہر انسان انجام بخیر ہونیکی خواہش رکہی اور ہمیشہ انجام سے ڈرتا رہے ۔

مولوی انوار اللہ صاحب ۔ آپ مددگار تہے مولوی صاحب کے

مولوی صاحب کہ علم فارسی عربی مین نہایت قابل عبارت نویسی و خط و کتابت مین نہایت کامل پابند شریعت جوان مشائخ زادہ ہین اور بعد چندی خطاب مولوی انوار اللہ خان بہادر سے سرفراز ہوسے -

مرزا نصر اللہ صاحب - آپ اہل ایران سے ہین فارسی مین کامل اور حضرت کے مدرس تھے اور خطاب دولت یار جنگ بہادر سے سرفرازی پائی -

مظفر اللہ خان صاحب - آپ بڑے خوش نویس ہین اور تحریر کے نگرانی [illegible]تی ہین -

فارسی ہمدرسون کی کیفیت

آپ کے ہمدرسی کے لئے ابتدا مین مفصل الذیل تلامیذہ مقرر ہوے یعنے

میر حرمت علی صاحب کہ جو حکیم عافیت طلب خان بہادر کے پوتی اور فیض علیخان صاحب کے نواسے جو امیر کبیر بہادر کے طرف سے حضور مین ہمراہی تہنیت یار الدولہ بہادر شریک وکالت تھے -

میر حافظ علی صاحب - فرزند میر نام علی صاحب جو حضرت مغفرت مکان کے طرف سے مختار الملک بہادر کے پاس تہنیت یار الدولہ بہادر کے شریک وکالت تھے -

میر ممتاز علی صاحب - حافظ منصب علی صاحب کی فرزند جو افضل الدولہ بہادر

یکے مصاحب ستہے -

میر عابد علیصاحب - میر حسن علیصاحب منصبدار کے فرزند ہین ان سب ہمدرسون کو شریک درس ہونی کے باعث ہنوسو روپیہ ماہوار منصب مین مقرر فرمائی گئے -

اسماء مدرسین انگریزی وغیرہ

مولوی محمد زمان خان صاحب سے چند عرصہ کے بعد اون ارکان کی رائی سے ایک یوروپین افسر مہذب نامور خلیق کہ جنکا نام جان کلارک تہا ۱۲۹۲ ہجری مین ولایت سے بلوا کر تعلیم انگریزی کے لئی مقرر کئی گئی بعد چند عرصہ کے نکی بی بی کا لرمے سے فوت ہونی کے باعث ولایت کو چلے گئے اور انکی خاص بہائی اونکی جائے پر مقرر ہوے یہہ یوروپین افسر عالیخاندان علم انگریزی مین اوستاد تہے -

جبکہ ایکبار کلارک صاحب ولایت کو گئے تو انکی منصرم مولکن بین صاحب جو اسسٹنٹ ریذیڈنٹ ستہے مقرر ہوے اور یہہ کلارک صاحب کی مدد گاری کیلئے آغا مرزا بیگ صاحب ڈوڈنگ صاحب اور انکے مرنی کے بعد کردن صاحب وغیرہ مختلف اوقات مین مامور ہوے -

انگریزی پڑہنے کیلئے یہہ لوگ بدفعات شریک ہوے -

اول ظفر جنگ بہادر لائق علیخان بہادر سعادت علیخان بہادر میر جہاندار علیصاحب

ہیوگاف میر منور علیخان بہادر میر حشمت علیخان بہادر جنگکی کیفیت درج ذیل ہے۔

نواب ظفر جنگ بہادر - یہہ نواب خورشید جاہ بہادر کے فرزند اور حضور پُر نور کے خاص بہائخی ہین ابتدا سے فارسی خاص انگریزی کے ہمدرس رہے ہین - رنگ سرخ سفید قیافہ درست بلند بالا مہذب اور خطاب سے نواب شمس الدولہ بہادر کے سرفراز ہین -

لایق علیخان بہادر - نواب سر سالار جنگ بہادر اول کے فرزند اکبر ہین بلند بالا جسیم گندمی رنگ قیافہ سے ذہانت و متانت ظاہر ہے دماغی قوت اچھی انگریزی فارسی عربی مین کامل القدرت ہین زود خشم مغلوب الغیظ ناعاقبت اندیش بہی تہے ۸ رجب ۱۲۷۸ھ مین متولد ہوے -

اور ۷ ربیع الثانی ۱۳۰۱ھ ہجری کو ۲۰ سال کی عمر مین عہدہ وزارت سے خاص مراحم خسروانہ سے سرفراز ہوے اور خطاب آبائی سر سالار جنگ مختارالملک بہادر کے سوائی عماد السلطنت کے خطاب سے بہی سرفراز تہے انہون نے چند عرصہ تک لیاقت اور نیک رویہ گی اور اطاعت سے ایسا کام کیا کہ لوگ سمجہ گئے تہے کہ یہہ اپنے بے مثل باپ کے بے نظیر فرزند ہین مگر بعد چندے دفعتا سیدہا راستہ چہوڑ کر اوس خوفناک راستہ پر جا پڑے کہ جسکے آگے ایک بے ساحل دریائی قہر کا سامنا تہا اور اوسی خوف سے زمانہ نے چلایا

ع ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ❊ این رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

مگر جب کسینے اوسکا چلّانا نہ سنا - تو پھر پیر دہرنی پکارا -

ع (حافظ) نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند ؛ جوانان سعادت مند پند پیر دانا را -

آخر الامر ۱۳۰۰ھ ہجری مین اپنی معز خدمت سے بذریعہ استعفا علیحدہ ہوگئے اور بوجہہ علالت ۲۶ سال چند مہینے کی عمر مین بتاریخ ۸ ذی قعدہ ۱۳۰۶ھ ہجری چالیس دن کا ایک بچہ چھوڑکر جوانمرگی اختیار کی عماد السلطنت کی موقوفی سے اتبک مراحم خسروانہ خداوندی اونکی گہر اور اونکی خاندان اور وابستون پر جسقدر رکہ مبذول ہے اوسنے زمانہ کو یہہ ثابت کردیا کہ جو شاہان اولوالعزم اور مقبول بارگاہ الہی ہوتی ہین اونکی مزاج مین عفو اور رحمت جو خاصہ صفات الہی ہے زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت پاداش غضب کیے اور وہ بعد ادای سزای واجبی (جو سیاست مدن) کیلئے ضروری ہے بہت رحم دل ہوتی ہین اگرچہ مامون ابن ہارون رشید کو اہل تاریخ نی بہت زیادہ مائل عفو اور رحمت بتلایا ہے اور واقع ہوا تہا اوسکی زمانہ مین بہی ایک وزیر ( ) سے یہی واقعہ مگر اوسکے واقعات مین اسقدر دلچسپی اور اونکی اولوالعزمی ثابت نہین ہے جسقدر حضرت کی رحمت وعفو سے علو ہمتی ثابت ہے

ہدی را ہدی سہل باشد جزا ؛ اگر مردی احسن الی من اسا ؛

سعادت علیخان بہادر - آپ دوسری فرزند نواب سالار جنگ بہادر اول کے

تھے متوسط الجسم متوسط القامت قیافہ سے ذہین متین حلیم الطبع کبرت
شرکت سمد رسی اعلیحضرت فارسی انگریزی بہی اچھی تہی معاملہ فہم ۲۴ ذی قعدہ
۱۲۸۵ھ ہجری کو متولد ہوئے آپ مین اور لایق علیخان بہادر مین اسقدر فرق
تہا کہ چہوٹی بہائی تھے آخر کو منیر الملک بہادر کے خطاب سے سرفرازی پائے
اوراس دولت ابد کے بدولت معین المہامی کے خدمت سے معزز و سربلند
رہے اور تادم مرگ اپنی خدمت سے بحال اور سرفراز رہی آخر ہم جمادی الثانی
۱۳۰۰ھ ہجری کو بعارضہ مختلف انتقال فرمایا مگر آپ بہ نسبت اپنی بڑی بہائی صاحب
کے اسقدر فرق رکہتے تھے کہ خود اعلیحضرت نی کمال مراحم خسروانہ سے اونکی
عیادت فرمائے اور اونکی انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے ۔

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ ۔

افسوس ہے کہ اگر زمانہ کے اسقدر کہلم کہلی کارروائے کے بعد بہی ہم لوگ
زمانہ کو ویسا ہی دوست سمجہین جیسا کہ نہ سمجہنا چاہیئے تو حیف ہے ۔
ایک نواب سالار جنگ بہادر اول کے خاندان کی حالت ہے کہ چند سال
آگے وہ مرجع خاص و عام تہا جنکی یاد ایشیائے سے یورپ تک کوئی اوس تہا
حسین نہ تھے بعد انتقال سالار جنگ بہادر اول کے اونکی دو بلند بالا جسیم
تخمیم قوی تندرست لایق نوجوان بچون کو دیکہکر اہل زمانہ اور اوس خاندان
کے وابستگون کے باچہین کہلے جارہے تھے مگر

سے بیک گردش چرخ نیلوفری ؛ نہ نادر بجا ماندہ و نی نادری ۔
اسوقت ایک عمر دو سال بچہ کے سوائے جسکی عمر دو سال کی ہے کوئی باقی نہین
پایون کہے کہ ایک ایسی محفل مین جو بڑے بڑے چراغون سے منور تہا اسوقت
سوائے ٹمٹمی ہوئی ایک بتی کے کچہہ نہ رہا ۔
میر جہاندار علیصاحب ۔ یہہ تہور جنگ بہادر کے بہتیجے ہین مدار المہام
اول کے حکم سے خود بدولت کے ہمراہ سبق مین شریک رہنے کی عزت
حاصل کی بعد تخت نشینی کے علحدہ ہوئے ۔
ہیوگاف ۔ میجر ہیوگاف معتمد فوج سرکار عالی کے فرزند ہین بعد تخت
نشینی علحدہ ہوکر ناظم صاحب کوتوالی سرکار عالی کرنل لیڈلو کے مددگار ہوگئے ۔
میر حشمت علیخان بہادر ۔ یہہ نواب صمصام الدولہ بہادر کے خاندان
کے روشن چراغ ہیں تخت نشینی تک حضرت بندگانعالی کی ہمدرسی کی عزت پاتی
رہے ۔
میر منور علیخان بہادر ۔ آپ فرزند شاہی خاندان کے یادگار چند دنون
سے ہین ہمدرسی کی شرف سے مشرف رہ چکے ہین ۔

(مضمون ہفتم) تحصیل علوم و فنون

الغرض بسبب ذہن رسا اور طبع خداداد ہونے کے آقائی ولی نعمی نے تہوڑے ہی
عرصہ مین فارسی اور انگریزی مین وہ لیاقت پیدا کی کہ امتحانات کے علاوہ جو ہر

اہل یوروپ سے ملاقاتون اور درباردن مثل کلکتہ وغیرہ مین انگریزی
تحریر وتقریر سے کامیابی حاصل کرتی رہی اور گورنر جنرل بہادر وغیرہ
آپکی ذہانت رائی علمی لیاقت سے قایل ہوگئے -
اس عرصہ مین صرف حصول لیاقت علمی کیطرف ہی توجہ مبذول نہین کی
بلکہ فن سپاہ گری مین وہ قدرت حاصل کی کہ اہل یوروپ مثل لارڈ ڈفرن بہادر
اور ڈیوک آف کناٹ بہادر - البرٹ وکٹر بہادر وغیرہ وغیرہ نے کمال استعجاب
سے مداح رہے -
مین بلاکسی طرف داری سے یہہ بات کہتا ہون کہ ہمارے اعلیحضرت کو جسقدر
کہ فن سپاہ گری اور سواری اسپ اور شکار وغیرہ سے موقع پر جرات واستقلال
حاصل ہے وہ شاید کسی ہندوستانی رئیسون مین اسوقت بالاجماع موجود نہوگا
اور یہان صرف مین نرا دعوی ہی نہین کرتا ہون بلکہ اپنی اپنی موقع پر بہ تفصیل
انکی مثالین اور دلائل پیش کرون گا -
ایشیا اور خاص ہندوستان مین مدح سے وقت مبالغہ کا زیادہ رواج پیدا ہوگیا تہا
اور چونکہ مین ہی اونین کا ایک ہون اسلیئے باین خوف کہ وہ لوگ یہان کی
کیفیت سے واقف نہین یا آیندہ کے نسلین یہہ خیال نکرین کہ مین نے
صرف مداحی کی ہے اسلیئے مین ایک چہوٹی سی دلیل مگر زیادہ بہتر تا ئیر پیش
کرتا ہون کہ جسکے یقین کرنے سے بعد ہر کسی کو آپ سے علم وفراست وفہم وکمالات

سکے متعرف ہونی مین تامل نہ رہیگا -

اس زمانہ مین عموماً ہندوستان اور خاص کر یہان کے مسلمانون مین ایسے عمر کے بچے جنکی عمر پندرہ سال سے کم ہو علم کو بشوق حاصل کرنی والی بہت کم یاب ہین خصوصاً مدرسہ کی حاضری اور فجر کا اٹھنا اونپر شاق گذرتا ہے اور یہہ بات عام طور پر اون مبارک نسلون مین جو اپنی خوش قسمتی سے آغوش ناز و دولت مین پرورش پاتی ہین زیادہ پائی جاتی ہے -

ف مگر ہمارے اعلحضرت باوجود اس مرتبہ جاہ و جلال کے کہ خطۂ عظیم دکن کے مالک ہین اور کسی کا دباؤ آپ پر نہ تہا اور نہ آپکی اسقدر عمر شریف تہی کہ سوانحات عظیمۂ عالم پر غور و تجربہ کر کے اپنی اصول قایم کرتی -

مگر صرف اپنی عقل سلیم اور جوہر طبع خداداد سے یہہ بات سمجھتے تہے کہ میرا یہہ زمانہ تحصیل علوم کا ہے جسقدر ہوسکے جلد تحصیل کرون آپ نے تہوڑے زمانہ مین وہ تحصیل کرلی کہ باید و شاید ختم تحصیل کے زمانہ تک مجکو اسقدر کوئی تبلا دیسے کہ آپ پانچ بجے کے بعد بلا ضرورت شدید کے کسی بعذر برآمد نہ ہوسے ہون اور آٹھ بجے کے قبل سوگئی ہون محل مین رہنا بالکل ترک کردی جمعہ کے روز البتہ محل مین تشریف لیجاتی تہے یا تعطیل کے دن -

آپ کے انتہائے شوق کے لئے یہہ دلیل کچہہ کم نہین ہے بلکہ پوری ہے باوجودیکہ سوائے مسلمان ادیبون کے ثلث سے زیادہ یوروپین افسر آپ کے

متعلم تھے بلکہ زیادہ نگرانی اونہین کی تہی مگر پرائیویٹ طور پر یا آفیشل طور پر کسی کمیٹی یا جلسہ مین اونہون نے آپ کی بدشوقی یا کم توجہی علم کیطرف ظاہر نکی حالانکہ سچ کہنے مین اور آزادانہ بے لاگ رائے دینے مین یہہ قوم آجکل روزانہ ضرب المثل ہو رہی ہے - اوس عرصہ مین جو آپکے روزمرہ کے کام تہے یہہ تہے کہ صبح کو اوٹہتے تہے اور اکثر اولاً حکیم کا سلام ہوتا صحت کے ضروریات کے متعلق عرض معروض ہوتی بعد حمام وغیرہ کے برآمد ہوتی چاء جو تیار ہوتی درس شروع ہوتا خاصہ تناول فرماتی -

حضرت اوقات کی پابندی وغیرہ کا تختہ مطبوعہ سابق بمزید احتیاط یہان لگا دیا گیا ہے جس سے بخوبی کیفیت واضح ہو سکتی ہے

تختۂ ضبط اوقات مبارک بندگان حضرت حضور پرنور ظل اللہ ملکہ آغاز از روز دوشنبہ

ایام	[illegible]	ساڑھے نو سے دس تک	[illegible]	ساڑھے دس سے ساڑھے گیارہ تک	[illegible]	[illegible]
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ہفتہ	[illegible]	چائے خوری باشرکت عہدہ داران دفتر خاص	[illegible]	باریابی مدارالمہام سرکار و ملاحظہ کاغذات سرکاری	[illegible]	باریابی امرا
اتوار	ایضاً	چائے خوری	کار دفتر خاص	ملاحظہ کتب و اخبارات	ملاقات علماء و مشائخ	سلام منصبداران
پیر	ایضاً	چائے خوری باشرکت بعض عہدہ داران دیوانی	[illegible]	باریابی مدارالمہام سرکار و ملاحظہ کاغذات سرکاری	درس انگریزی	سلام جمعداران و اہل فوج
منگل	ایضاً	چائے خوری باشرکت امرا	کار دفتر خاص	باریابی کلارک صاحب بہادر	درس انگریزی	باریابی امرا
چہارشنبہ	ایضاً	چائے خوری باشرکت عہدہ داران دفتر خاص	کار دفتر خاص	باریابی مدارالمہام سرکار و ملاحظہ کاغذات سرکاری	درس انگریزی	سلام اہل قلم
جمعرات	ایضاً	چائے خوری باشرکت بعض عہدہ داران عدالت دیوانی	[illegible]	باریابی کلارک صاحب بہادر	[illegible]	ملاحظہ دفتر
جمعہ	تعطیل					

الحاصل بعد تمام مصاحبین سے متفرق گفتگو رہتی جسمین کبہی کوئی سلطنت کا تذکرہ کبہی کسی خاص فن کا ذکر ہوا کرتا علی ہذا لقیاس بعدہ کرکٹ لان ٹینس سواری اسپ نیزہ بازی نشانہ اندازی وغیرہ سپاہگری کے فنون کی مشق ہوتی -
چنانچہ ایک روز کے تذکرون مین فن طبابت وحفظ صحت کے متعلق راقم نے جو گذارش کی تہی بجنسہٖ درج ذیل ہے -

تقریر

شکر ہے اوس اللہ جلشانہٗ کا جس نے انسان کو جوہر علم اور عقل کے وجہہ سے تمام حیوانات پر شرافت دی چونکہ انتظام تمدن کے لحاظ سے ضرور تہا کہ کل مساوی نہون تمام مدارج بلحاظ تعلیم وعقل کے قایم کر دیئے کسی کو جہالت فطری یا عارضی کے وجہہ سے دوسری انسان کا جو اوس سے عاقل یا حکیم ہے سپرد اور محکوم کیا تاکہ وہ اوسکے وجہہ سے نقصانات سے محفوظ رہے کسی انتظامی لحاظ سے اولوالامر کا خطاب دیا اور عموماً اونکی اطاعت کی ہدایت کی اور ایسا ہی تمام دنیا کے لوگون کو یعنے فقیر سے امیر اور چہوٹی سے بڑے تک ہر ایک قوم ومذہب اور اہل کتاب کو پیغمبرون وقت کی

اطاعت کرنے کے لیے حکم فرمایا اور یہہ اطاعت کسی خاص طور پر موقوف نہین بلکہ عام حکم دیا گیا ہے کہ پیغمبرون کی ہدایت کی اطاعت اور فرمان برداری کرین تاکہ دین اور دنیا کی بہتری حاصل ہو۔ ایسی ہدایت کے ضوابط کو شریعت کہتے ہین کہ بدون اس کے پیروی کے دین کی بہتری نہین ہوسکتی ہے۔

بیت خلاف پیمبر کسی راہ گزید ؎ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسیطرح اطبا و حکما کی رائے پر چلنے سے دنیا کی فوائد اور جسمی تندرستی حاصل ہوسکتی ہے اس وجہہ سے کہ اللہ نے اون کو علم حکمت مرحمت کیا ہے اور یہہ علم طب بہ نسبت اور دنیاوی علوم کے اور بلحاظ سلامتی وجود انسان کے زیادہ تر فضیلت رکھتا ہے بلکہ ایک لحاظ سے تو اکتساب علوم و امور دینی بہی اسی پر موقوف ہے کیونکہ بغیر صحت جسمی کے مقاصد دینی ہرگز حاصل نہین ہوسکتی اور بغیر صحت تندرستی کے کوئی کام دین یا دنیا کا پورا نہین ہوسکتا یہان تک کہ جو عبادات فرض ہین جیسے نماز و روزہ و حج جہاد وغیرہ وہ بہی بغیر صحت کے ادا نہین ہوسکتی اسلئے حدیث شریف مین اس علم کی فضیلت بہ نسبت دوسرے دنیاوی

علوم سے زیادہ پائی جاتی ہے ۔
چنانچہ فرمایا آپ نے ۔ العلم علمان علم الابدان و علم الادیان
فی الحال ہمارے غرض یہہ ہے کہ صرف وہ تعلقات جو علم طبابت سے ہے
منور ہین بیان کرین خصوصاً حفظ صحت کے مطالب کہ وہ خاص کام
طبیب کا ہے مگر ہم اس امید پر بیان کرنا چاہتے ہین کہ اسکو حاضرین
مجلس بغور کامل سماعت فرماوین ۔
اول یہہ بات غور کرنے اور سمجہنے کے قابل ہے کہ صحت کیا چیز ہے
اور حفظ صحت کسکو کہتے ہین اگرچہ اجمالاً ہر ایک بشر اسکی معنی سے واقف
ہے مگر مین پہر اسکا اعادہ کرنا حاضرین مجلس کے سامنے مناسب
جانکر بیان کرتا ہون یعنے یہہ صحت وہ چیز ہے کہ افعال طبعی اپنے
حدود پر قایم ہون اور کوئی افراط و تفریط نہ ہوی ہو ۔
دنیا مین کوئی شخص کیسا ہے امیر فارغ البال ہو مگر صحت کو عزیز رکہتا ہے
اگر اوسکو صحت حاصل نہو تو اوسکے کل دولت اور اسباب آسایش
بیکار محض ہوجاتی ہین ۔
اور اس ضرب المثل سے سب واقف ہین کہ ایک تندرستی
ہزار نعمت یہہ وہ صحت اور تندرستی ہے کہ انسان جسکے بدولت
اچہی اچہی غذاؤن کی لذت اوٹہاتا ہے اور یہی صحت و تندرستی

سکے باعث سے آدمی ہنستا بولتا کہیلتا کہاتا پیتا سوتا چلتا پہرتا ہے
اور ہرایک اچہی کام کرنی کا اور حصول نیکنامی و مسرت کا منشی ہوتا ہے
اور اللہ جلشانہ کا منشا یہی ہے کہ انسان احکام شریعت و قواعد
طبی کی پیروی کرین اور صحت جسمی و طبعی کو قایم رکہین تا دین و دنیا کے
کام اچہی طرح ادا ہون اور خدا کی عبادت بہی پوری ہو۔
بخلاف اسکے ظاہر و روشن تر ہے کہ جسکو تندرستی اور صحت حاصل نہو تو
وہ نہ کسی غذا کی لذت سے مسرت پاسکتا ہے نہ کوئی کام اپنی حظ نفس
اور روح کا پورا کرسکتا ہے نہ حقوق اللہ حقوق العباد ادا ہوسکتے ہین
بلکہ ہر وقت مغموم اور ملول بیٹہا رہتا ہے اور لوگونکی تندرستی اور کہانی
پینے کو دیکہہ کر حسرت کرتا ہے اور تمام خوشی کے کامون کو ادا کرنیکی
آرزو کرتا ہے باوجودیکہ سب اسباب خوشی کے مہیا اور میسر ہین
اور کسی نوع کی محتاجی نہین مگر ایک تندرستی نہونی سے لاچار ہوجاتا ہی
سچ یہ ہے جو حصہ عمر کہ بغیر تندرستی کے گذرے وہ موت سے
بدتر ہے پس جب آپ صاحبونکو یہہ معلوم ہوچکا کہ صحت سے زیادہ
دنیا مین کوئی چیز عمدہ اور عزیز نہین ہے اور ہر ایک ادنی سے اعلی
درجہ تک کے اشخاص اسی بات کے خواہان ہین تو ہر ایک
آدمی پر واجب اور فرض ہے کہ اپنی صحت کو عزیز رکہے اور اوسکو

بگڑنے نہ دیوے اور جن جن اسباب سے صحت مین خلل پڑتا ہے اونسے
احتراز کرنا فرض جانے چنانچہ قرآن شریف مین اللہ تعالی فرماتا ہے -
ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ -
مت ڈالو اپنے جانونکو ہلاکت مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اسئل اللہ العافیۃ فی الدنیا والاخرۃ - یعنے اللہ تعالی سے
صحت اور تندرستی مانگو دنیا اور آخرت مین اور فرمایا -
لم یسال العافیۃ اللہ تعالی کوئی سوال اس سے زیادہ پسند
نہین کرکہ بندہ اوس سے صحت اور تندرستی مانگی وجہ اسکی یہہ ہے
کہ جب بندہ اپنے مالک سے صحت اور تندرستی کی خواہش کرتا ہے
تو اوسکی غرض اصلی یہہ ہوتی ہے کہ مین اچھا ہو جاؤن تاکہ اپنے
اون فرائض کو جنکیلئے مین دنیا مین پیدا ہوا ہون عمدگی سے
پورا کرسکون اسی لئے خدائے تعالی کو صحت کا سوال بندہ کا
بہت مرغوب ہوتا ہے بشرطیکہ اوسکی یہی نیت ہو -
غرض حفظ صحت کو نظر انداز کرنا شرعًا و تہذیبًا دونو طرح سے
منع ہے پابندی حفظ صحت کا مجملًا بیان یہہ ہے جس چیز کے
کہانے اور پینے اور کرنے سے صحت مین خلل ہوتا ہو تو ان چیزون
کے استعمال سے یا جن افعال کا جواز روئے قانون طبی یا حکم

شرعی منع ہے تو ادن افعال کے ارتکاب سے احتراز کرنا گویا حفظ صحت کی پابندی ہے -

دنیا کے موجودہ اشیا مین سے اکثر کے خاصیت اور افعال و قوی فطرتی انسان و نتایج کے جاننے والی کو اور اون مین نفع و نقصان کی راے قایم کرنے والے کو عموماً طبیب و حکیم کہتے ہین اگر وہ اسمین کامل ہو تو حاذق کا خطاب ان نامون پر زیادہ کیا جاتا ہے اور انہین حکما کے قواعد و ہدایات علمی سے انسان تمام خوشی کے کام کر سکتا ہے اور تمام حظوظ دنیا کے انکہون سے زبان سے دماغ سے کان سے ہاتہہ سے بلکہ تمام جسم سے اوٹہاتا ہے پس اس سے یہہ معلوم ہوا کہ حکیم عمارت خوشی کی بنیاد اوٹہانیوالا اور کاشانہ صحت کی درست کرنیوالا معمار ہے اسلئے ہر زمانہ مین مخلوق خدا نے ایسے لوگون کے بہت زیادہ وقعت کی ہے خاص کرکے اہل دول اور عقلائے زمان -

واقعی حکیم انسان کے لیئے درجہ اول کا خیر خواہ ہے اور جن حواس انسانی کے ذریعہ سے دنیا کی لذت حاصل ہوتی ہے وہ درجہ دوم مین - کیونکہ ان کی صحت حکیم کی راے سے قایم رہتی ہے - انکے بعد سب - اسلئے ہر بشر کو چاہیئے کہ ان کو خیر خواہ

سمجھا اور جہان تک اوسکی نصیحت مفید ثابت ہو عمل کری
اور انہین کے مقررہ تدابیر متعلقہ حفظ صحت پر عمل کریے
اگرچہ فی زمانا ایسی حکیم عموما مسلمانون مین خاص کرکی ہندوستان
مین بہت کم ہین کہ اپنی ذاتی اغراض کو تلف کرکے خیر خواہی ملک
و بندگان مالک الملک مین اپنی زبان اپنا دماغ اپنی آنکھہ ناتہہ
پاؤن وقف کردئے ہون مگر تاہم اکثر ایسے ہی موجود ہین کہ جنکو
غنیمت سمجھا جائیے اگرچہ بالکلیہ نہ سہی مگر تاہم بہت کچھہ وقعت کی نگاہ
سے دیکھنے کے لائق ہین جیسا کہ طی کی قبیلہ کی ایک لڑکی بوجہ اکے
کہ وہ حاتم کی بیٹی تہی بعہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستحق
رحمت ثابت ہوئی - اگرچہ یہہ اب بیان نہین ہے اس جگہہ
اس تمثیل کی ضرورت ہو مگر جو اچھی بات ہو اوسکا اعادہ بہی خالی
از لطف نہین جیسا کہ شیرینی خواہ کیسی ہی ناقص ہو ہر وقت
وہ اپنی میٹھے ذائقہ کے وجہہ سے ضرور کسیقدر قبولیت پیدا کرلیتی ہے
مین حضور پرنور سے دست بستہ عرض پرداز ہون کہ چونکہ ہم
سرکار کے نمک خوار اور ایسی در دولت سے عزت پائے
ہوے ہین اور ہماری یہہ آبرو و عزت سب سرکار کے صحت
و سلامتی پر منحصر ہے - لہذا سرکار ہمکو اپنی خیر خواہ ہمکو متصور

فرمایکے اسقدر اجازت سے سرفرازی بخشین گیے کہ ہم بکمال ادب
ہر موقع پر اپنی رائے ظاہر کرسکیے حق نمک ادا کرین اور خوشنودی
کرین - اگر ہم اسقدر نکرین اور خدنخواستہ ہماری اس
کاہلی سے ذرا بہی حفظ صحت مین نصیب دشمنان فرق آجائے
تو زمانہ موجودہ اور آیندہ مین لوگ ہمکو سوائے ہتک و بدنامی
کیے دوسرا خطاب ندینگے اور یہہ بہی امید قوی ہے کہ حضرت
حضور بندگانعالی مدظلہ العالی جو ہمارے غریبی اور پرورش فرما
آقا ہین وہ کبہی اپنی نمکخوارون کو ذلیل اور رسوا نہ کرینگے بلکہ
اپنے وابستہ و خیرخواہ حکیمون کی رائے پر چلکر اونکی عزت اور
قدر تمام شہر کیے حکیمون سے زیادہ فرماوینگے دوم وہ کیفیتین
کہ جو حفظ صحت سے متعلق ہین ہم لوگون کو ہر ہفتے کی ہفتہ مین
ایکبار اجازت ہوکر تاہم لوگ لکہہ کر حضرت کیے گوش گذار کرین
واجب بود عرض نمود - اب ہم اس التماس نامہ کو دعاء ترقی عمر و دولت
و صحت و اقبال پر ختم کرتے ہین - بیت الہی در جہان باشی با اقبال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال -

حضور کی خاص کیفیت

اگرچہ باب اول مین ثمرۂ حیات کے اعلحضرت کی ذاتی کیفیت مین نے مختصر لکہا ہے مگر پہر مین چہتا ہون کہ اخلاقی اوصافی کیفیات سواے اسکے اور جو جو کمالات کہ اب حاصل کئے گئے ہین اور وہ بغیر کوشش و محنت ذاتی کے حاصل نہین ہو سکتے اسباب مین لکہون جو باب اول مین نہین لکہے گئے

اول حلم و عفو

اس کے ثبوت مین مین نے ایک مقابلہ مامون رشید و ہارون رشید کا دیا ہے المختصر یہ ہے کہ ہمیشہ آپ کے غضب پر حلم اور انتقام پر عفو غالب ہے۔

عدل و انصاف

اون قوانین اور ضوابط کے لئے جو عدالت و مال کیلئے خاص حضرت کے زمانہ مین نافذ ہوے اور اونکا ذکر ترقی تمدن کے فصل مین مفصل موجود ہے ایکمثال اس موقع پر ایسی پیش کرتا ہون کہ جسکی نظیر ممالک غیر مین بہت کمیاب ہو گی۔ اسوقت سرکار عالی کے ظل عاطفت مین اگرچہ بہت سے مختلف اقوام ہین مگر دو قوم زیادہ تر آباد ہین ایک ہندو دوسرے مسلمان باوجود اسکے کہ حضرت افتخار اہل اسلام ہین مگر عطیات مثل انعام و خیرات و یومیہ و اگرہار و رسوم وغیرہ مین اہل اسلام کے برابر اہنود مستمتع ہین تعصب کا نام نہین ہے اور دوسرے ممالک مین سواے اونہین مذہب والون کے جو بادشاہ کے ہم مذہب ہون دوسرے

مذہب والے اسیقدر رعایت کو کافی سمجھہ جاتے ہین کہ فقط اونکے مذہبی
رسوم کو بآسانی بلا مزاحمت ادا کرین مگر ہمارے سرکار مین بدون اس خصوصیت
کے بتقرر عطیات وانعام و نوبت وغیرہ بھی سرفرازی بخشی جاتی ہے۔ ملاحظہ
کیجئے حالات تمامی دیول ہاے ممالک محروسہ اسکے سوائے اہل منصب وجاگیر
و فوج و خطاب کے زمرہ مین بھی اہل ہنود اہل اسلام سے مساوات کے
قریب ہین۔ اور کل اقوام شاد و خرم ہین بلکہ بعض ہندو
مسلمان بہ نظر افراط محبت داخل کے آپس مین بہائی بہائی کہلائے
گئے ہین۔ تیسرا ثبوت یہہ ہے کہ ممالک منظمہ مین بھی کوئی سال
اکثر ایسا نہین گذرتا کہ باہم دو مذہبون مین کوئی قصہ فساد نہوا ہو
مگر اس سرکار کے ممالک محروسہ مین یہہ بات بہت کمیاب ہے
بلکہ کالعدم ہے عطائے حکومت کے لئے بھی سوائے لیاقت کے
کسی قوم کی خصوصیت نہین کیجاتی ہیں ان تمام مثالون کے بعد
بھی کوئی کہے کہ انصاف نہین ہے تو واقعی وہ شخص تعصب کے
تلوار سے انصاف کا خون کرتا ہے جب طرز حکومت کے عمدہ کیمیائے
اصول کے وجہہ سے کئی متضاد مادہ آپس مین جمع ہون
پھر سوائے مفید ہونے کے کوئی مضر اثر نہ پیدا کرین تسپر بھی
کوئی عمدہ حکمت عملی کا قایل نہو تو سوا آکے خاموشی کے جواب نہین ہے ہو

شفقت وہمدردی

یہہ صفت انسان کیلئے مقبول ترین صفات سے ہے چنانچہ اسکے سبب سے آدمی بمصداق ترحموا ترحموا مستحق رحمت باری ہوتا ہے۔ بیت

اگر رحم زحق داری تمنا ؛ تو ہم بر دیگران رحمے بفرما

اور نیز ہمدردی لازمہ وخاصہ انسان ہے یہہ صفت حیوانات مین نہو نیسے آپسمین ایک دوسکر پر شفقت وہمدردی نہین کرسکتا ہے۔ گویا یہی فرق انسان اور حیوانین ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ بنی آدم اعضاے یک دیگراند کہ در آفرینش بیک جوہر اند ؛ چو عضوے بدرد آورد روزگار ؛ دگر عضوہا را نماند قرار ؛

پس جب یہہ متحقق ہوچکا تو پادشاہون کیلئے جنکے زیر حکومت ہزارہا بندگان خدا امیدوار شفقت ومرحمت رہتے ہین یہہ صفت نہایت ہی واجب ہے بقول ؎ فراز تخت حکومت نشستن آسان نیست ؛ دران مقام بسے احتیاط باید کرد ؛ مراد عاجز محنت رسیدہ باید داد غم فقیر مشقت کشیدہ باید خورد۔ الحمد للہ کہ ہمارے پادشاہ عالم پناہ کو خداوند عالم نے اس صفت سے بخوبی متصف فرمایا ہے۔ صدہا مرتبہ ہم نمکخوارونکو اسکا تجربہ ہوا ہے۔ چنانچہ تمثیلاً یہان قاضی پلی کے شکار کے وقت کا ذکر مختصر بیان کیا جاتا ہے کہ جو مفصل صفحہ ۲۵ مین کیا گیا ہے کہ حضور قاضی پلی کے شکار سے مراجعت فرمانیکے وقت ہماری بگی کہ جس مین چند بندوقین بھی تھین گھوڑ دلسے شکستہ کردے ہم لوگ گر پڑے حضور مدظلہ العالی نے اپنی بگی کھڑے کر کر ہم لوگون کے گرنیکا اور صدمہ کا حال دریافت فرملے۔ چنانچہ ایک صاحب کے

زبان سے اسوقت یہہ بات نکلی کہ سرکاری بندوقین اس گاؤمین تھین اونکا کیا حال ہے بس یہہ بات سنتے ہی حضرت نہایت رنجیدہ ہوے اور فرمانے لگے کہ افسوس ہمکو انسانوں کی جان کی پڑی ہے اور تم بندوقون کی فکر کرتے ہو یہہ بات انسانی ہمدردی کے بالکل خلاف ہے۔

اب اس سے ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ حضرت کو بندگان خدا کا کسقدر خیال رہتا ہے اور حضرت کی مزاج مین کسقدر شفقت اور مرحمت ہے۔ شکر ہے خدا کا کہ ہمکو کیسا شفیق بادشاہ عطا فرمایا ہے اور جسنے الشفقة علی خلق الله کو اپنا شعار بنایا ہے؛

تہذیب اخلاق

حضرت کے اخلاق و عادات و رفتار و گفتار ایسے مہذب واقع ہوے ہین کہ جو میری ستر برس کے عرصہ مین کبھی کسیکو حضرت نا مہذب لفظ سے یاد فرماتے ہنین دیکھا نہ سنا خواہ اوس شخص نے کیسا ہی قصور کیا ہو چنانچہ ایکبار پیشگاہ اقدس مین ایک شخص نے ایک چھوٹا لفافہ کاغذ مین لپٹ کر گزرانا تھا جسپر نادانی سے حضرت کا نام لکھا تھا حضرت نے جب اوسکو لیکر ملاحظہ فرمایا تو آثار ملال حضرت کے چہرہ سے نمایان ہوا اور یہہ فرما کر اوسکو ہاتھ سے پھینکدیا کہ یہہ مقدس نام محبوب کا کس بے ادبی سے اسپر لکھا ہے اور ایک صاحب جو وہان حاضر تھے فوراً اوس نام کو چاٹ گئے جا غور ہے کہ حضرت کا کیسا پاک عقیدہ ہے اور کسقدر تہذیب ہے کہ با این ہمہ رنج و ملال کوئی کلمہ نا مہذب زبان مبارک سے نہ نکالا اور جو خلاف عادت ایک کلمہ زبان سے نکلا بھی تو کسقدر سنجیدہ اور فہمیدہ نکلا کہ جو حد تہذیب سے تجاوز نکرسکا اللہ اللہ کیسی احتیاط اور تہذیب ہے کہ عین حالت غضب مین بڑے بڑے حکما و علما و صلحا سے ہونا مشکل ہے واقعی بادشاہان جلیل القدر کی شان یہی ہے اور عالی حوصلہ سلاطین کی یہی پہچان ہے

شجاعت

فن سپاہ گری مین اس وقت یکتائے دہر ہین اور اسکی دلیل مین اس سے کیا زیادہ لاسکتا ہون کہ خود اہل یوروپ مثل گورنر جنرل لارڈ ڈفرین البرٹ وکٹر دلوک آف کناٹ نے بچشم خود دیکہا ہے طبع مبارک جو ہمیشہ شیرون کے شکار پر زیادہ مائل ہے تو یہہ تقاضائے مردانگی ہے جو شیر مرد ہوتے ہین وہی شیرون کا شکار کرسکتے ہین - مرد ونمین بھی ہر کس وناکس کو یہہ جراءت حاصل نہین ہوتی ہے جو اعلحضرت کو بفضلہ تعالے حاصل ہے - اور اس شغل مین آپ نے اپنے ملک کے لق و دق جنگلون کی سیر کی ہے - چنانچہ ایک روز آپ شکار کے موقع پر ایک پتھر پر کہڑے ہوے تھے اور ہانکا ہوا شیر اتفاق سے آپ کے طرف رخ کیا اور اکثر لوگ اس واقعہ سے پریشان ہوگئے مگر آپ نے اپنے کمال استقلال اور شجاعت سے اپنی جائے سے جنبش نہ فرمائے شیر جب نشانہ پر آیا تو فوراً اوسپر گولی بسر کی اور شیر کو مار لیا یہہ تذکرہ اخبارون مین بھی شایع ہوچکا ہے - پس اس سے زیادہ دلیل لانیکی

مجھے کوئی ضرورت نہین ہے اور مین آپ کے کمال شجاعت
کو بیان نہین کرسکتا انتہا یہہ ہے کہ آپ کے بارگاہ کے
سگ شکاری شیرون مارتے ہین - آپ کی شجاعت
زبان حال سے یہہ کہتی ہے -

ہے کسیکو شوق بحر یکا کسیکو باز کا ؛ کوئی خوش طبعی سے یہان کرتا ہے
شیرونکا شکار ؛ ہمت عالی نہین ہوتی ہے پستی پر رجوع ؛ شیر
مردون کیلئے زیبا ہے شیرونکا شکار ؛ سوائے فن شجاعت کے
وہ قوت ممیزہ حضرت کو حاصل ہے کہ اسی قوت خداوند
نعمت نے ہتیارون کی شناخت کے جوہر کو بھی جلد حاصل
فرمایا یعنے ہتیار کی ماہیت اور فولاد کی تیاری وغیرہ
سے بادی النظر مین واقف ہوجاتے ہین کہ جو دوسرے
مبصر کو مدت مدید مین وہ بات حاصل نہوگی اور
ایک عرصۂ قلیل مین ہزارہا ہتیار نظر انور سے گذر
گئے - الغرض صرف آپ فن سپاہ گری کے
ہی کل ترکیبون سے خوب واقف نہین بلکہ ہتیارون
کی اسقدر عمدہ شناخت آپ کو حاصل ہے کہ جو اکثر
لوگون کو کم ہوتی ہے کہ جس کا مختصر بیان ذیل مین کیاجاتا ہے

اقسام شمشیر

تلوار خراسانی	اصفہانی	مصری	لالودار
سیلاپہ	دم تماچہ	غدارہ	تھہد
تلوار مغربی	جنبوب	حلب	کرچ
فرنخ بیگی	گمتنے	نوازخانی	تیغچہ
عباسی			

اقسام اسلحۂ کمر

خنجر	قرولی	پیش قبض	بانک
بچوہ	کٹار	ترپ	جمبیہ
اور اسکی اقسام مثلاً		قبلی	قصبی
شہری	مسقط	سبکی	قدی یعنی ضمانی

اقسام چہرہ

ترہ

اقسام نیزہ

نیزہ	سانگ	سنگی	لوبی

تعریر

وہ سنجیدہ ہے کہ زاید لفظون سے خالی جواب مختصر مفید وجامع نرمی سے ادا ہوا کرتا ہے - اور مخاطب کو ہمیشہ مہذب الفاظ سے یاد فرماتی ہین اپنے نمکخوارون کے نام کو بہی صاحب کے لفظ سے عزت بخشتے ہین بہرحال علے قدر مراتب اپنی اپنی شخص عزت بخشی سے سرفراز ہے -

قدردانی

یہہ ایک ایسی چیز ہے کہ جسکی باعث ہرکس وناکس ممنون وشکور رہتا ہے اگر نہو تو رعایا سراپا اور تابعدارون کا دل بیدل ہوتا ہے خصوص بادشاہون کو قدردانی بحسب حیثیت ہر ایک شخص کے ضرور ہے اور ہمارے بادشاہ کے فطرت مین قدردانی مشتمل بلکہ اس درجہ بڑہی ہوی ہے کہ بلالحاظ کسی قومیت کے ہر خیرخواہ اس سے کامیاب ہے اور اوسکا صلہ صرف اوسی پر یا اوسکی ایک دو نسلون پر محدود نہین ہے بلکہ ایسے نشین اسوقت اپر ہر قوم ومذہب بیچ موجود ہین کہ جو اپنے اجداد کی خیرخواہی کے صلہ مین برابر متمتع ہوتی چلی آرہی ہین اور انمین بعض ایسی بہی ہونگی

کہ اونکو اوس خیرخواہی کی کیفیت جو اُنکی احداد سے سرزد ہوئی تھی معلوم بہی ہوگی اور یہہ صلہ محیط ہے یومیہ جاگیر مقطعہ انعام منصب خطاب وغیرہ پر اگر کوئی میری اس تقریر کو مبالغہ پر محمول کرے تو اپنی تسکین اونکی متعلق دفترون سے کرسکتا ہے ۔

پابندی وضع

وضع کی پابندی۔ ہمیشہ افعال و اقوال نیک او ر طرز معاشرت کی خوبی سے مراد ہے چنانچہ ہمیشہ آپ کا لباس مہذب اور ظاہری نمایشون سے پاک وصاف رہتا ہے اور بڑے بڑے تقریبونمین بھی لباس زوائیدات سے بری رہتا ہے اور دربار دہلی وکلکتہ ومدراس وغیرہ کے دیکھے ہوئے لوگ ضرور اس میرے قول کی تصدیق فرمائنگے اور ہمیشہ حضرت ولی نعمت دام ملکہ دوسرے لوگونکو جو اس صفت سے متصف ہین پسند فرمایا کرتے ہین ۔

حضور کی طبیعت کی تعریف شاعرانہ

حضور کی طبیعت ایسے مستعد اور حاضر ہے کہ جس علم و فن کی
طرف توجہ فرماتے ہین آناً فاناً حاصل کر لیتے ہین اور
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ علم و فن سالہائے سالکا
حاصل کیا ہوا ہے چنانچہ فن شعر کہ جسکو مجمع الفنون
کہنا بجا ہے حضرت بذات خاص بلا تعلیم احدی
باین خوبی و درستی حاصل فرمایا کہ بڑے بڑے
شاعران مشاق سالہاے سال سے کہنے والے حیران
ہین کہ حضرت نے یہہ ملکہ کیونکر بہم پہونچایا گویا زمین شعر کو
آسمان تک پہنچا دیا (۵) قبول خاطر و لطف سخن خداداد است
یون تو ابتدائی سے زمانہ تعلیم ہی مین کلام موزون سے
حضرت کی طبیعت کو رغبت تھی مگر اب بفضلہ موزونیت
طبع درجہ کمال کو پہونچ گئی ہے حضرت کا جو شعر ہے نہایت ہی
چست جو بندش ہی نہایت ہی درست چنانچہ یہہ غزل تھوڑی سی نتیجہ فکر کی
ہے جسکو الہامی کہنا بجا ہے اور جس سے حضرت کی بلند خیالی اور طبیعت خداداد کا
اندازہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ خدا نے حضرت کو علم و فن کا شوق عطا فرمایا ہے
اسلئے اہل ہنر کا قدر دان بنایا ہے۔ وہ غزل ہدیہ ناظرین کرتا ہون

که جو یہہ عرضی منظومہ ذیل گذرانی کے بعد مدحت ہوئی

عرضی جوش

رعیت پرور و فیاض با دل
شہنشاہ دکن سلطان عادل

پس از تقدیم عتبہ بوس شاہی
گذارش ہے یہ شہ سے کمترین کی

کتاب اک مین نے اردو مین لکہی ہے
ریاض خاندان آصفی ہے

وقایع درج سب سرکار کے ہین
برابر داخلے ہر کار کے ہین

بضمن ذکر انصاف و عدالت
سخنگوئی کی بہی ہے کچہہ وضاحت

زبانی عرض پہلے بہی کیا تہا
کہ ہون مجہکو عطا اشعار والا

نمونہ اوسمین نظم شاہ کا ہو
کہ روشن دیدۂ اہل صفا ہو

ہوا ہے طبع کا اب کام جاری
خدا سے ہے امید کامگاری

عنایت ہون جو غزلین شہ کی دو چار
تو ہو تکمیل تصنیف نمکخوار

یہ کتاب جوش جب سب طبع ہو جائے
مین دونگا نظر شہ کو تا شرف پائے

رہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا

غزل اعلیحضرت مدظلہ العالی

نکلی ہے جان عشق مین اوس گلعذار کے
عشاق پہول لیتے ہین میری مزار کے

وعدہ کا انتظار کہانتک کرے کوئی
ناچار ہم بہی بیٹہہ رہے دلکو مار کے

دلمین ہمارا ایک صنم پردہ دار ہے
آئے خیال غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اوس کی کیون نہ قیامت بپا کرے
فتنے قدم سے اوٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے ہے شب وصال ہو جب جب الگ الگ
جب دل کہلے تو لطف ہون بوس و کنار کے

بیتاب دل کی ہاتھ سے ہی میری لاش بھی
اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین
کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اوسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے
دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو
شہ مار رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکار عشق کو ہے اب آزادگی پسند
قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلف یار کے

گنتی کے داغ پاس مرے دل مین رہ گئے
یہ ہین نشان لئے ہوئی فصل بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے
اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحان غیر تو اب ہو چکا تمام
امیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد یہ رندون کا ہے یہ قول
بندے گنہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوئی ہائے بیکسی
جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونو طرف ہے بحر محبت مین ایک حال
بے صبر وار کے ہین تو بیہوش یار کے

بندون پہ اپنے شان کریمی سے رحم ہے
کیا فیض و فضل ہے مرے پروردگار کے

جب تک ہے بات منہ مین تو اخفا راز ہے
وہ بات کیا چھپے جو پڑے منہ ہزار کے

انصاف کر تو خاک یہ کسکی ہے ای صبا
پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشت غبار کے

آصف سے مین نے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

مین اور بھی چند غزلین یادگار ہدیۂ ناظرین کرتا ہون کہ جس سے حضور مدظلہ العالی کے طبیعت کا موزون ہونا بالطبع ثابت ہوتا ہے یعنے جس وقت شعر وغیرہ لکھنے کا چرچا نہ تھا۔ مگر مطالعہ دیوان داغ صاحب اور دوسرے شاعرون کے دیوان اور مختصر دیوان جوش کہ جسکو مین نے اونیس (۱۹) سال کی عمر مین لکھا تھا مطالعہ فرماتے تھے۔ اوسیوقت ایک مصرع طرحی فرماکر سب مصاحبین کو لکھنے کا حکم دیا اوس وقت کی لکھی ہوی غزل پیش کرتا ہون۔

مصرع طرح

یہ چوٹی کسلئے پیچھے پڑی ہے

غزل جوش

یہہ تار اشک موتی کی لڑی ہے
یہہ رونا ہے کہ ساونکی جھڑی ہے

بلا کا سامنا تھا زلف ہی سے
یہہ چوٹی کسلئے پیچھے پڑی ہے

ترے چتون کے شوخی سے ہے ثابت
کسی سے آنکھ اے ظالم لڑی ہے

میرے رونیکی شدت دیکھکر وہ
یہہ کہتا ہے کہ ساونکی جھڑی ہے

دہوان بنکر اوڑا یاقوت کا رنگ
لب لعلین پہ مسی کی دھڑی ہے

بلا مین دو نو زلفین یار کے پھر
یہہ چوٹی کسلئے پیچھے پڑی ہے

تصور مین ہین بند آنکہین ہماری
کہ تصویر صنم آگے کہڑی ہے
نہین ملنے ہوتی ہے مرنیسے پہلے
یہ دنیا کی بہی کیا منزل کڑی ہے
خیالی بات ہے دراصل الفت
یہہ افسانہ نویسون نے گہڑی ہے
ضعیفی مین کہانتک ندی اکحویش
کرو توبہ قضا سر پر کہڑی ہے

مضمون

پہر دوبارہ اس بحر کے غزل پر لکہنے کا حکم ہوا اوسکے ساتھہ مین نے بہی جو دو غزلین لکہین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔

غزل

بتو نکے ہم ہوے ہین نہ خدا کے
نتیجہ کچھہ نہ پایا دل لگا کے
رولایا ہم کو غیرونکو ہنسایا
نئے انداز ہین ظلم و جفا کے
جہان سے اوٹہہ گئے پردے حیا کے
کہلے رہتے ہین بند اونکی قبا کے
ستم ہونے لگے ہین انتہا کے
کہان ہے لطف اب وہ ابتدا کے
سخن گر مانتے عقل رسا کے
تو کیون بدنام ہوتے انتہا کے
بڑی انداز ہین اوس بیوفا کے
نکل جانے لگا آنکہین بچا کے
رگونمین خون نہین شوخی بہری ہے
غضب کے رنگ فتنہ ہین بلا کے
خلاف اپنے حمیت کے ہین ظالم
نہ لین بدلے جو غیرونسے جفا کے

ترے عاشق ہین بے پروائے عالم
نہ دیکھین حور کو بھی آنکھہ اٹھا کے

دیا ہمکو خدا نے عقل و ادراک
نہ کیون ممنون رہین ایسی عطا کے

الم نشرح لک صدرک کی لذت
اوٹھائے تمکو سینہ سے لگا کے

بتون کے عشق مین کیون مرتے ہو جوش
ہے آخر سامنے جانا خدا کے

ایضاً

رہا مین کوہ و صحرا مین بہت اندوہگین برسون
کبھی مجنون کبھی فرہاد کا تھا ہمنشین برسون

ہمین پہلے تھے صحبت مین ہمین تھے ہمنشین برسون
ہے اب خلوت اونہین سے جنسے تھے پردہ نشین برسون

وہ کیجے کام دنیا مین کہ جس سے نام پیدا ہون
کہ اپنے بعد بھی کرتے رہین سب آفرین تحسین برسون

تمہارے رنج فرقت کا بیان کیا ہو کہ عاشق کی
رہے لب خشک چہرہ زرد اور تر آستین برسون

وہ نالے تھے شب فرقت و آہین تھے کہ مدت تک
رہے روح الامین روتے ہلا عرش برین برسون

نہ کیونکر طاق نسیان پر وہ رکھے نافہ آہو کا
کہ جسنے یار کی سونگی ہو زلف عنبرین برسون

دعا ہے جوش کی شاہ خلاق اکبر سے
رہو تم صحت و اقبال سے مسند نشین برسون

ایضاً

نشست اچھی رہی گو اونکی پہلو تک قرین برسون
نہ اونکے دیکھنے کو پردہ چشم سرگین برسون

ہمیشہ دم دلاسے مین ہی ٹالے وصل کے وعدے
رہے ہان اوسکی مجبہ سے مدتون تک اور نہین برسون

نہ ایک بوسے کے دینے پر قیامت کیجیے برپا
سمجھکا نام دینے سے رہا ہے مہ جبین برسون

خدا کی شان ہے وہ آجکل کعبہ کو جاتے ہین
فدا ہو شان تھی اور قتل مہ جبین برسون

عروج نیر طالع تھا قسمت کی رسائی سے
غزل کو جوش کی پڑھتا رہا وہ مہ جبین برسون

بعد چندے جب حضرت غزلیں لکھنا شروع کئے تو پھر طبیعت کی موزونیت و صفائی شعر
بڑے بڑے شاعر جو کئی سال سے لکھا کرتے تھے حیرت ہو گئے اسکا ثبوت حضور کی غزلون سے بخوبی ہو سکتا ہے

غزل نواب میر محبوب علیخان حضور پرنور بندگانعالی خلد اللہ ملکہ

نغمۂ بلبل کو رنگ بوستانی چاہئے
شعر کہنے کے لئے جوش جوانی چاہئے

عمر بھر جتنی جفا ہو سب اوٹھانی چاہئے
چاہئے جسکو اوسے تا زندگانی چاہئے

تشنۂ مے ہون شراب ارغوانی چاہئے
ایسے پیاسے کیلئے ایسا ہی پانی چاہئے

ہم سمائیں جب نظر مین انکی رہجائین وہین
زور پر اتنی ہماری ناتوانی چاہئے

تو جو اے قاتل ستمگر ہے تری پوشاک کا
سرخ جوڑا چاہئے یا آسمانی چاہئے

وصل کا چاہو مزا اگر ابتدا مین ہے مزا
عیش و عشرت کیلئے تو نوجوانی چاہئے

داغ فرقت دیگئے وہ اپنے چہلے کے عوض
عاشق مہجور کو کچھ تو نشانی چاہئے

مرگ عاشق پر نہ تھنے چار آنسو بھی بہائے
ایسی میت کے تو غم مین نوحہ خوانی چاہئے

دست نازک مین نہین گر ذبح کی طاقت تو ہو
تیغ ابرو مین تو برش اور روانی چاہئے

رفتہ رفتہ دن مصیبت کے گذر ہی جائینگے
ان بتون کی کیا خدا کی مہربانی چاہئے

جب نظر مین ہو ہمیشہ عزت صاحب کمال
قدر دانو انکے لئے بس قدر دانی چاہئے

ہو چکی مجھپر عنایت کر چکے مجھسے نباہ
بندہ پرور آپکی بس مہربانی چاہئے

دل سے حاضر سر سے حاضر زر سے حاضر وہ تو
تمکو عاشق کی محبت آزمانی چاہئے

کیا کوئی تیرا کریگا فضل حق ہے میر حقیر
زندگی ہے شرط آصف زندگانی چاہئے

جواہر شناسی

دنیا کے کمالات مین جواہر شناسی بہی داخل ہے -
جواہرات جو اعلی اقسام کے جمادات سے ہین اونکا پہچاننا یہہ کمال
ہمیشہ انسان کی امارت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ جواہرات دولت کیلئے
موزون ہے چنانچہ مشہور قول ہے قدر جوہر شہ بداند یا بداند جوہری
اب مین مزید توضیح کے غرض سے یہہ بات بیان کرتا ہون کہ جوا
کتنے قسم کے ہوتے ہین تفصیل اعلی و ادنی کی یہہ ہے -
الماس یاقوت زمرد موتی مونگا پکراج گومیدک لہسنیا
نیلم نرملی پیترک سوگندی قولپس اوپل ذودیہ کری لوک
نرم لازلی ثامڑہ ستوم کا یاقوت -
زبر زبرزود مرجج بلور فیروزہ دنانہ فرنگ کرکودک
گادونشہ سونی لا ڈپینہ نیلے چمینہ یمنی سنگ ستارہ
رہلورنی سنگ عیب سنگ موسے زہر موہرہ عقیق سلیمانی
ایرا سنگ ستان سندایہ سنگ لیشب بافبل سنگ سیاہ
پشونیا سنگ مرمر نورتن قیمتی ہے -
جملہ جواہرات تک جو ۸۴ قسم کے دریافت ہوی ہین جن مین
سے اونکے خید نام اوپر ذکر کئے گئے ہین مگر انمین سے نمبر ایک سے

نونگ کے جواہر بنام نورتن مشہور ہین اور اسکی قیمت بھی باقی کل جواہرات
کے نسبت زیادہ ہے مگر ان نورتن مین بھی ہر ایک کئی قسم پر ہے
جو بلحاظ اپنے رنگ سختی نرمی وزن خاصیت شفافی کے وجہہ سے مختلف القیمت
ہوتی ہین چونکہ یہہ فن خاص کرکے باریک بینے سے متعلق ہے اور اوسکا
تجربہ اور شناخت جب بہت سے جواہر نظر سے گذرتی ہین حاصل ہوتی
ہے اسلئے مین اوسکی شناخت کی کیفیت زیادہ تفصیل کے سات
بیان کرنا نہین چاہتا -
الحمد و اللہ کہ ہمارے ولی نعمت بندگان حضرت خاص فن جواہر شناسی
مین اسقدر مہارت رکھتے ہین کہ اونکی ایک ہی نظر مین کہوٹے کہرے
جوہر کا جوہر ذاتی ظاہر ہوجاتا ہے چنانچہ آپکے کامل الفن ہونے مین تمام
جوہری جو کہ جوہر شناسی مین ماہر ہین متفق البیان ہین -

مردم شناسی

یہہ وہ صفت خاص ہے کہ بغیر حصول اس کمال کے انسان دنیا کے
معاملات کو اور اپنے ارادون کو کامیابی و اطمنان کے ساتہہ طے نہین
کرسکتا اور کبھی وہ تجربہ کاریون اور نیکنامیون کے ساتہہ مشہور نہین
ہوسکتا وہ یہی صفت ہے کہ انسان ہر ایک صفت کے ساتہہ
متصف ہوسکتا ہے لیکن اوس حقیقت کے ساتہہ متصف ہونا

نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے یعنی انسان کے جوہر ذاتی پہچاننا اور
اوسکی قیمت اور منزلت اوسکے موافق ٹہرانا بچند وجوہ مشکل ہے
انسان کے جوہر ذاتی کو پہچاننا کمال ہونائی کا مرتبہ ہے مصدر افعال
وحرکات وارادات انسان پر اور حرکات وارادات انسان کا
تعین واستقلال ممکن نہین کیونکہ ایک شخص ایک وقت ولی کی صفت
رکہتا ہو اور وہ دس منٹ کے بعد بمقتضائے نفس کے شیطانی
صفت پیدا کرلے -
ابہی کسی کا خیر خواہ ہو گہڑی بہر کے بعد اوسکا دشمن ہو جاوے -
ابہی عاقل ہو اور لحظہ بہر کے بعد مجنون ہو جاوے - لہذا انسان کے
اصل جوہر اور اوسکی فطرت پر غور کر کے کوئی رائے قایم کرنا
اسقدر مشکل امر ہے کہ جس سے بڑہکر دنیا مین کوئی مشکل چیز نہین ہے
یہہ بات مین بہت دعوی کے ساتہہ کہتا ہون کہ اگر انسان کو
اس امر مشکل مین کامیابی حاصل ہو جاوے تو کوئی ارادہ اوسکا
ناکامیابی کا نتیجہ نہین دکہلائے گا بلکہ جو مانا گیا ہے کہ کوئی آدمی
اپنی کل ارادون کے کامیابی کے ساتہہ دنیا سے نہین گذرا
یہہ مسئلہ غلط ہو جائیگا یہان تک کے بیان سے اسقدر
ناظرین پر ضرور واضح ہوا ہوگا کہ یہہ فن بہت مشکل ہے

مگر اوسکے ساتھہ ہی اوسکا حاصل کرنا ہی بہت ضروری امر ہے
اسلیئے جہانتک کہ مین نی متقدمین کی تحریر وتقریر سے اور زمانہ
موجودہ کی حالت سے اسمین تجربہ حاصل کیا ہے اوسکو عرض کرتا ہون
تاکہ کچہہ کچہہ طرق اس فن کے حصول کے مری آیندہ نسلون کو معلوم
ہوجائین —
انسان دو چیزون سے بنایا گیا ہے ایک فطرت دوسرا جوہر
انہین دو چیزون سے انسان کے کل افعال مرتب ہوا کرتی ہین
فطرت مین تو کل انسان قریب قریب ہین مگر اسمین شک نہین
ہے کہ ہر ایک کا جوہر جدا ہے اگر کوئی اسکو نہ مانے تو اوسکو
بمشکل ثابت کرنا پڑیگا انسان کے مدارج جس بنیاد پر قایم ہین
اور انسان کے عادات ذمیمہ اور خصایل حسنہ سب کیا ہین
اگر یہ کہا جائے کہ فطرت کا نقص ہے تو ایک مجنونانہ قول ہے
کیونکہ متقدمین اور متاخرین کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ افراد انسان
فطرت مین قریب قریب سب برابر ہین انسان کے افعال
دو قسم پر منقسم ہین ایک عام اور ایک خاص عام جیسی ضروری
ترقی کا خیال حصول دولت کی تدابیر سوچنا اور علی ہذا القیاس
باقی طرز معاشرت کے متعلقات کا انتظام —

اور خاص وہ ہین جنکے وجہہ سے تحسین کا مستحق ہوتا ہے پس جو افعال
انسان سے عام ہین وہ فطرت سے ہے اور جو خاص ہین وہ جوہر سے
افعال فطرتی کی عمدگی یا بی ترتیبی کا اثر اکثر اوسکے صحت او تندرستی
پر ختم ہوتا ہے اور جو افعال سے جوہر سے متعلق ہین اونکا اثر اونکی
نیکنامی اور امارت پر منتج ہوتا ہے اور بعض وقت اوسکا اثر
متعدی بہی ہوتا جاتا ہے یہان تک کا بیان صرف مزید توضیح
کے لئے تہا چونکہ مجکو مردم شناسی کی صرف طرق بتلانا ہے اسلئے
مین اوس بحث کو ترک کرتا ہون کہ جوہر کیا چیز ہے اور اسکا تعلق
اعضائی انسان کے عضو سے متعلق ہے وغیرہ وغیرہ -
یہہ قوت انسان مین علے قدر تفاوت ہوا کرتی ہے کہ جسکو قوت
مدرکہ و ممیزہ کہتے ہین -
اگرچہ یہہ قوت ممیزہ بطور فطرتی کم و زیادہ اکثر آدمیون کو ہوتی ہے
مگر قوت ہے بہ نسبت دوسرے چیزون کے انسان یا انسان
کے جوہر اوصاف کو پانا ہزار پانسو آدمیون مین ایک فرد کو یہہ بات
میسر ہوتی ہوگی جو بطور انتخاب میرے خداوند نعمت مدظلہ العالی
کو حاصل ہے -
اور اس مرام مردم شناسی کے لئے بعضی حکما کا قول ہے کہ بادی النظر مین

ایک انسان ممیزه دوسرے کے چہره اور وضع ظاہری کو دیکہکر پہچانتی ہے کہ جسکو انگریزی مین فزی اگنومی کہتے ہین -
ظاہر ہے کہ انسان کی اعضا سے چہره زبان وغیره ایک عضو شریف ہے - اور خصوص چہره مین آنکہہ نہایت عزیز اور لطیف چیز ہے کہ ایک دوسرے کے آنکہہ اور نظر کو دیکہنے سے اوسکی طبیعت کا طرز اور بعض اوصاف شریف یا رذیل اوسکی معلوم کر سکتا ہی یعنے انکہہ و نبدرت خبر دیتے ہی شرم وحیا ادب سے -
اور اسیطرح بعض حرکات آدمی کے اجمالاً خبر دیتے ہین کہ یہہ شخص مہذب با ادب حیادار ہے - یا بالعکس اور بعضے کا قول ہے کہ ایک انسان کی مقابل دوسرے کے نہین پہچانا جاتا ہے جب تک کے وه بات نکرے - چنانچہ سعدی کا قول ہے -
س تا مرد سخن نگفته باشد ؛ عیب و هنرش نهفته باشد
یعنے انکشاف اوصاف جمیل و رذیل ہر انسان کا اوسکی تکلم پر موقوف ہے -
حاصل الکلام جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ مردم شناسی اعضائے انسانی اور تکلم پر موقوف ہے - مگر ان دونو صورتون مین اعضا سے آدمی کو پہچاننا نہایت مشکل ہے -

الغرض مردم شناسي کے دو قسم ہین ایک انسان کے اعضا سے سعد و نحس کے دریافت متعلق ہے جسکو قیافہ کہتے ہین -
دوسری قسم انسان کے افعال و اقوال ہین اگرچہ شق دوم بہي قیافہ مین داخل ہے مگر عموماً اوسکا کوئی خاص نام نہین ہے -
اب ہم قیافہ کا بیان اور اوسکے متعلق احکامات ذیل مین بیان کرتی ہین -
حکما نے بہت محنت و مشقت اور باریکي کے ساتہہ انسان کے اعضا کے وضع سے سعد و نحس کے دریافت کرنیکا تجربہ حاصل کیا ہے کہ جسکو قیافہ بہي کہتے ہین کہ فلان عضو انسانی جب ایسی وضع پر ہوتا ہے انسان سے فلان فلان فعل ضرور صادر ہوتے ہین چونکہ یہہ انسان کي عقل اور تجربہ سے حاصل ہوی ہے - اسلئے ممکن ہے کہ بعض وقت اسمین غلطي بہي واقع ہوجاے مگر تاہم غلطي کا گمان سے اور صحیح ہونی کا یقین ہے چنانچہ مین مجملاً یہہ بیان کرتا ہون کہ حکمانی اعضا کیلئے کیا کیا راے قایم کي ہے اعضاے انساني یہہ ہے -

سر ہونٹ شانہ رنگ آنکھہ دندان
بازو فربہي لاغري ابرو ریش و بروت کف دست

خال وخط پیشانی سرکے بال انگلیان ناک
گردن پاؤن کان زنخدان سینہ
انگشت پا رخسارہ آواز ۔

قیافہ

حکماے متقدمین نی اعضاے انسانی سے سعد ونحس دریافت کرنے کو جو کچہ لکھا ہے اوسکا خلاصہ بطور انتخاب ناظرین کے پیش کرتا ہون ۔
حکماے سابق کا قول ہے کہ انسان کے جسم مین چلّہ چیز بڑے پانچ چیز باریک چہ چیز بلند سات چیز سرخ کشادہ تین چیز اور عمیق تین چیز ہونا چاہیئے کہ جسکی تفصیل آیندہ آنی والی ہے ۔
اگر کسی انسان کے اعضا حسب بالا ہو تو وہ شخص ایکسو برس کی عمر کا ہوتا ہے مگر ارسطو کا قول ہے کہ جماع اور جہوٹ عمر کو کم کر دیتی ہے مندرجہ ذیل اگر اسباب پائے جائے تو سعادت اور نحوست کا تجنا ہو سکتا ہے ۔
اگر سر پر بال چہتر کے موافق ہون تو شخص بادشاہ یا راجہ ہو اگر سر پر چہوٹی پانچ بہوریان ہو تو وہ ہمیشہ سر پر بوجہہ اوٹہائیگا

اگر پیشانی پر سر کے بال واپس آتے ہوں تو وہ شخص جلد یتیم ہوگا۔ اگر تمام جسم کے نسبت سر بہت بڑا اور بری ترکیب معلوم ہو تو وہ ہمیشہ اپنے کاموں میں پریشان رہیگا اگر سر اسقدر بڑا ہو کہ تمام جسم پر بدنما معلوم ہو تو وہ بیوقوف اور بدبخت ہوگا اگر سر کے بال سخت چہرے بدرونق ہو تو چوری یا غلامی یا باندی پنا نصیب ہوگا۔ اگر سر کے بال کالی اور چمکدار اور لمبے ملایم خوشنما ہو تو علامت صاحب نصیب اور سلیم الطبع ہونے کی ہے۔

پیشانی ۔ روشن اور خوشنما ہونا بادشاہ ہونے کی علامت ہے۔ اگر کشادہ پیشانی ہو تو صاحب اخلاق دولت عیش دوست بہادر سردار ہوگا۔ بلند پیشانی دولتمندی کی نشانی ہے اگر کوتہ پیشانی ہو تو اچھا نہیں۔ اگر انسان کی پیشانی میں پانچ خط بڑے ہوں اور دونو آنکھہ تک پہونچتی ہوں تو عقلمند ہوگا اور اوسکی عمر سو برس تک ہوگی۔

آنکھہ ۔ بڑی سرخ نشیلی راحت و دولت صاحب خلق ہونیکی علامت ہے اگر آنکھہ مانند کتہ یا شیر کی ہو تو وہ ہنرمند ہوگا اگر ہرن کی آنکھہ ہو تو صاحب دولت ہوگا اگر ملی کی مانند کی سبکی آنکھہ ہو تو وہ شخص بے مروت و بے وفا ہوگا۔ اگر آنکھہ کیکڑہ کی یا تو تیکی

ہو تو وہ دلیل افلاس کی ہے - اگر آنکھ چمکتی ہوئی اور خماری ہے تو
صاحب نصیب ہوگا اور اوسکے عاشق بہت ہونگے - اگر آنکھ سنہری
ہو تو دولت مندی کی علامت ہے - اگر چھپکلی کی آنکھ ہو تو وہ بھی صاحب
دولت بلکہ صاحب ریاست ہوگا -

ناک - اگر طوطے کی ناک ہو تو راجہ یا بادشاہ ہوگا - اور بہت عقلمند
ہوگا - بڑی ناک عیش طلب ہوگا - باریک اور چھوٹی ہو تو بخیل
اگر ہاتی یا مچھلی کی وضع ہو تو بہادر - اور چوڑی ناک بدبخت - اگر ناک
تیڑھی ہو تو بے عزت بے حیا اور مفلس ہوگا -

کان - نرم اور چھوٹی ہو تو آرام طلب - اور بڑے ہوں تو صاحب
دولت - اور نرم اور بڑے اور خوشنما ہوں تو خدا ترس رحم دل
صاحب نصیب ہوگا -

زبان - سیاہ رنگ غبی - موٹی زبان حاضر جواب سفید رنگ
کی زبان والا جہان کا جھوٹا سرخ زبان عیش پرست نوک دار زبان
جھوٹا چتورہ اور ہر شخص سے دوستی پیدا کرنے والا -

دندان - اگر دانتین برابر اور چمکدار ہو تو ہمیشہ اچھی غذا
کہائیگا اگر بتیس دانت ہو تو جواب سوال اچھا کر سکتا ہے -
اگر بتیس سے کم ہو تو کینہ پرور ہوگا اگر دانت پر دانت نکلے تو

دولت مندی کی علامت ہے -

تالو - سیاہ تالو بدبخت خانہ ویران سرخ تالو بسیار دولت مند اگر پتے کے مانند ہو تو وہ زبردست ہنرمند دولت نصیب ہوگا - سفید تالو سرخی مایل ہمیشہ راحت طلب - اگر سیلی تالو سرداری کی علامت ہے -

گردن - گردن میں تین خط ہو تو عورت صاحب زیور ہوگی اگر لڑکی کے طرف ہر دو جانب بوجھی ہو تو بے مروت اور دغاباز اور حیلہ ساز ہوگا -

آواز - مور کی آواز بے دولت بدبخت - مینڈکی کی آواز عیش دوست آرام طلب گدہے کی آواز کم بخت مفلس کوے کی آواز خستہ خراب زناکار چور دغاباز -

بہرحال اصل مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو حسین ہو وہ زیادہ صاحب نصیب وہ نیک افعال حسنہ سمجھا گیا ہے - اور بدصورت ہو تو بہت کم نصیب اور برا سمجھا گیا حسین سے میرا مقصود کوئی خاص رنگ نہیں ہے بلکہ تناسب اعضا ہے -

سے کہی بھیجگے جا سنے وہان کہی ؛ جہان راستی چاہئے راستی

اور ایسے علم کو قیافہ کو کہتے ہین کہ جسکا نام محاورہ طبابت میں فنی ہی ایکیا

ہے اسکا چرچہ زمانہ ماضیہ مین بھلا یونانیون کے وقت بہت زیادہ تہا
چنانچہ افلاطون کا یہہ قاعدہ مقررہ تہا کہ وہ کسی شخص کو اوسوقت تک شاگرد
نہ کرتا تہا جب تک اوسکو قیافہ کے ذریعہ سے شریف ہونیکا اطمینان
نہو جاتا تہا ایک [illegible] وقت کا ذکر ہے ایک شخص نے اپنی تصویر افلاطون
کے پاس بہیجی اور شاگردی کی درخواست کی مگر چونکہ اسمین ایک عیب
موجود تہا اسلئے افلاطون نے اوسکی درخواست نامنظور کی اوس
شاگرد نے درجواب اوسکے کہلا بہیجا کہ غالبًا مجہہ مین فلان عیب ہونیکی
وجہہ سے آپ مجہسے انکار کرتے ہین مگر مین اپنے عیب سے واقف
ہون اور سخت پابندی کے ساتہ مین اوسکے دور کرنیکی ریاضت
مین مصروف ہون چونکہ یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو شخص اپنے عیب [illegible]
[illegible] اوسکی بیماری [illegible]
[illegible] اوسیوقت کہہ [illegible] اسلئے افلاطون نے اوسکی درخواست
منظور کی اسکے سوائے اوسوقت اس علم کی بہت زیادہ ضرورت
ہی کیونکہ اوس زمانہ مین اکثر گورنمنٹ شخصی تہی اور شخصی ہونیکی وجہہ
سے بادشاہونکا جاہ وجلال بہت بڑا ہوا تہا اسلئے کسی کی
مجال نہین تہی کہ کوئی بادشاہ کے عندیہ منشے کو بذریعہ استفسار دریافت
ہوسکے اسلئے وزرا اور ندما وغیرہ کو اس علم کی بہت زیادہ ضرورت

وائی ہوتی تہی کیونکہ یہی ایک ذریعہ تہاجو بلاد ریافت بادشاہ کے عندیہ کو لوگون پر ظاہر کرتا تہا اور علیٰ ہذا بادشاہون کو بہی بہت زیادہ ضرورت تہی تاکہ وہ اپنی اہلکار اور کارپردازون سے دلی منشا پر واقف ہوسکین کیونکہ اونکا جاہ وجلال وسطوت سلطانی اس بات کا مقتضی نہین تہا کہ وہ ہر شخص سے زیادہ تکلم کرین یا اوسکے دلی منشا پر واقف ہونے کے لئے کسی دوسرے کا احسان اوٹہائین یہی وجہ خاص تہی کہ اوس زمانہ مین اس علم کا بہت چرچہ تہا انتہا جاہل اور عورات بہی کچہہ نہ کچہہ اس علم سے واقف تہین جسکا بہت کچہہ اثر ابتک بہی باقی ہے چونکہ اب وہ مصلحتین بہت زیادہ باقی نہین رہین اور امور سلطنت مین بخلاف سابق سوائے فاتح قوم کے مفتوح بالکل شریک نہین اسلئے یہہ علم بہت کم قوت ہوگیا مگر تاہم یہہ دوسرے پیرایہ مین جلوہ گر ہے –

دوسری صورت مردم شناسی کی

وہ ہے کہ انسان کی سیرت یعنی اقوال وافعال سے معلوم کرتی ہین کہ ہر شخص کس طبیعت کا ہے کسیقدر مین اوسکا بیان کرتا ہون –

اکثر کوئی فعل انسان کا فی نفسہ اچہا یا برا نہین ہوتا بلکہ نیت اور نتیجہ دونو ملکر اوس فعل کو کسی ایک شق مین داخل کرتے ہین چنانچہ مین یہان ایک نقل بہت معتبر اور قابل قدر بیان کرتا ہون –

ابو احمد عبد اللہ معتصم باللہ خلیفہ نمبر ۳۷ خلفائے عباسیہ جنکے اوپر خلافت خاندان عباسیہ ختم ہوگئی یہہ وہ خاندان تہا جسکے جاہ و جلال کو ابتک زمانہ بہولا نہین اگر اوسکے زوال کے اسباب پر نظر تعمق غور کیا جائی تو صرف یہی سبب نکلیگا کہ بادشاہ نے وزیر نمک حرام منافق ابن العقمی کے عداوتانہ اقوال کی بنظر قیافہ جانچ نہین کی بلکہ اوسکو ایماندار سمجہا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ خاندان عباسیہ کا چمکتا ہوا آفتاب ذرہ کے برابر باقی نہ رہا چنانچہ مزید توضیح کیلئی مختصر واقعات اس خلیفہ کے بیان کرتا ہون -

اس خلیفہ کے والد مستنصر باللہ نے ۶۴۰ ہجری مین قضا کی لبعد اونکی بیٹی معتصم باللہ کے ہاتہہ پر لوگون نے بیعت کی یہہ خلیفہ ۶۰۹ھ مین پیدا ہوا اماں اوسکے ام ولد ہاجرہ نام تہی یہہ خلیفہ نہایت کریم حلیم سلیم الطبع صاف باطن نیک طینت متمسک بالسنت تہا مگر بادشاہونکے لیئے جو بیدار مغزی دور اندیشی علو ہمتی حزم و احتیاط چاہیئے قدرتاً وہ جوہر انمین کم تہے بلکہ اونکی طبیعت مین غیر معتدل ناتجربہ کاری کم دانشی حد سے زیادہ تہی - یہی وجہہ ہوی کہ بار خلافت اپنی وزیر نمک حرام ابن العقمی رافضی المذہب پر ڈالدیا اور خود لہو لعب مین مصروف ہوگیا اوس وزیر ملحد نمک حرام نے باین وجہہ کہ خود رافضی تہا اور بادشاہ سنی ملت کا تہا اسلئے دلمین کینہ پیدا کیا اور در پردہ ہلاکو خان تاتاری کو لکہہ بہیجا

کہ مین تمام اسباب یورش ہیکے آسان کردیتا ہون آپ صرف بغداد
کا ارادہ کیجئے اور دوسرے نصیر طوسی جو اپنا ہم مذہب اور ہلاکوخان کا مصاحب
تہا اوسکو اپنا واسطہ گردانا اس خفیہ سازش کا نتیجہ یہان تک ہوا
کہ ہلاکوخان تاتاری دو لاکہہ جرار فوج لیکر بلاد و انصار اسلام کو لوٹتا
ہوا بغداد کو چلا اور ادہر وزیر ملعون نے بادشاہ کو رائی دی کہ سطوت
اور انتظام تمام ملک پر رعب ہیکے ساتہ قائم ہے پس مین ضرور
نہین سمجہتا کہ فوجی مصارف مین ترقی ہو اگر حکم ہو تو مین زاید فوج
کو موقوف کردیتا ہون خلیفہ نے وزیر کو خیرخواہ بیت المال سمجہ کر
باوجود اِسکے کہ بہت لوگ مخالف تہے منظوری دیدی اس تمسک
سے وزیر نے بہت سی فوج برخواست کردی اور بہت سے سپاہ دار
آزمودہ کار وفادار اونکو بحیلہ انتظام دار الخلافت سے جدا کرکے
دور دراز ملکون پر متعین کردیئے جسکے وجہ سے دار الخلافت بلحاظ
فوجی بہت کم زور ہوگیا اور ادہر دفعتاً ہلاکوخان تاتاری دو لاکہہ
فوج کی جمعیت سے بغداد کے دروازہ پر داخل ہوگیا موجودہ
فوج دار الخلافت مدافعت مین کامیاب نہوی اوسوقت وزیر
دغاباز نے خلیفہ سے اجازت لیکر بنام صلاح سازی ہلاکو کے پاس گیا اور
سوائے اِسکے کہ کوئی صلاح کی تجویز کرے ہلاکو سے اپنی نمک حرامی کی

مدارج کو طے کیا اور واپس آکر بادشاہ سے بیان کیا کہ صرف ہلاکو
آپ سے ملاقات کرکے واپس جانا چاہتا ہے بلکہ اپنے بیٹی کا عقد آپکے
فرزند امیر ابی بکر سے کردینا چاہتا ہے آپ اوسکی فوج مین ملاقات
کی غرض سے چلئے اوسوقت ارکان دولت نے خلیفہ کو مشورہ دیا
کہ یہہ حرکت منتج بہ مضرت معلوم ہوتی ہے آپ تمام اپنے سپاہ دار اور
جمعیت متینہ کو اطراف سے بلوالیجے مگر وزیر کی چرب زبانی بادشاہ کو
اسقدر مسخر کرلی تہی کہ اوسنے کسی خیر طلب کی بات نہ سنی اور اس وزیر
نمک حرام کے سات اپنی بیٹے اور چند ارکان دولت کو لیکر چلا گیا
وہان ایک خفیہ قتل گاہ بنائے گئی تہی ہلاکو خان تاتاری نے اون
سب کو خیمہ کے اندر لیجاکر معہ خلیفہ قتل کرڈالا پہر وزیر نمک حرام مامن آکر
کل انکا برقوم کو باین حیلہ کہ خلیفہ نے طلب کیا ہے سات لیجاکر اونکو
بہی قتل کروایا پہر بہت سے فقہا اور علما اور امرا کو اوسی حیلہ سے
لیجاکر قتل کروایا جسکے وجہہ سے بغداد برباد ہوگیا خاندان عباسیہ کا
خاتمہ ہوا اور بغداد کو پورا تسلط ہوگیا -

اس حکایت کے ملاحظہ سے ناظرین سمجہہ سکتے ہین کہ خلیفہ کو کتنا اقتدار جلیل الشان
نے موقع دیا تہا کہ وہ اوسکے اقوال جنا فقانہ پر واقف ہو مگر افسوس
ہے کہ خلیفہ نے قیافہ یا قوت ممیزہ اور حزم واحتیاط ذاتی اور خیر طلبون

یکے مشورہ سے کُک نہ لی کوئی فائدہ نہ اوٹھایا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اپنی
سات مسلمانون کی عزت اور سطوت کو بہی ڈبو دیا جسکا چرچا قوم مین آجتک
جاری ہے ایسی ہی دو چار نقول ناظرین کے ملاحظہ کیلئے پیش کرتا ہون
جس سے بخوبی ثابت ہوجاے کہ قیافہ سے کام لینے مین کیا نفع حاصل
ہوا اور نہ لینے مین کیا نقصان ہوا -

نقل دیگر - سکندر نے جب بغرض تسخیر ہندوستان پہونچا وہان کے
ایک راجہ نے اوسکو نہایت خوبصورت باندی معہ دیگر تحایف کے اوسکے
خدمت مین روانہ کی مگر سکندر اور اوسکے خیرخواہون کو راجہ کے
اس حرکت کے نسبت کہٹکا ہوا اور اپنے حکیمون کو حکم دیا کہ راجہ کے
اس حرکت پر غور کرکے اپنی رائے پیش کرین بالاخر حکما کی رائے
یہہ قرار پائی کہ راجہ نے اوس کنیز کو زہر سے پرورش کیا ہے جسکی
وجہہ سے تمام خون سمی ہوگیا ہے اور راجہ کی غرض اوس سے یہی ہے
کہ اوس عورت سے صحبت کرنے مین اس سم کا اثر دفعتاً یا بتدریج
بادشاہ کو پہونچے چنانچہ اوسکا امتحان کیا گیا اگر بادشاہ اور اوسکے افعال کو
ممیزہ نظر سے نہ دیکتا تو نقصان پانے مین کونسا دقیقہ باقی رہا تھا
راجہ نے جس پیرایہ مین اپنی عداوت ظاہر کی وہ ایسی نہ تہی کہ
اوس پر کوئی گمان پیدا ہو -

نقل سوم - سکندر بہ لباس قاصد ایک دفعہ نوشابہ کے دربار مین گیا اور منجانب سکندر کے رسالت کا حق طے کرنا شروع لیا عورت چونکہ نہایت عقل مند اور ذکی الطبع تہی اسلئے اپنی قیافہ سے سمجہہ گئی کہ یہ ایلچی نہین ہے سکندر ہے فوراً حراست کا حکم دیا اور سکندر سے استفسار شروع کیا جسکے نتیجہ مین آخر اوسکو اقرار کرنا پڑا اور چونکہ وہ اوسوقت نازک حالت مین تہا اسلئے بہت سے شرائط نوشابہ کے مان لئے اور صلاح ہو گئی -

پس اگر نوشابہ اس فن مین کامل ہوتی تو اسقدر عظیم الشان بادشاہ پر اسکا آسانی اور کامیابی کے سات غلبہ کبھی ہوتا ایسا ہی سنا گیا ہے کہ نورالدین جہانگیر بادشاہ حالت نشہ مین پہول آنکہہ پر رکہے ہوے پلنگ پر لیٹا تہا اتنے مین اطلاع کی کہ ایران کا سفیر آیا ہے اوسنے اوسی حالت مین اپنا ہاتہہ بیعت کے لئے دراز کیا جیسا ہی سفیر کا ہاتہہ اوسکے ہاتہہ کو محسوس ہوا جہانگیر نے اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا اور شہزادۂ ایران آمد کہکر اوٹہہ بیٹہا اور واقعی وہ شہزادہ تہا ایس ناظرین غور کر سکتے ہین کہ کسقدر کمال اوسکو اس فن مین حاصل تہا -

نقل چہارم - جب ہلاکو خان بغداد پر غالب ہوا اور خلیفہ کے حرم اوسکے قبضہ مین آگئے تو خلیفہ کی بہن یا جورو نہایت حسین تہی ہلاکو خان

اوسپر بہت فریفتہ ہوا عورت نے اوسکے دلی منشا کو قیافہ سے پہچان لیا
کہ اب میری عصمت کو دہبا لگیگا اور اوسکے مدافعت کی فکر میں تہی کہ دفعتاً
ہلاکو نے پوچہا کہ خلیفہ کے پاس عجائبات دنیا میں سے کیا کیا چیزیں تہے وہ
نیک بخت عورت نے فوراً جواب دیا کہ ایک مہرہ ہے جسکے ہاتہہ میں وہ
رہتا ہے کبہی اوسپر تلوار کا اثر نہین ہوتا اور ایک عمدہ تلوار ہے پس
وہ لا کر اوسکے ہاتہہ میں دی اور یہہ مہرہ اپنے ہاتہہ میں لے لیا اور تلوار
ہلاکو خان کے ہاتہہ میں دیکر کہا امتحان کیجیے ہلاکو خان نے اس بات کو
یقین سمجہہ کر ایک تلوار اوسکو ماری جسکے ضرب سے فوراً وہ دو ٹکڑے
ہو گئی اس حیلہ سے اوسنے اپنی عصمت بچائی اور ہمیشہ کیلیے دنیا میں
اپنا نیک نام چہوڑ گئی مگر قابل قدر یہہ بات ہے کہ اوسنے اس حیلہ
کو اسقدر صفائی و سادگی اور چاپلوسی کے سات ادا کیا کہ ہلاکو خان
جیسا آدمی بہی اوسکے دلی منشا پر واقف نہو سکا پس ایسی لاکہوں
مثالیں موجود ہیں جو انسان اوسپر غور کرنے کے بعد اوس فن میں
کامل ہونے کا راستہ پیدا کر سکتا ہے چونکہ اقوال اور افعال انسان
کے قیافہ کا کوئی اصول مقرر نہین ہے بلکہ بغور صدور فعل قوت
ممیزہ اوسکے نسبت رائے قایم کر دیتی ہے اسلئے اوسکی حاصل
کرنے کی کوئی دوسری تدبیر اس سے عمدہ نہین ہے کہ زمانہ کے

تاریخون پر اور اوسکے نتائج پر بغور نظر ڈالنا چاہیئے مگر اس فن سے
حاصل کرتے وقت عقل سلیم اور تجربہ سے بہت مدد لینی پڑتی ہے
کیونکہ بعض وقت اسمین بڑے بڑے دہوکے ہوجاتے ہین کبہی کسی
خیرخواہ کا سخت بیان برا معلوم ہوتا ہے اور کبہی کسی بدخواہ کے
خوشامد اور مدح سرائی اور چرب زبانی کا دہوکا با ذائقہ اور خوشگوار
معلوم ہوتا ہے اسلئے انسان کو چاہیئے کسی کے قول یا فعل پر رائے
قایم کرنے سے پہلے اوسکے گذشتہ رویہ اور موجودہ چال چلن پر بخوبی
غور کرے کہ جس مقدمہ کو وہ بیان کرے یا اوسمین رائے تبلائے
اوس رائے مین اوسکا تعلق کیا ہے اور اوسکا ذاتی یا قومی یا مذہبی
کیا نفع و نقصان ہے اور اوس انسان کا جوہر کس قسم کا ہے
اور اوسکے رایونمین کسقدر دیانت یا بددیانتی ظاہر ہوتی ہے۔
ان تمام پہلوون پر غور کرنا چاہیئے کیونکہ بعض وقت خیرخواہونکا بیان
اسقدر بیتے ترکیب سخت اور الجہا ہوا ہوتا ہے کہ سننے والی کو اوسمین
دوسرے احتمالات پیدا ہوتے ہین مگر اول خیرخواہونکا بیان
یا تو جوش خیرخواہی کے سبب سے ایسا ہوتا ہے یا کبہی نافہمی
کے وجہ سے ہے۔ چنانچہ ہارون رشید کو ایک دفعہ دفعتاً نصیحت
سننیکا خیال آیا اوسنے فضل بن ربیع کو ساتھ لیکر فضل بن عیاض کے

پاس گیا اور اواز دی فضل بن عباس نے پوچھا کہ امیر المومنین یہان کیون آئے
اونکو بہی کیا کام فضل بن ربیع نے جواب دیا کہ اونکی اطاعت تمام پر فرض ہے
یہہ سنکر اونہون نے دروازہ توکہولا مگر اوپر جاکر بیٹھہ رہا اور چراغ کو گل
کر دیا ہارون رشید نے اونکو ڈہونڈنا شروع کیا اور اتفاق سے ہارون رشید
کا ہاتہہ اون پر جا گرا تو اونہون نے پکارا اور کہا کہ یہہ ہاتہہ کیسا نرم ہے
اسکو خدا کے عذاب سے بچا پہر سالم بن عبداللہ کا قول بیان کیا کہ اگر
خدا کے عذاب سے نجات پانی کا قصد ہے تو دنیا سے روزہ رکہو
موت سے افطار کرو یعنی مکروہات دنیاوی کو چہوڑدو اور محمد بن کعب
کا قول بیان کیا کہ اگر خدا کے عذاب سے بچا چاہتے ہو تو مسلمانون مین
جو تمسے بڑا ہو اوسکو باپ سمجہو اور برابر کو بہائی جانو اور چہوٹی کو بیٹا خیال کرو
باپکا ادب بہائی پر مہر کرو بیٹے پر بخشش اور اکرام کرو رجا بن حیات کا قول بیان
کیا کہ اگر خدا کے عذاب سے نجات ملنے کی آرزو ہے تو مسلمانون کے
واسطے وہ بہتر جانو جو اپنے واسطے جانتے ہو اور وہی واسطے بد جانو جو
اپنے واسطے بد جانتے ہو پہر فضل بن عباس نے ہارون سے پوچہا خدا
تم پر رحم کرے مجہے خوف آتا ہے اوس دنکا جسدن کسی کے پاؤن نہین
پر نہ ٹہیر سکینگے تو اسلئے مین تمسے پوچہتا ہون کہ تمہارا کوئی مشیر بہی ہے
جو مجہسے بہی نصیحت کرے ہارون نے یہہ سنکر رونا شروع کیا اور مینا

پهر بي هوش گر پڑا تب فضل بن ربیع نے کہا امیر المومنین کے سات ذرا
نرمي سے بات کیجیے کیونکہ اونکي حالت متغیر ہے فضل بن عباس ني کہا کہ تم
امیر المومنین کے قتل کرني کي فکر مین رہو اور مجھسے کہو کہ نرمي کرو جب ہارون رشید
کو افاقہ ہوا فرمایش کي کہ اور کچھہ نصیحت کیجیے اونہون ني کہا خوبصورت
چہرے کتنے آدمي تجھے خدا اس خلق کے باب مین بہت کچھہ پوچھیگا
تو اپنے چہرے کو آگ سے بچا اور خبردار کوئي ایسي صبح اور شام تجہپر
نہ گذرے کہ تمہارے رعیت کے طرف سے کینہ ہو کیونکہ حدیث میں آیا
ہے کہ جو شخص صبح کو اوٹھے دلین کینا لیے ہوے تو نہ سونگیگا خوشبو
بہشت کي اور ایسا ہي ایک دفعہ ہارون رشید کو حج کے سفر کے
وقت کوفہ مین گذر ہوا راستہ مین بہلول کہڑے تھے جب سواري
قریب پہونچي تو بہلول نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن نابل نے مجھسے اور
اون سے قدامہ بن عبد اللہ ني روایت کي کہ دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مین نے اونٹ پر سوار جسپر پالان تہا نہ وہ منقش تہا
نہ مذہب پہر بہلول ني ایک عربي قطعہ پڑہا جسکا خلاصہ ترجمہ یہہ ہے
ہم نے مانا تم ساري زمین کے مالک ہوگئے اور سارے خدا کے
بندے تمہارے تعبیدار ہوگئے پہر کیا کل قبر کے پیٹ مین نجانا
ہوگا اور مٹي کا ڈہیر منہہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکہو ہارون ني کہا

اچھا شعر پڑہا کچہ اور بھی فرمایئے بہلول نے کہا جسکو اللہ تعالی جمال اور مال
عطا کرے اوسکو چاہئے کہ جمال سے سات عصمت بازی اختیار کرے
اور مال سے سات لوگون پر بخشش اور احسان کرے تو اوسکا نام
دیوان ابرار مین لکھا جاتا ہے ایسا ہی مہدی اٹہوین خلیفہ کے ذکر مین
لکھا ہے کہ وہ ایک روز شکار کے موقع پر اپنی فوج سے بہت
دور علیحدہ ہوگئے وہان ایک گاؤن والے کا ڈیرا تہا مہدی نے اوس سے
اپنی بہوک پیاس کا ذکر کیا اوسنے سوکہی روٹی اور دودہ لا دیا مہدی
نے اوسکو بہت رغبت سے کہایا اوسکے بعد وہ شراب لایا تو مہدی
نے اوسمین سے ایک پیالہ پیکر حالت سرور مین اوس سے پوچہا
کہ مین کون ہون اوسنے کہا کہ تمہین بیان کرو تو کہا کہ مین خلیفہ کا ایک
خادم ہون جب دوسرا پیالہ پیا پہر پوچہا کہ مین کون ہون تو اعرابی
نے کہا کہ ابہی تم بیان کر چکے کہ خلیفہ کا خادم ہون تو اوسنے کہا کہ مین امرائے
خلیفہ سے ہون تیسرے پیالہ کے بعد کہا کہ مین خود خلیفہ ہون اوسوقت
اوس نے شراب کا شیشہ سامنے سے اوٹہا لیا خلیفہ نے وجہہ پوچھی
اوسنے کہا کہ پہلے پیالہ مین آپ خلیفہ کے خادم تہے دوسرے مین
امیر ہوئے تیسرے مین خلیفہ ہوگئے مین ڈرتا ہون کہ چوتہے مین
پیغمبری کا اور پانچوین مین خدائی کا دعوی نکرین اس عرصہ مین خلیفہ کی

ساری جمعیت پہونچ گئی وہ شہد گیا مگر خلیفہ نے اوسکی تشفی کی اور اوسکے صلہ مین پانچ لاکھ درہم انعام دیا اس تحریر سے میرا مقصد یہہ ہے کہ جو خیر خواہ نیک رائے ہوتے ہین اکثر اونکی تعریر مین کسیقدر کرختگی اور بی مزگی ہوتی ہے مگر اوسکا نتیجہ ہمیشہ اچھا ہوتا ہے اور ارباب سعادت اوسکو بہت خوشی سے قبول کرتے ہین اسی کرختگی کے نسبت سعدی علیہ الرحمہ نے یہہ شعر موزون کیا ہے —

چہ بہ حجرہ مند شعر ما عمل ؎ گرچہ عمل کار خردمند غنیمت

اور ایسا ہی حافظ کہتے ہین —

؎ نصیحت گوش کن جانا کہ از جان دوست تر دارند ؎ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

الحمد اللہ ہزار شکر ہے اوس خدائے تعالی کا کہ ہمارے آقا ے ولی نعمت سلطان زمان جوان بخت جوان دولت اس فن مین کامل اور اوسکے دقایق کے ماہر ہین اور ہمارے خداوند نعمت دام ملکہ کو اوس نادر صنعت مین یہہ دستگاہ ہے کہ حضرت بادی النظر مین جو نیا شخص کہ شرف یاب دربار ہوا ہو اوسکی رذالت و شرافت کو جو قیافہ دان بمشکل پہچانتے ہون فوراً معلوم کر لیتے اور پہچان لیتے ہین فی الحقیقت بادشاہون کیلئے یہہ کمال امر ضروری ہے — جو شخص کے پیشگاہ اقدس مین معروضہ و تکلم سے سرفراز و ممتاز ہین تو

بدرجہ اولی انکی حقیقت اور دلی ارادون کو اور اوصافی حالت کو معلوم فرماتے
ہین چنانچہ شرفیابان قرب اقدام مبارک سے کئی آدمی مختلف الحالات
والاوصاف ہین اگر کوئی طلاقت لسانی اور حکمت عملی سے خود غرضی کی
گفتگو کرے کہ جسمین سرکاری کوئی فائدہ نہو بلکہ نقصان ہے تو سرکار
فرط حلم و مروت سے چشم نمائی کے عیوض مین اغماض فرماتی ہین -
سرکار کے کلمات طیبات کیوقت بلاضرورت وخطاب اگر کوئی دخیل
ہوجائے تو ایسی شخص کے مداخلت بیجا اور بی ادبی کے صلہ مین نظر عفو
سے اوسکے طرف ملاحظہ فرماکر مضمون میاو رسخن درمیان سخن کا ارشاد
ہوتا ہے کبھی ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ کوئی حاشیہ بوس مسندی کسی وقت
مین کہ وہ موقع سکوت تہا دخیل ہوا یا معروضہ کے موقع مین سکوت
اختیار کیا بقول آنکہ دو چیز تیرۂ عقلست دم فروبستن ؛ بوقت گفتن و گفتن
بوقت خاموشی - یا تعریف کو شکایت سے یا شکایت کو تعریف سے مبدل
کیا مگر خداوند نعمت دام ظلہ نے اوسکے بی وقوفی اور کم حوصلگی کے نسبت
اس حسن اور لطف سے اوسکو ہدایت اور متنبہ فرمایا ہے کہ اس تعلیم کو
دوسرا شخص دفعتاً سمجھہ نہین سکتا -
اور کبھی یہہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض نمکخوارون سے جو نہایت خیرخواہ
دلی اور جان نثار ہین اگرچہ اونکو ظاہر سرداری یا طرز خوش آیند دہر بانی

مثل دوسرون کے نہین آتی مگر صاف صاف بغیر بناوٹ کے فرط خیرخواہی سے معروضہ کر لیتے ہین -

چونکہ حاکم حقیقی اور ظل سبحانی کی نظر مصداق الاعمال بالنیات ہے اسواسطے اوسکو دلمین نہایت عزیز تصور فرما کر علے قدر حیثیت و تفاوت ہر ایک کے ساتھ برتاؤ فرمایا کرتی ہین -

الحاصل ہمارے خداوند نعمت مدظلہ العالی کو بیس برس و سال مین بفضل ایزدی وہ ملکہ رسا ہے کہ فی الحقیقت حکیمانہ مزاج مبارک کہا جائیے اور جو حکم اقدس کہ صادر ہوتا ہے ایسا جامع ہوتا ہے کہ بہت سے اسرار و حکمات اوسمین شامل و مستور رہتے ہین گویا فعل الحکم لا یخلو من الحکمۃ یہان حسب حال ہے بس جو حقیقت خاص حاکم حقیقی کہ سبقت رحمتی علے غضبی ہے - خداوند حقیقی کے جانب سے وہی صفت ہمارے خداوند نعمت ظل سبحانی کو عطا کیگئی ہے کہ حضرت کا رحم اور عفو ہمیشہ حضرت کے غصہ پر غالب پایا گیا اور کبھی آپ کے دربار مین کوئی شخص کسی کے شکایت کے ذریعہ سے نقصان نہین پہونچا سکتا -

حکمرانی کے قبل کی کیفیت

جبکہ حضور پرنور کی عمر قریب اٹھارہ سال کے ہوئی اور جملہ سفر کے حالات اور اپنی ملک کی حالات سے واقف ہوے اور تمام جسمی پیدا فتنین

یعنی جمناسٹک لان ٹینس کرکٹ پولو سواری اسپ ٹنٹ پگنگ
فوٹو نشانہ اندازی وغیرہ حاصل فرمائے۔
اور اس عرصہ مین علم فارسی عربی اور انگریزی مین بہی مہارت حاصل
کی اور علوم دینیہ علم اخلاق اور سیاست مدن مین کامل دستگاہ
پیدا کی اور زبان فارسی عربی مین بہی سالانہ امتحانون مین جنمین
اکثر مولوی حاجی سید وجیہ الدینصاحب قادری مہتمم دار العلوم مولوی حاجی
سید غلام زین العابدینصاحب صدر مدرس فارسی۔ نواب رسول یار جان
حکیم الحکما محی الدولہ بہادر صدر صدور ممتحن رہی ماسیافتہ ہوئے۔
انگریزی کے امتحانون مین ڈی ایس سی ڈاکٹر اگہور ناتہہ وغیرہ ممتحن
رہی اور حضرت نے بفضلہ تعالی پوری کامیابی حاصل کی۔
پس حضرت مختلف علوم کی زبان ذاتی مین فخر دودمان ہین۔
الغرض جبکہ سب کے نزدیک علم اخلاق و علوم دینیہ اور سیاست
مدن و معاملہ فہمی وغیرہ ہر حیثیت کامل مقرر ہو چکے منجانب گورنمنٹ
انگریزی حکمرانی کے اقتدارات وغیرہ ملنا قرار پایا۔ اور گورنر جنرل
کلکتہ نے عطائے اقتدار کا وعدہ فرمایا۔
کیفیت حکمرانی حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
بفضلہ تعالی اجلاس شانزدہم۔ شنبہ ۸ ربیع الاخر سنہ ۱۳۰۱ہجری کو حضرت نے

زمام حکومت آبائی کو اپنے قبضہ اقتدار مین لیا علی الصباح تمام شہر مین بڑی
دہوم دہام ہوی ہر طرف خوشی سے کے نقارہ بج رہے تہے ۔ صبح کے سات
بجے سے جمعیت باقاعدہ اور رسالہ وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا اسقدر
اژدہام تہا کہ اہالیان کوتوالی کو ہر طرف ناکہ بندی کی ضرورت ہوی
سواری بگی حیانہ اسپان وغیرہ کا تو کیا ذکر پیدل بہی بمشکل راہ پاتی
تہے ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا اور سڑکون سے دونو طرف باقاعدہ
سوارون کا انتظام تہا اور تمام راستہ مین آب پاشی ہوی تہی
امراء اور سرداران اہل سیف وقلم کو شرکت مسند نشینی کی دعوتین
ہوئین اور ٹکٹ تقسیم ہوی تہی بغیر دکہلانی پاس کے محل شاہی مین کوئی
شخص داخل نہین ہو سکتا تہا ۔
دارالامارت پر ایک طرف حبشیون کا رسالہ اور دوسرے طرف
خاص جمعیت علاقہ میرم نظام محبوب دو رویہ صف بستہ کہڑی تہی ۔
علاوہ برین دو سو جوان باقاعدہ سلامی کیواسطے معہ بیانڈ مرز جدید بیرونی
گیٹ کے روبرو کہڑے کیے گئے تہے سب سے پہلے رزیڈنٹ کی گاڑی
اوسکے بعد سپہ سالار ہند کی بگی چار اسپہ مع اسٹاف برابر دس
بجے آئی اور سوا دس بجے سپہ سالار مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف
بعد اسکے گورنر صاحب مدراس معہ لیڈی صاحبہ و اسٹاف چار اسپی بگی

برداردہوے - بعد چند لحظے کے لارڈ رپن گورنر جنرل بہادر چار گہوڑون کی بگی پر سوار پس و پیش اونکی دو سو سوار یوروپین اور عقب مین ڈ شاہی توپخانہ چہہ توپین تہے ہر ایک کو چہہ چہہ گہوڑے لگی ہوے جب دارالامارۃ پر رونق افروز ہوے حضور پرنور معہ امرائے عظام استقبال کیے لیے لارڈ صاحب کی بگی کے پاس آئے اور ویسرائے بہادر سے ملاقی ہوی اور اپنے ساتہہ لارڈ صاحب موصوف کو لیکر معہ اونکی مصاحبین کے محل شاہی مین رونق افروز ہوے حاضرین دربار تمام کہڑے ہوے تہے توپخانہ سرکار نظام سے - ۱۰۱ ضرب سلامی کے سر ہوے لارڈ صاحب اور حضور پرنور مطلا کرسیون پر رونق افروز ہوے تمام عہدہ داران سلطنت و اہل دربار لارڈ صاحب کے چپ و راست و پس و پشت علی قدر مراتب کرسیون پر بیٹہے بعد ازان ویسرائے صاحب پانچ منٹ کے بعد کہڑے ہوے اور اونکی ساتہی تمام دربار کے لوگ کہڑے ہوگئے لارڈ صاحب فرمانے لگے کہ افسوس یہہ جلسہ ایسی شخص سے خالی ہے جو اوسکی تمنا مین مرگیا اور سرکار انگریزی کا محسن اور سرکار نظام کا خیرخواہ تہا بعد اسکے یہہ فرمایا کہ رعایا کو بادشاہ کے اطاعت مین ہر وقت آمادہ رہنا چاہیے اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی

چاہئیے کہ جیسی والدین اپنے اولاد کے ساتھہ مگر انصاف اس شفقت کا جزو ہے -

جب گورنر جنرل بہادر اپنے تمام اسپیچ پڑہ کر اپنے کرسی پر بیٹھے تو ایک اور یوروپین افسر نے کہڑے ہوکر زبان فارسی مین اسپیچ کا ترجمہ حضار دربار کو سنایا اسطور سے کے کوئی ایرانی گفتگو کر رہا ہے - جب ترجمہ ختم ہوا اول لارڈ صاحب اپنی کرسی پر سے اوٹھے بعد اسکے حضور پر نور بہی کہڑے ہو گئے معاً حضور پر نور کے کمر مین لارڈ صاحب نے تلوار باندہ کر مبارک بادی - بعد اسکے تمام معزز یوروپین لیڈیون نے درجہ بدرجہ حضور پر نور کے نزدیک جاکر مبارک بادی - القصہ قریب بارہ ۱۲ بجے کے پہولون کے ہار پان تقسیم ہوے دربار برخواست ہوا -

تاریخ میر محبوب علی شاہ دکن والاخطاب ؎ لی لیا ذمہ مین اپنی سلطنت کا کاروبار
خوب ہی سال جلوس حکمرانی اے عزیز ؎ حاصل شد ہو گیا ہی آج ملکی اقتدار

جہان دربار ہوا وہان کی یہہ کیفیت ہے کہ وہ جگہہ چو محلے کا ایک قطعہ ہے محلات شاہی سے سب سے زیادہ وسیع اور خوش قطعہ ہے اوسمین کئی چہوٹی چہوٹی حوض ہین بڑے بڑے پانچ دالان ہین ہر دالان مین ساتہہ ساتہہ دروازہ یہان سے وہان تک دہرے

کرسیان بچھی ہوی تہین اوسی روز دوبجی نذرین گذرانی کا دربار ہوا -

حضور پرنور نی خلعت وزارت نواب میر لائق علیخان بہادر کو عنایت فرمایا اور نذرین بہی جمیع امرا اور راجہ گان سی قبول فرمائے - اور چند لوگ خطاب سی بہی سرفراز ہوی یہہ دربار بہی قریب پانچ بجی کی برخواست ہوا بعد ازین نواب میر لائق علیخان بہادر سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنت اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیور جنگ شجاع الدولہ منیر الملک صاحبزادگان مختار الملک مرحوم جواہرات مرحمتی شاہی زیب تن فرمائے ہوی سبز عماری پر سوار ہو کر فقرا کو خیرات کرتی ہوی اپنی دولت خانہ مین داخل ہوی -

تاریخ جو مختار ملک دکن گشت دیوان ؛ بافضال تائید خلاق بیچون
عجز نیز این ینکو سال دیوانیش گفت ؛ بنو مال و ملک وزارت ہمایون
۱۳۰۱ہجری

ترجمہ اسپیچ لارڈ رپن بہادر

آپ یقین جانئے کہ مین نہایت شکرگذار ہون کہ مجکو قیصر ہند کی طرف سی آپکی مسند نشینی کی جلسہ مین شریک ہونی کا موقع ملا تاکہ آپکو اختیارات ریاست سپرد کرنی کی فرض سی ادا ہون

چند ہفتہ پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر میرا شریک ہونا
چاہتے مین اوسیوقت سے میرے دل مین آرزو پیدا ہوی کہ آپکی اوس
خوشی کو پورا کرون جس سے آپکا اتحاد اور سرکار انگریزی سے دوستی کا
استحکام مجھپر ثابت ہوا مین یقین کرتا ہون کہ مین پہلا وئیسرائے ہون
جو اس ریاست مین آیا اور میرا یہان آنا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور
قیصر ہند کا سلسلۂ الفت کس قدر مضبوط ہے بلکہ یہہ بہی ظاہر ہوتا ہے
کہ قیصر ہند کو آپکی ایام طفولیت مین جو ایک زمانہ دراز تہا آپکی صحت دعافیت
کا کسقدر خیال رہا ہے آپنی اور آپکی رعایا نی ایسے شخص کے منتظم ہونی
سے بہت فائدہ اوٹہایا ہے جو ہندوستان کے سب دانشوران
ملکی مین سر دفتر تہا - ایسا شخص جو اپنی لیاقت دانائی اور وفاداری
اور خیر خواہی کے باعث ہر وقت کی مشکلون پر جو ایک رئیس کے
کمسن ہونی مین واقع ہوتی ہین غالب رہا اور امورات ریاست
کو کامیابی کے ساتہہ انجام دیا - ان خوبیون کے سبب سے وہ
نیک شخص اس قابل تہا کہ دونون سرکارین یعنے قیصر ہند اور
آپ اوسکو نیکی اور شکر گذاری کے ساتہہ یاد کرین -
سر سالار جنگ نی آپکی زمانہ طفولیت مین ریاست کے بہت سے
صیغون مین اصلاح کی ہے - مثلاً مالگذاری کا بڑہانا رعایا کے جان

وہاں کو محفوظ رکہنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر مین تہا -
مجکو امید تہی کہ جب آپ بالغ ہونگے تو وہ اپنی عمر بہر کے تجربون اور شوق
کے بہرے کوششون سے آپکو ہر وقت مدد دینی کو مستعد رہیگا مگر خدا تعالے
کی مرضی یون نہین تہی - کہ ٹہیک ایسی وقت مین جب کی آپکو ایسی شخص کی امداد
و معاونت درکار ہو اوسکو اوٹہا لی ایسی شادی افزا مسرت زا رسم جلوس
کے ادا ہونے کے اور جسکی ہر شخص کو خوشی ہے اوسکے موجود نہونی سے
رونق پر اندہیرا چہایا جاتا ہے مگر اوسکی کارگذاری آپکے پاس باقی ہے
اور مجہے بہروسہ ہے کہ آپکی اہلکار اپنی واسطے اوسکی کارگذاری کو دستور العمل
سمجہین گے اور طریق انتیظام ریاست مین ہر قدم پر اوس سے ہدایت
حاصل کرینگے -
اب مین آپکو چند نصیحتین کرتا ہون جو تجربون کے بعد حاصل ہوے ہین
آپ یہان کی مالگذاری کو ملاحظہ فرمایئے کہ خزانی کی ابتری اور ریاست
کی بربادی کا باعث ہوتی ہے -
ہر جگہ عموما اور ہندوستان مین خصوصا غفلت اور فضول خرچی کے سبب سے
بہاری محصول لگانا پڑتا ہے پہر خلقت ضعیف اور محتاج ہوتی
جاتی ہے - بعد ازآن بجد سود پر قرض لینے کی نوبت آتی ہے
اور خلقت ناآسودہ رہتی ہے مالگذاری کا انتظام اچہا ہونا ہندوستان مین

اچھی حکومت کی بنیاد ڈالنا ہے اگر یہ نہو تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہے پہر مین کامل توقع رکہتا ہون کہ آپ ایمان و انصاف پر خوب نگاہ رکہینگے -

یعنی حکام عدالت کا بیلوث ہونا اور ایسا مضبوط و مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نہ رکہیں تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہی اور گرد و نواح کے رئیسون اور باشندون کو اوسکا مدح و ثناخوان بنانا ہے -

انصاف عمدہ ترین زیور ہے جو تاج کو آراستہ کرسکتا ہے آپکو ایک بڑی بہاری مہم طے کرنی ہے آپ تقریبًا ایک کرڑ آدمیون کے مالک ہین اونکی بہبودی آپکے دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے -

مین التجا کرتا ہون کہ اپنی ظاہری قوت و مال و دولت وجاہ و حشمت اور لوگون کی خوشامدانہ اطاعت دیکہکر آپ ہرگز مطمئین نہ ہون آپکی ریاست وسیع آپکا ملک زرخیز اور آبادی بیشمار ہے -

مگر ان مین سے کسی چیز پر آپ فخر نہ کرین آپ ابہی کم سن ہین اور طرح طرح کے رغبتین آپکے دلمین جیسا کہ شباب مین قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہین مگر آپ کسیکو اپنی اوپر قادر ہونی دین آپکو بڑی بڑے

کام کرنی ہے اور عمدہ راہ چلنی ہے اگر آپ روسائے ہند مین اپنی
ناموری چاہتی ہین تو شہرت کے حاصل کرنی کا صرف ایکہی طریقہ ہے
معدلت جسکو سب معدلت کہین اور خلقت کی بہبودی جسکو سب بہبودی
سمجہین - آپ کے لوگونکی وفاداری اور آپکے خاندان سی محبت
رکہنا ظاہری بیان کی حاجت نہین رکہتا -
لیکن اوسکا قائم رکہنا آپ پر موقوف ہے اور آپ کی عمدہ حکمرانی
اس بات کا پیدا کرنا ہے کہ جسقدر زمانہ گذرتا جائے اوسیقدر رعایا
کو سچی محبت ہوتی جائے -
خدائے تعالی نی خلقت کو آپکے سپرد اسلئے نہین کیا ہے کہ آپ
اونکو اپنی خوشی اور فخر کا درجہ بنائین بلکہ اسلئے کہ آپ اونپر اسطرح
حکمرانی کرین اور اسطرح اونکو ہدایت کرین کہ وہ آسودہ رہین اور
اور خدا کو نہ بہولین اونکی بہبودی مین آپکی سچی خوشی اور اونکے
اطمینان مین آپکی عافیت منحصر ہے - اوس سے کم آپکا مدعا اور
اوس سے کم آپکا مقصود نہو کہ جب آپ اپنی بزرگون کی جاے وراثت
پر ہین اور اپنی خاندان کو یاد کرین تو آپکی دلمین یہہ شوق پیدا ہو
کہ آپ کے بعد لوگ کہین (کاش اوسکے سایے مین ہم ہمیشہ زندہ
رہتے) اور اس سخت مہم مین جسمین مشکلین اور دقتین اکثر ہوا کرتی

پر واقع ہونگی مین وعدہ کرتا ہون کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی
سرکار انگریزي کا منشا نسبت اس ریاست اور دوسری ریاستون
کیے یہہ ہے کہ وہ آسودہ رہین اور اونپر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جاےٴ
جہانتک ہماري مدد آپکو اس کام کے سرانجام دینے مین درکار ہو
ہمکو اوسکے دینے مین مستعد تصور کیجیے -
آجکل انگریزي پالیسي کا عین مقصود ہندوستاني ریاستون کا قائم و قرار
رکہنا ہے اور میرے دانست مین اونکے لیئے ہندوستاني ریاستون
کا قائم رہنا بہت ہی مفید ہے آپکی حکومت کا استحکام اور درستي انتظام
غرا نی کا عمدہ انصرام حاصل ہوگا - اعتدال آپکی امرا کی وفاداري
آپکی رعیت کا اطمینان -
مین سچ کہتا ہون کہ اوس شہنشاہ کے دلي خواہش ہے جسکی طرف سے
مین آج یہان وکالتاً موجود ہون اور انکا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی
کیطرف متوجہ رہیگا ایسا نہو کہ آپ اونکی امیدون کو غارت کردین
اور اپنے میرے مہربان جسکے منفعت کا مین دل سے خیال رکہتا
ہون میرے واسطے یہہ کام باقي ہے کہ آپکو مسند پر بٹہاؤن اور
دعا دون کہ خداتعالی آپکو ایسی برکت اور ایسی توفیق عطا فرمائی
کہ آپکا زمانہ حکمرانی بہبودي انصاف اور عزت سے رونق پائے

تاکہ آپکا وعدہ غلط نہو اور آپکی رعایا کی اولاد اجکل دن کو دکن کی تاریخ
مین عمدہ زمانہ کا شروع روز لکھین یہہ کہکر ویسرا ے بہادر حضور پرنور کو
مسند کیطرف لیگئے اور فرمایا ملکہ قیصر ہند کیطرف سے مین کہتا ہون کہ آپکو اپنی
ریاست کے پورے اختیارات حاصل ہوے

حضور نظام نے اوسکے جواب مین کہڑے ہوکر یہہ فرمایا مین نہایت
خوش ہون کہ مجھے حیدرآباد مین آپکی خیر مقدم کہنے کا موقع ملا ۔ اگر آپ
میرے رسم مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میرے رعایا کو بہت
افسوس ہوتا بیشک یہہ شرف مجھکو اس سبب سے حاصل ہوا
کہ آپکو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھے آپکو ذاتی
محبت سے یہہ امر خوب ثابت ہوگیا اور مین کبہی نہ بہولونگا ۔

آپ دونو صاحب (گورنر جنرل اور مسٹر گرانٹ ڈف صاحب بہادر گورنر مدراس)
یقین جانین کہ دونون کے احسان کو مین خوب سمجھتا ہون اور توقع
رکہتا ہون کہ آپ میرے اس دلی شکر گذاری کو کہ آپ نے جو ایسے
اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اوٹھائی اور یہان تک قدم رنجہ
فرماکر میری مسند نشینی کے رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا
قبول فرمائینگے ۔ میری حکمرانی مین آیندہ کیلئے یہہ اچہا شگون
ہوا اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار

انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا
اور جو نصیحتیں آپ نے براہ شفقت مجھے کی ہین مین اونکو بڑے خوشی کے
ساتھہ قبول کرتا ہون اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اون معاملات مین
جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار
انگریزی سے جیسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا -
اور مین یقین کرتا ہون کہ ان باتون کے خیال رکھنے میں میرا اور
میرے رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے -
مین امید کرتا ہون کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور
وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچا دینگے -
الغرض ۹ ربیع الثانی سنہ روز پنجشنبہ منیرالدولہ اور عمادالسلطنت
کی دعوت ویسرائے نے قبول فرمائی دسوین تاریخ کو مدراس گئے -
حاصل الکلام اس مبارک جشن کے عمدہ یادگار یہ ہے کہ حضرت کے
دلی دوست معلی القاب نواب گورنر جنرل لارڈ رپن بہادر نائب جناب
سرکار برٹش اس جشن مین شریک تھے جنہون نے اپنی شراکت سے
تمام خیرخواہان دولت کیا بین مین اس جشن کے رونق کو دوبالا نہین
بلکہ اوس خلوص و محبت کو آشکار کیا جو کہ دودمان سرکار برٹش قدیم
سے چلا آتا ہے جلوس میمنت مانوس حضرت کا جسقدر کہ ہم ود تمام

سے ہوا ہے کبھی اہل حیدرآباد نے یہہ تزک اور احتشام شاہانہ نہ دیکھا نہ سنا۔
جبکہ حضور پرنور مدظلہ العالی حکمران ہوئے تب سب ارکان دولت وغیرہ کے
مشورہ سے یہہ بات قرار پائی کہ ایک مجلس منعقد ہو کہ جسمین بڑی بڑے
معاملہ اور مقدمات مشترک طے ہوا کرین تاکہ رعایا کو پورا انصاف ملے
اوس روز سے یہہ مجلس قرار پائی کہ جو ذیل مین لکھی جاتی ہین۔

تاریخ سلخ ربیع الثانی ۱۳۰۱ ہجری روز پنجشنبہ انعقاد کونسل آف اسٹیٹ سرکار عالی مقام پرانی حویلی راحت محل۔

میر مجلس۔ اعلی حضرت حضور پرنور مدظلہ العالی۔
اراکین (۱) نواب سالارجنگ شجاع الدولہ بہادر (۲) راجہ راجایان
مہاراجہ نرندر بہادر۔ (۳) نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر
(۴) نواب بشیر الدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر۔
(۵) نواب وقار الامرا بہادر۔ (۶) نواب شمشیر جنگ بہادر
(۷) نواب شہاب جنگ بہادر۔ (۸) نواب میر سرفراز حسین خان بہادر
معتمد مولوی سید حسین مؤتمن جنگ بہادر۔
حضور پرنور مدظلہ العالی میر مجلس نے اجلاس فرما کر روبرو اراکین موصوف
کے زبان مبارک سے فرمایا کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہہ
اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق کیس وقت کی سامنے

سرکاری کامون مین مدد دینے کیوا سطے جمع ہوے ہین میری بڑی
خوشی ہے کہ یہہ کونسل مقرر ہو مجہے امید ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب
کیا ہے اونسی مجکو اور ملک کو بہت مدد ملیگی ۔
اور مین یہہ بہی امید رکہتا ہون کہ آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری
امور مین راہ نہ دینگے ۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے آپ لوگ
اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کر سکتے ہین اور ملک کی بہلائی
میری بہلائی عین اُنکی بہلائی ہے اور مجہے یہہ امید ہے کہ آپ لوگ
ہر مقدمہ مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتہہ راے دینگے آپ لوگ
یقین جانین کہ مجہے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مد نظر ہے ۔
مین نہین چاہتا ہون کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہون مین سرکار
اور رعایا دونون کے حقوق کی یکسان حفاظت کرونگا اور ہر مہینے مین
دو بار پنجشنبے کے روز یہہ مجلس منعقد ہوا کریگی ۔
پہر شمشیر جنگ بہادر نے حضور پرنور سے اجازت چاہی کہ دو چار کلمہ
عرض کرون ۔ بعد حصول اجازت نوابصاحب موصوف نے فرمایا کہ
آج بڑا مبارک دن ہے ۔
آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدر دان جوہر شناس خداوند نعمت کو
خدا تعالی نے ہمارا سردار اور بادشاہ کر کے ہمارے سر پر لا بٹھایا

والا ہے۔ اب ہمارے جوہر کہلین گے اور ہماری قدردانی ہوگی اس تقریر کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ لہذا انکی کیفیت بطور اختصار ذیل مین درج کرتا ہون

(کیفیت ارکان کونسل آف اسٹیٹ)

میر مجلس حضور پرنور مدظلہ العالی که جسکی مختصر کیفیت اخلاقی حالات باب اوّل مین اور باب چہارم مین لکھا ہون۔

نواب میر لایق علیخان بہادر المخاطب سر سالار جنگ شجاع الدولہ مختار الملک عماد السلطنۃ اعظم یہہ نواب سالار جنگ اوّل کے فرزند اکبر ہین یہہ طویل القامت نوجوان کم سن علم فارسی انگریزی اور عربی پڑہنے لکہنے مین کامل القدرت نہایت ذکی معاملہ فہم تحریر تقریر مین ایکتا حضرت کے جلوس کے دن خدمت دیوانی سے اور خطابات سے سرفراز ہوئے اور کونسل آف اسٹیٹ کے ایک رکن تہے۔

راجہ راجایان نریندر پرشاد بہادر۔ یہہ بہی ایک مجلس کے رکن ہین انکی بہی کیفیت باب اوّل مین لکھی گئی ہے۔

نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر

نواب اقتدار الملک وقار الامرا مرحوم کے فرزند اکبر اور مغفرت مکان کے داماد ہین انکی شادی نواب مغفرت مکان کے عہد مین بڑے تکلف سے ہوئی تہی جو تحریر تقریر سے باہر ہے قیافہ درست سرخ وسفید ایک متوسط القامت ذکی وفہیم درست معاملہ سفر دوست آپ بہی رکن مجلس ہین اور ائب

امیر کبیر کے خطاب سے سرفراز ہین اور انکا تولد ۱۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ ہوا ہے۔

(نواب شبیر الدولہ امیر اکبر آسمانجاہ بہادر)

انکی کیفیت اوصاف حمیدہ باب اول مین مرقوم ہے یہہ بہادر ممدوح کو بہی حضرت مغفرتمکان کے صاحبزادی منسوب ہین۔ نواب ممدوح بلند و بالا سرخ و سفید شجیع ذکی فہیم ہین اب انکی عمر شریف (۱۵) برس کی ہے۔

(نواب وقار الامرا بہادر)

نواب ممدوح بہی فرزند نواب رشید الدینخان اقتدار الملک وقار الامرا بہادر مرحوم کے ہین اور آپ بہی شرف دامادی سے حضرت مغفرتمکان کے ممتاز ہین نوجوان بلند بالا صحیح المزاج سرخ سفید دہیمو و سخی شجیع ذکی فہیم فارسی اردو انگریزی دان نہایت عالی خیال کہ جنسے امارتکو زنیت ہے قاعدۂ ضابطہ کے پابند اور معین المہامی، اگلذاری و فوج سے بہی سرفراز ہین اور تولد اونکا ۲۰ ذیحجہ ۱۲۷۳ھ

(نواب شمشیر جنگ بہادر)

یہہ نواب شہریار الملک کے فرزند ہین بلند بالا منتظم مزاج فارسی دان سابق مین صدالمہام کوتوالی تہے اور فی الحال اس مجلس کے رکن ہین۔

(نواب شہاب جنگ بہادر)

یہہ نواب سرادار جنگ بہادر کے فرزند ہین نہایت سرخ سفید مزاج درست فارسی انگریزی دان وضع دار اوسیا بند اوقات مدد انتظام خانگی ہین بے مثل

سابق مین صدرالمہام متفرقات تھے - بحثیت رکنیت اس مجلس مین بھی شریک تھے اور اب معین المہام کو توالی ہین -

(نواب میر سرفراز حسین)

خان بہادر

المخاطب فخرالملک بہادر یہہ نواب فخرالملک مرحوم کے دوسرے صاحبزادے ہین - انگریزی - فارسی اردو مین اچھی لیاقت ہے - معاملہ فہم ذکی طبیعت قانون دان اور معین المہامی عدالت سے سرفراز ہین -

مولوی سید حسن صاحب علی یار

خان موتمن جنگ عمادالدولہ عمادالملک بہادر

یہہ صاحب کو اول سرسالار جنگ مرحوم نے بالگرام سے طلب فرماکر اپنا پرویٹ سکرٹری بنایا -

بعد انتقال ہونے سرسالار جنگ نے حضور پرنور مدظلہ العالی نے خدمت معتمدی

صرف خاص سے سرفراز فرمائے۔
بعد چند روز کے علیحدہ ہو کر بجائے کرنل مارشل صاحب پریوٹ سکرٹری خاص بلا اعلحضرت بندگان عالی کے ہوئے۔
اور ناظم مدارس تعلیمات ممالک محروسہ سرکار عالی بھی ہین۔
اور علمی لیاقت انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ اردو مین اس بلدہ حیدرآباد مین جواب نہین رکھتے۔
رنگ سرخ سفید بلند بالا کم سخن قانع بے شر اور دور فہم اس مجلس کے معتمدی سے سرفراز ہین۔
اب جو کہ تحریر انگریزی وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے بہادر ممدوح ہی کے ذریعہ سے انصرام پاتے ہین ۲۴ گھنٹہ مین جس قدر وقت سوائے ضروری کام اور جوابات کے باقی رہتا ہے وہ مطالعہ کتاب سے خالی نہین اور حالمین انہون نے ایک مدرسہ لڑکیونکا ایجاد کیا ہے کہ حیدرآباد کے لئے جدید ہو گا

یہہ حکم مطبوعہ پیش از سفر کلکتہ صادر ہوا اور اسپر عمل درآمد ہوتا رہا وہ یہہ ہے

منشور لامع النور حضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور مدظلہ العالی

قدیم ٹائم ٹیبل مین سے کچہہ کم زیاد کرکے یہہ نیا ٹائم ٹیبل مقرر ہوا ہی

اور یہہ قاعدہ پانچوین شہر شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۱ھ روز یکشنبہ سے

شروع ہوگا اسی کے موافق کارروائی جاری رہے گی -

ہواخوری صبح بر اسپ خواہد شد یا در بگہی

چہوٹی حاضری بر ساعت ہشت خواہد شد

یکشنبہ از ساعت ربع کم نہ تا نہ و نیم نواب سالار جنگ

منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنت بہادر کی باریابی اور ضروری

کاغذات کا ملاحظہ -

از ساعت نہ و نیم تا دہ و نیم نوشت و خواند انگریزی ہمراہ مسٹر کلارک صاحب

از ساعت دہ و نیم تا دوازدہ صرفخاص کے کاغذات کا ملاحظہ -

بساعت دوازدہ خاصئہ مبارک -

ازساعت دو تا سہ — نوشت وخواند فارسی ہمراہ مرزا نصر اللہ خان دولت یار جنگ بہادر۔

ازساعت سہ تا سہ ونیم — باریابی امرا وغیرہ وعرض معروض معمولی ۔

ازساعت سہ ونیم تا چہار — مطالعہ کتب و ملاحظۂ کاغذات وتجویزات دستخط طلب ۔

یکشنبہ — ازساعت ربع کم ہشت تا ہشت ونیم — نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنت بہادر کی باریابی اور کاغذات سررشتۂ عدالت کا ملاحظہ

ازساعت نہ ونیم تا دہ ونیم نوشت وخواند فارسی ہمراہ مرزا نصر اللہ خان دولت یار جنگ بہادر

ازساعت دہ ونیم تا دوازدہ — صرف خاص کے کاغذات کا ملاحظہ ۔

بساعت دوازدہ — خاصۂ مبارک ۔

ازساعت دو تا سہ — جیب خاص کے کاغذات کا ملاحظہ ۔

ازساعت سہ تا سہ ونیم — باریابی امرا وعرض معروض معمولی ۔

ازساعت سہ ونیم تا چہار — ملاحظۂ کتب و ملاحظۂ کاغذات وتجویزات دستخط طلب ۔

دوشنبہ — کاغذات سررشتۂ مالگذاری وغیرہ بعدہٗ مطابق یکشنبہ

سہ شنبہ — کاغذات سررشتۂ متفرقات بعدہٗ مطابق یکشنبہ۔

چہارشنبہ	کاغذات سررشتہ فوج بعدہٗ مطابق شنبہ۔
پنجشنبہ	کونسل ور نوشت و خواند انگریزی موقوف بعدہٗ مطابق شنبہ
جمعہ	تعطیل۔

ف دوشنبہ کو ساڑھے چار بجے دربار راحت محل مین ہوا کریگا جسمین
امرا اور دیگر سلام والے حاضر رہینگے اور جسکو عرض معروض یا درخواست کرنیکا
ہوگا کیا کرینگے مگر جس شخص کو لکہی ہوی درخواست یا عرضی گذراننا ہوگا
وہ دونون اڈیکانگ کے ہاتہہ سے گذرانا کرینگے اور
بعدہٗ جیسا مناسب سمجہا جائیگا بعد مشورہ کرلے
حضور پرنور کے اور نواب عماد السلطنتہ بہادر کے
کیا جائیگا۔ اور عرض بیگی کے ہاتہہ مین تمام دیوڑہی کا بندوبست رہیگا۔
امرا جو آوینگے وہ مثمن محل کے اندر کے بڑے دالانمین بیٹہا کرینگے
اور مصاحبین اور دوسرے لوگ محل مین بٹہائی جائینگے
اور دوسرے جو سلام والے ہین وہ باغ مین حاضر رہا کرینگے۔ اور

جسوقت حضور پرنور ہواخوری کے واسطے تشریف فرما ہون تو اُسوقت یا ہواخوری کی واپس تشریف فرما ہوتے وقت سلام کیا کرینگے ـ

ف ۲ افسر جنگ بہادر و محبوب یار جنگ بہادر مثل سابق کے اے ڈی کانگ رہینگے اور ایک ایک ہر روز اپنی نشست سے دیوڑہی مبارک مین تمام دن اور رات حاضر رہا کرینگے ـ اور جو عرض و معروض جسکسیکو کرنی منظور ہو مثلاً جو مدار یا ہرکارہ یا خدمتگار دربان سے اُنہین کے ذریعہ سے شرف صدور پائیگا ـ اور جو حکم پیشگاہ قدس سے صادر ہو اُنکے ذریعہ سے شرف صدور پائیگا ـ اور اُنکے کہنے کے موافق عمل کیا جائیگا ـ گویا یہ دونون مثل اے ڈی کانگ رہینگے ـ

ف ۳ اور جس روز کسی ورت یا کسی سبب نوشت و خواند انگریزی یا فارسی منظور نہو گا تو اس کے ایک روز قبل مسٹر نسن صاحب اور مرزا نصر اللہ خان عادل یار جنگ بہادر کو اطلاع دیجائیگی کہ یک روز یا دو روز کیواسطے آپ حاضر نہوون ـ

ف ۴ ڈاکٹر مرزا علی صاحب و ڈاکٹر وزیر علی صاحب بہی مثل اے ڈی کانگ کے ہر روز و شب حاضر رہا کرینگے

ف ۵ ہر روز صبح شام ہواخوری کریگی مگر دوشنبہ کے صبح کو بندوق بازی اور سہ شنبہ کی صبح کو نیزہ بازی ہوا کریگی ـ

۲۸ شہر رجب المرجب سنہ ۱۳۰۱ ہجری

[illegible signatures]

اسمائی مصاحبین حال

بعد حضور پرنور مد ظلہ العالی کے تخت نشینی کے مفصلہ ذیل حضرات داخل زمرۂ ملازمان سرکار ہوئے
طفیل علیبیگ خان بہادر۔ داور مرزا خان بہادر۔ مرزا اسمٰعیل علی خان بہادر۔ جان نثار
خان بہادر۔

(طفیل علیبیگ خان المخاطب نادر جنگ بہادر)

یہ صاحب نوجوان شکار دوست فارسی دان صاحب اخلاق حمیدہ ہیں آشنا پرست مروت
پسند ہیں بیکار رہنا انکی عادت نہیں اقوال و افعال میں محتاط ہیں یہ صاحب اول اتالیق علیخان بہادر
کے ایڈیکانگ تھے اور اونکے انتقال کے بعد بتاریخ ۱۷ رجب ۱۳۰۶ ہجری شرف آستان بوسی حضرت
بندگانعالی دام شوکتہ سے فخر حاصل کیا اور بعد چندے ایڈیکانگ ہوئے اور نادر جنگ بہادر کے
خطاب سے سالگرہ مبارک کے دربار ۱۳۰۸ھ میں سرفرازی پائے۔ فیلخانہ شترخانہ۔ بندیخانہ سرکار کے بھی مہتمم
بھی معزز ہیں۔ داور مرزا صاحب۔ داور الملک بہادر۔ آپ علاوہ فارسی کے استعداد عملیات میں بہت زیادہ دستگاہ
رکھتے ہیں اب جو حضرت کے مورد الطاف و نوازشات ہیں حق بجانب ہے کیونکہ آپکے مزاج میں چند ایسے اوصاف ہیں
جو دوسروں میں کمیاب ہیں آپ راستباز اپنے مالک کے سچے خیرخواہ ہیں کوئی انکے زبان سے ایسی نہیں نکلتی ہے جسمیں کچھ بھی
صلاح خیر نہو مذہبی خیالات بہت اچھے ہیں درجۂ اعتدال پر ہیں اعتراض ذاتی پر بہت کم خیال ہے تمامتر اپنا
تعلق مالک کی خوشنودی سے رکھتے ہیں۔ نمایش طبیعت میں بالکل نہیں ہے میں نے سنا ہے
کہ زمانہ ماضیہ میں ایک بزرگ تھے جنکو خدا نے دولت باطنی کے سوائے دولت دنیوی بھی
بہت کچھ دی تھی یہانتک کہ آپکے گھوڑونکے میخیں سونے کی تھیں۔ ایک شخص بغرض فیضیاب
کمال باطنی بہت فاصلہ دراز سے آپکے درگاہ پر حاضر ہوا مگر جب یہاں پہونچا اور یہ

کیفیت دیکھی تو اوس کے اعتقاد مین کسیقدر تزلزل پیدا ہوا اور اوسنے بغیر

اس کے کہ کسی پر کچھ اپنا منشا ظاہر کرے۔

واپسی کا ارادہ کیا مگر معًا اون بزرگ نے اوسکو اپنے مواجہ مین طلب کیا اور بلا استفسار

باآواز بلند کہا (بابا منغ زرین بگل زدہ ام نہ بدل) یہ نقل سنی ہوی تھی مگر مین

یہ صفت واور مرزا صاحب مین پاتا ہون۔ چنانچہ اپنی حسن نیت اور خیر خواہی کی وجہ سے

واور جنگ اور الدولہ واور الملک بہادر کے خطاب سے معزز و سربلند ہوے ہین۔ چونکہ مین نے

آپ کی لیاقت علمی کی منجملہ ایک عملیات کا بھی ذکر کیا ہے آجکل کے اہل مذاق نکتہ چین

طبیعتین ضرور گھبرا ہی کرینگے کہ عملیات کوئی چیز نہین ہے اسلئے مین اپنی

ناقص رائے اس علم کے نسبت ظاہر کرنی مناسب سمجھتا ہون عملیات کی اصلیت تو

مسلم ہے اور اسمین انسان اپنی حواس باطنی سے بالکل کام لیتا ہے اسلئے اوس کا

عمل باطنی طور پر ہوتا ہے۔ عملیات دو قسم کی ہین ایک تو وہ ہی کہ جسکا نام اوراد و وظیفہ وغیرہ ہے

اوسمین اسماء الہی کی تاثیر سے کام لیا جاتا ہے ہتا تو ہم کو یہہ ماننا ہے

پڑھتا ہے کہ اسماء الہی مین بہت زیادہ اثر ہے۔

چنانچہ فتوحات شام مین واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

کہ شاہ انطاکیہ ہرقل نام کی سر مین بہت زیادہ درد پیدا ہوا

مگر کوئی علاج اوسکے لئے مفید نہوا اگرچہ یہہ بادشاہ جلیل نصرانی

مذہب رکھتا تہا مگر نہایت عقیل تہا اور وہ بباطن نبوت محمدی صلعم

کا قائل تہا اسلئے حقیقۃً حضرت عمرؓ کے پاس اپنے درد کا احوال کہلا بہیجا
آپ نے ایک ٹوپی اوسکو بہیجدی جب اوسکو سر پر رکہتا تہا درد کم ہو جاتا
تہا اتفاقاً اوسنے اوس ٹوپی کو کہولکر دیکہا تو اوسمین یہہ آیت لکہی ہوئی
تہی (لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ) چنانچہ یہہ ٹوپی خاندان عمودیہ مین
تحفتاً چلے آئی ایک دفعہ معتصم باللہ خلیفہ ہارون رشید کے
بیٹے کے سر مین درد تہا چونکہ معتصم باللہ اوس عہد کا خلیفہ تہا اسلئے
عمودیہ کے بادشاہ نے وہ ٹوپی بہجوائی جسدم ٹوپی کو سر پر رکہا فوراً
درد سر کم ہو گیا۔ اوسنے بہی اوسکو کہولکر دیکہا تو اوسمین وہی پرچہ حضرت
عمر کے ہاتہہ کا لکہا ہوا تہا۔

اگرچہ تاریخ اسلام مین بہت سی ایسے کیفیتین موجود ہین۔
اب رہا یہہ سوال کہ اسمین کیون اثر کم ہو گیا تو اوسکے اسباب وہی
ہین جو اہل اسلام کے زوال کے ہین جسکو آجکل کا زمانہ خوب جانتا ہے
کہ وہ کیا کیا ہین تعویذات بہی اسی قبیل سے ہین اسلئے کہ تعویذات کے
نقوش اعداد پر موقوف ہین اور اعداد اکثر اسماء الٰہی اور آیات
قرآنی سے استنباط کئے گئے ہین اور اون اسما کو بوجہہ اخفاء اسرار اسماء
الٰہی کے صورت اعدادی مین لکہا ہے مکلمین فن عملیات پر اسکے
حقیقت پوری طور پر منبر ہن ہے مگر عوام اسکی رموز سے بے بہرہ ہین

اہل اسلام کے اواخر زمانہ مین جبکہ مسلمانون کے اعتقادات ضعیف ہوچکے تہے اور کسیقدر وہ اخوت و یگانگی کم ہوگئی تہی - تو اوسوقت کے علمای عصر نے یہہ وضع اختیار کی تاکہ اوس اسم سی ہر شخص واقف نہوسکے اور اپنی عظمت قایم رہے -

دوسری قسم وہ ہے جو انسان اپنے چند اندرونی مختلف روحی قوتون پر اسقدر حاوی ہوجاتا ہے کہ اونکے باہم ملانے سی ایک نیا نتیجہ نکال لیتا ہے اور اپنی قوت کے اثر کو دوسرے پر منتقل کر کے نفع یا نقصان پہونچا سکتا ہے جسکو عموماً سحر عمل ٹونا ٹوٹکا شعبدہ کہتے ہین -

اگرچہ آجکل مسکے حکما بہی اس قوت سے کام لیتے ہین مگر چونکہ اونکو سطح خیال کم ہے اسلئے وہ اسکے حاصل نے کے لئے علمی اصول کی پابندی کرلے ہین جسکی برکت سے وہ بہت مفید مفید ایجاداتکے موجد کہلاتے ہین -

اسی لئے ہمارے مذہب نے اوسکو حرام کر دیا ہے اوس سے صرف موجد شریعت کا یہی عندیہ تہا کہ وہ بلحاظ حرام ہونے کے اسطرف رجوع نہون گے تو لامحالہ یہہ قوت اصول علمی سے بہت زیادہ مفید کامون کے باعث ہوگی -

اور اِس عملیات کے شق دوم یعنی سحر کے تو اہل انگلستان بہی قائل تھے
قریب عرصہ سے عمر پہلے ملاحظہ کیجئے تاریخ انگلینڈ متعلقہ عہد (ملکہ مَیری) علمی
مذاق کے لئے مین نے ایک خارج از بحث تقریر چھیڑ کر سمع خراشی کی
ہے ناظرین معاف کرین ۔

(مرزا اسمعیل خان بہادر)

المخاطب اسد یار جنگ بہادر آپ داور مرزا صاحب کے فرزند ہین نہایت
خلیق کم سخن متین مدبر آپ بہی پانسو روپیہ ماہوار کے ساتھہ خدمت
ایڈیکانگی سے سرفراز ہین ۔

(جان نثار خان بہادر)

بہادر موصوف قوم عرب سے نہایت شجیع اور فوج میسرم کے کپتان
ہین ہمیشہ حاضر رہتے ہین بکمال وفاداری کی وجہہ سے جان نثار خان
کے خطاب سے سرفرازی پائی ۔

(کیفیت حکیم محمد عبد العزیز خانصاحب)

چونکہ قدیم سے دیوڑہی مبارک مین یونانی علاج اور دواخانہ اور مصری
حکیمون کا علاج بروقت ضرورت ہوا کرتا تہا اسلئے یہہ حکیم صاحب
چہوٹی بیگم صاحب قبلہ کے سفارش سے جسوقت کہ سواری مبارک
سیف آباد مین سنہ ۱۳۰۲ھ مین رونق افروز تہی اوسوقت حاضر دیوڑہی

مبارک ہوئی سال بھر بطور امیدوار شب و روز حاضر ڈیوڑھی مبارک
رہے اور محلات مبارک کا علاج کرتے رہے بعد قریب سوا دو سال کے
چھ سو روپیہ ماہوار سے نوکر ہو گئے اور بقایا تنخواہ بھی سرکار سے عنایت
ہوئی - یہہ حکیم صاحب یونانی طریق سے علاج کرتے ہین - اور بعض
نسخہ عطائی مصری اور ڈاکٹری کا بھی استعمال کیا کرتے ہین جو اس سے
کامیابی حاصل ہوتی ہے -

فصل چہارم

اسکے کئی قلم ہین

قلم اوّل

ضمیمہ باب سوم (۲۹۶) کا بیان لکہا جاتا ہے کہ تا سلسلہ تحریر برابر رہے
واضح ہو کہ افضل گنج سے جدا ہونے کے پیشتر حکیم محمد اشرف صاحب نے
جو ابتدائی مدرسہ طبابت کے تعلیم یافتہ تہے اونہون نے اولاً علاج
ڈاکٹری کو حیدرآباد مین رواج دیا اونکی کوشش اور عمدگی علاج سے ڈاکٹری
علاج کا خوف جو یہان کے لوگون کے دلمین متمکن تھا جاتا رہا حکیم محمد اشرف
صاحب معہ دوسرے اطبای حضوری یعنے حکیم مسیح دورا خانصاحب
باقر علیخان صاحب فیض اللہ خانصاحب اور غلام دستگیر صاحب شریک
معالجہ اور باریاب بارگاہ سرکار عالی رہتے تھے یکایک حکیم صاحب
موصوف بقضای الٰہی بمرض الخناق بکثوری السن یعنے مرجع الفواد ۱۲۰۳ شہر

رمضان ۱۲۹۵ھ مین پچپن برس کے سن مین فوت ہوئے جس سے ایک زمانہ کو سخت افسوس ہوا۔

اوسوقت مین نے ڈاکٹر وند وصاحب کو جو ریذیڈنسی سرجن تہے یاد دلایا کہ آپنے میری درخواست پر یہہ وعدہ فرمایا تہا کہ اطبائی حضوری مین ضرور تمہارا نام شریک کرونگا اب وہ وقت آیا ہے آپ میرے واسطے سفارش کیجئے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے وعدہ کے موافق ایک رقعہ نواب سالارجنگ بہادر کی خدمت مین باین مضمون تحریر کیا کہ حکیم محمد وزیر علی کو شریک زمرۂ اطبائی حضور پرنور مدظلہ العالی بجائے حکیم محمد اشرف صاحب مرحوم کے کیا جاوے اوس رقعہ کے جواب مین نواب صاحب نے تحریر کیا کہ اس حکیم کی جائداد امیر کبیر بہادر کے علاقہ سے متعلق ہے دیوانی علاقہ کی نہین ورنہ مین بہت خوشی سے آپکی سفارش قبول کرتا۔

مجہکو ڈاکٹر صاحب نے اس جواب سے مطلع کیا۔

دوم۔ (دار الشفائی افضل گنج جائزہ دینے کی کیفیت)

بتاریخ غرہ فروردی ماہ الٰہی ۱۲۸۸ فصلے مطابق ۷ اشہر صفر ۱۲۹۶ھ مینے خدمت دار الشفاء کا جائزہ دیا اوس روز دار الشفاء کے تمام عملہ کو اونکی کارگذاری کے صلہ مین مرزا علی صاحب کے روبرو وبنارسی

اور دستی رومال اور دستار وغیرہ حسب حیثیت ہر ایک کو تقسیم کی
اور ان لوگون کے متعلق ایک رپورٹ مینے پڑہی جسمین اہل عملہ
کی ساری کیفیت مندرج تہی یعنے جو شخص کہ لایق تہا اوسکی تعریف
اور جو کہ بدچلن تہا اوسکی کیفیت پوری پوری لکھکر مینے اپنے جانشین
کے حوالہ کردے اور مین اپنے ذاتی مکانمین جا کر اوترا بعد ازان
اکثر لوگون نے میری ذاتی غلطیون کے دریافت مین کوشش کی
جو اکثر حسد کی علامت ہے اسلئے کہ دشمن غلطیان ہی فاش کرنیکے
تجسس مین رہتا ہے اور دوست چاہتا ہے کہ جہانتک ہوسکے
عیب پوشی مین اہتمام کرے اور آیندہ کیلئے اصلاح کرے بہرحال
مخالف کو اس خفیہ تلاش مین کامیابی ہوئی اور ضابطہ کی بہی کوئی غلطی
فاش ہو گیا ملنی طور ریہی تلاش سے نہ ملی۔ آخرش میرے جانشین نے
میرے وقت کے اکثر اون انتظامات کو جو اس سے تہوڑی روز
پہلے اکثر اعلی درجہ کے یوروپین ڈاکٹر صاحب ورزیڈنٹ صاحب
ولارڈ صاحب وغیرہ پسند کر چکے تھے اور جسکا ذکر تجربات مطب
وزیری مولفہ نیاز مند مین تصریح موجود ہے بدلنا شروع کردیا ہے
کیفیت سکونت وبنائی مکان ذاتی۔ جبکہ ابتدا مین دار الشفاء فضل گنج
پر مہتمم مقرر ہوا مین اپنے والد کے خاص ذاتی مکانمین جو عقب مسجد

انکےصاحب کے ہے معہ دیگر عزیز و اقارب رہا کرتا تہا اور ہر روز وہین سے

دارالشفا کو آیا جایا کرتا تھا چونکہ میرے رہنے کی ضرورت رات دن دارالشفا

مین زیادہ پڑتی تھی اسلیئے سرکار نے ایک مکان خاص رہنے کے واسطے

دارالشفا کے اندر کہ جو ہوس سرجن کے لیئے ضرور ہوتا ہے بنوا دیا

پھر مین اوسمین قیام پذیر رہا اوسوقت تک میرا کوئی خاص ذاتی مکان

نہین تہا اور نہ کچھہ مجھے اوسکی فکر تہی اتفاقاً ایک روز یہہ خیال گذرا

کہ اپنا خاص مکان نہین ہے اگر کوئی مکان بنایا جائے تو مناسب ہے

اوسوقت فیلخانہ مین کچھہ زمین عبدالباسط صاحب کے خریدی ہوئی تہی

لیکر میر ملکیات اور مکان بنانا شروع کیا اوس مکان کا تعمیر کرنا اپنے

اسمین رہنے کے خیال سے نہین تھا میرے واسطے تو دارالشفا کا ہی مکان

کافی تھا اور میرا وہان خاص رہنا ہی ضرور تہا صرف اپنی ذاتی چیز کی

عمدگی سمجھہ کر بنوا لیا اوسکی تعمیر کے لئے یہہ اہتمام کیا کہ اپنی تنخواہ سے

دو سو روپیہ مہینا اور سوای اوسکے جسقدر روپیا کہ مجھکو اپنے فن حکمت

کے ذریعہ سے جایز طور پر ملتا تہا وہ اوس مکان کی تعمیر مین صرف

کرتا رہا ایک مدت مین کسیقدر ایک مکان اور سات قطعات ملکیات

تیار ہو گئین۔

سوائے دوسرے ملکیاتکے زمین جو اوس مکان کے پیچھے پڑی ہوئی

تھی وہ بھی خرید کر کے ایک مکان اور ملگیات اوسمیں بنائین۔
الغرض جبکہ دارالشفا افضل گنج سے میرا تبادلہ نظارت پہ ہوا اور مین
نے سرکاری مکان خالی کر دیا فیلخانہ کے مکانمین معہ اپنے عیال
واطفال کے بخوشی تمام جاکر فروکش ہوا مجھکو اپنے حوایج ضروری کیلئے
یہہ مکان کافی تہا۔
تبادلہ کے وقت دو چیزون کی خوشی حاصل ہوئی جسمین ایک یہہ مکان
تہا کہ مین نے کسقدر بیدلی سے بنوایا تہا اور مجھکو اوس سے اوسوقت
آسایش ملی سچ تو یہہ کہ اچہا کام خواہ نظر و نمین ابتداً خفیف اور
سبک ہی معلوم ہو مگر کبھی نہ کبھی وہ کام عمدہ نتیجہ دے جاتا ہے ایک
معمولی بات کے ذکر کرنے سے میرا مقصد یہہ ہے کہ ہر شخص کو
معلوم ہے خواہ وہ شخص دینی فواید کی غرض سے خواہ دنیوی مقاصد
کے باعث ہر ایک کام مسطور کا نتیجہ سوچ رکہے کہ اپنی حالت موجودہ
بدل جائے پر وہ کام اوسکو آیندہ کوئی نفع دے سکے (بقول)

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

دوسری خوشی یہہ تھی کہ مین اوسوقت کسی کا قرضدار نہ تہا۔
قرض جسقدر خراب چیز ہے سب پر ظاہر ہے۔

سیوم قلم۔ (نظارت کا جایزہ لینے کی کیفیت)

الغرض حسب الحکم سرکار نظارت دواخانجات اور دواخانہ کوتوالی کا چارج مرزا علیصاحب سے لیا اور دواخانہ کی تنقیح کی۔
اکثر چھوٹے بڑے بہت سی ایسے غلطیان ظاہر ہوئین کہ جنکی تصریح سے اگر مین ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دیتا تو مرزا علی صاحب کے لئے بہت مضر ہوتا بھر حال مین چپ ہوگیا اور اوسکی اصلاح کرنا شروع کیا اتفاقاً انہین دو چار روز مین ڈاکٹر صاحب ایک روز دواخانہ کوتوالی کے طرف چلے آئے دواخانہ کی حالت دیکھکر بہت ناخوش ہوئے اور مجھسے تفصیلی رپورٹ طلب کئے جسمین بار اور داسم واری مین کچھ غلطی تھی اور ادویہ کثیر جو خراب خستہ از کار رفتہ ہو گئے تھے اور بیمارون کے نام سے بھر بااظہار کمال ضرورت ادویات منگوا کر ایک حجرہ مین ڈال رکھے تھے اوسکے نسبت مین نے سنا کہ ڈاکٹر صاحب نے مرزا علیصاحب سے پوچھا کہ آپ یہ اسقدر دوائیں کیلئے منگوایا کرتے تھے اور صدہا بیمارون کی فہرستین تیار کرکے کیون بھیجا کرتے تھے جب مرزا علیصاحب نے اس بات سے انکار کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ شاید حکیم محمد وزیر علی نے تمہارے بدنامی کے واسطے ادویات بذات خود خرید کر کے رکھے ہون گے جسکو مین نے بچشم خود دیکھا ہے حاصل کلام مین نے اپنے کام کا جائزہ جس روز سے لیا اوس روز سے برابر جملہ حکماء تعلقا کی فہرست اور

بیماروں اور اخراجات صادر و تختہ جات اور کیفیات جو ہر ماہ میں ناظر کی دستخط کے واسطے آتے تھے بعد تنقیح کے دستخط کرکے بھیجا بیماروں اور قیدیوں وغیرہ کے کھانے پینے کا بندوبست اچھی طرح کیا اور اپنے ادای خدمت میں سرگرم رہا۔

بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے نواب صاحب کو میرے وعدہ کے موافق لکھا کہ حکیم محمد وزیر علی کا اضافہ آیندہ سے سات سو روپیہ فرمایا جاوے اور حضور کے اطبا میں اسکا نام داخل ہو جسکی نقل بجنس مندرج ہے۔

نقل رقعہ معہ ترجمہ انگریزی مورخہ ۱۶ فبروری ۱۸۷۹ء عیسوی موسومہ جناب نواب مدار المہام سرکار عالی۔

نواب صاحب مخدوم بندہ

تجویز تبدیلی حکیم مرزا علی کہ آپ کی منظوری سے پہونچی اور اسکی کارروائی ختم ہوئی اسلئے میں چاہتا ہوں کہ کیفیت کارگذاری حکیم وزیر علی کی جو اس سرکار میں سالہای ماضیہ میں کئے ہیں واسطے غور فرمائی کے آپسے عرض کروں۔ جسکے صلہ میں آپ حکیم موصوف کو حکماء مستعینہ حضور پر نور کے زمرہ میں شریک فرماکر ماہوار انکی مساوی ماہوار حکیم مرزا علی صاحب فرمائیں اور میری رائے میں بیشک اس خدمت کے مستحق ہیں جو اس سے زیادہ عہدہ انکا ہوگا،

اس خدمت کے صلہ مین انجام دینے سے اس خدمت کے کام مین پیشتر
سے اس تجویز کی خواہش رکہتا ہون کہ ہر روز ایک حکیم ایک کے بعد
دوسرا حضور کے ڈیوڑہی مبارک پر حاضر رہے ایک سے زاید حکیم
ہو تو حاضر باشی مین چندان تکلف نہوگی اس موقعہ پر یہہ بہی اطلاع دیتا
ہون کہ حکیم مرزا علی کو حسب منظوری آپکے سات سو روپیہ ماہوار پہونچتی
ہے فقط

[illegible]

الغرض ڈاکٹر ونڈو صاحب نے مجہکو دورہ پر جانے کیلئے تقاضا شروع
کیا مین نے کہا اول تو اطبا کا دستور العمل اور قواعد بنانا چاہیئے ۔
دوم خدمت نظارت کا دستور العمل مرتب کرنا ضرور ہے ۔
بعد اسکے اگر آپ مجہے دورے پر جانے کیلئے فرمائین تو بجا ہے
ورنہ میرا دورہ کرنا بالکل لاحاصل ہوگا جس غایت سے آپ مجہے
دورے پر روانہ فرماتے ہین وہ بات حاصل نہین ہوگی کیونکہ مجہے
اول سے معلوم تہا کہ ناظر اول کا فقط یہی کام ہے کہ وہ ایک برس
مین دو بار چہہ ۶ مہینے تک دورہ کرکے اور تکلیف اوٹہا کے بغیر کسی
فائدہ رسانی کے واپس چلے آتے تہے اور تعلقات کے دواخانجات
کی کچہہ کیفیت وغیرہ بہی کبہی لکہہ لاتے اور کبہی فقط بالا دست کو راضی

رکہنے کے لئے کچہہ حالات زبانی بیان کر دیا کرتے حسب دلخواہ جو کچہہ منظور ہوا اطبا سے تدارک کرتے تھے سالہا سال سے نظارت کا کام اسیطرح چلتا رہا اور ناظر کو کسیطرحکا اقتدار اور وقعت وشان حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ اسلئے مین نے ڈاکٹر ونڈو صاحب سے قبل لکہنے دستور العمل نظارت کے یہہ عرض کی کہ اوّل انتظام مدرسہ دوم دستور العمل اطبا و اضلاع وغیرہ جو بنیاد انتظام ہے تیار کرنا چاہئے ڈاکٹر صاحب نے مجہکو ان دونون دستور العمل کے تحریر کرنے کیلئے اجازت دئے مین نے انکی اجازت سے دستور العمل اطباء مدرسہ اور دستور العمل نظارت لکہکر منظور کرایا دستور العمل آجتک کسی نے نہین لکہا تہا ڈاکٹر صاحب اوسکو دیکہکر نہایت خوش ہوئے اور کہا کہ تمکو فقط اسیواسطے افضل گنج سے تبدل کرکے یہان مقرر کیا ہے تاکہ انتظام اچہا اور درست ہوجائے اور ایک برس کے بعد سب کام تمہارے اقتدار اور اختیار مین دے دیئے جاوینگے چہارم قلم۔ دستور العمل مدرسین و اطباء ممالک محروسہ سرکار عالی کہ جو ماموری نظارت کے وقت لکہا گیا ہے باب سیوم کے صفحہ (۴۰) مین مطبوع ہے ملاحظہ ہو۔

الغرض نظارت دواخانجات ممالک محروسہ سرکار اور دواخانہ مجلس وغیرہ

کا جائزہ (۱۸) صفر ۱۲۹۶ھ کو لیا اور اپنے عہدہ نظارت کی خدمت کو
جہانتک مجہسے ممکن تہا دلدہی کے ساتھہ ادا کرتا رہا مگر مین صرف اپنے
فرض منصبی کے لحاظ سے بہت کوشش کرتا رہا مگر بالخصوص مجہکو
اوس خدمت سے دلچسپی نہین تہی اور مجہکو یہہ توقع کامل ہو چکی تھی کہ
مین بہی آقاء ولی نعمت کے در دولت پر حاضر رہنے کا شرف خدا نے
چاہا تو ضرور حاصل کرونگا۔
اور مین صرف ناظر دوا خانجات ممالک محروسہ سرکار اور دوا خانہ کوتوالی
بلدہ و محبس وغیرہ کے عہدہ پر (۳) مہینے (۱۳) دن مامور رہا اور
جو کچہہ کہ نظارت کے زمانہ مطب مین دو چار سو بیمار اور زخمی وغیرہ
داخل ہوئے بسبب قلت ایام و تعداد مریضان کی فہرست اونکی یہان پر
نہین لکہی گئی۔

(فصل پنجم)

حصۂ اول — کیفیت ابتدائی

شرف آستان بوسی اور تفویض خدمت دوا خانہ خاص حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی
الحمد للہ والمنہ کہ مجہہ ہیچمدان کو اعلحضرت خداوند نعمت کے دربار مین
حاضر ہونیکا فخر غرہ جمادی الثانی ۱۲۹۶ھ کو حاصل ہوا جسکی مدت ابتک
یعنی ۱۳۰۸ھ تک بارہ ۱۲ سال ساتہہ مہینے ہوتے ہین۔

چونکہ اسوقت تک میرا زمانہ خدا کے عنایت اور خداوند نعمت کی نظر شفقت و مرحمت سے نہایت نیکنامی و عزت سے گذرا - اسلئے مین چاہتا ہون جیسا کہ اس دشوار گذار مہم کے رہ روان کا قاعدہ ہے مین بھی اپنے ان ایام کے کسیقدر واقعات قلمبند کرکے پبلک کے سامنے پیش کرون اول تو میرے بعد یہی واقعات میرے لیئے قابل قدر یادگار ہون گے دوسرے آنے والے نسلین اس سے باقاعدہ بے استاد سبق حاصل کرسکین گے اون کے دل و دماغ آقای نامدار کی خدمت و اطاعت کی وقفیت سے مملو ہونگے اون کے قلم اس سے فائدہ حاصل کرین گے بعد کو خود بھی مفید باتین تحریر کرسکین گے اور یقیناً کرینگے کہ جو اپنے مالک کے خیر خواہی اور اطاعت کریگا اوسکا قلم یادگار قایم کرنے کی خواہش کریگا - اسمین مفصلہ ذیل مضمون ہون گے۔

(حاصل الکلام)

جناب غلام دستگیر صاحب مہتمم انگریزی دواخانہ خاص حضور مدظلہ العالی نے اتفاقاً اوسی زمانہ مین کسی وجہہ خاص سے اپنی خدمت سے علیحدگی اختیار کیئے - اوسوقت ڈاکٹر صاحب نے اپنے وعدہ کے موافق میری تقرر کے لیئے عالیجناب نواب صاحب سے

بالمشافہ گفتگو کرین گے بعد ایک رقعہ بتاریخ بستم ماہ مئی ۱۸۹۶ء کو لکھا جسکی نقل معہ ترجمہ جنبسہ ملاحظہ مین لائی جاتی ہے۔

نقل

ترجمہ چٹھی

(نوابصاحب کرم گستر)

بعد نظر گفتگوی بالمشافہ دیروزہ در دیوڑھی حضور پر نور وہم بلحاظ فقرۂ اخیر مندرجہ عنایت نامہ مخدوم مورخہ بست وہفتم ماہ فروری سنہ الیہ سنجویشی تمام برائے تقرر حکیم محمد وزیر علی بر جائداد حکیم غلام دستگیر صاحب سفارش مینمایم وبصورت منظور شدن تقرر ایشان بر جائداد مذکورہ ضرور خواہد شد کہ احدی را از حکیمان سرکاری برای تقرر بخدمت حکیم محمد وزیر علی بران مامور اند منتخب وتجویز کردہ شود وبرای آنخدمت در رائی من حکیم سید عمر مامور شفاخانہ سیدر کہ ملازم قدیم سرکار ومرد ہوشیار کار ہستند وتا حال جملہ کارہائے مفوضہ خود بخیلی درستی واطمینان خاطر بالادستان بجا آوردہ اند مناسب می نمایند زیادہ کرم باد فقط

[illegible]

جناب مدار المہام مرحوم نے امیر کبیر نواب وقار الامرا بہادر سے میرے معاملہ مین جو کچھہ فرمایا' خود نے بہی اوسکو مناسب تصور فرمایا

پھر ڈاکٹر صاحب نے ریزیڈنٹ صاحبکو اطلاع کئے کہ حکیم محمود زبیر علی قدیم تجربہ کار ہیں اور ایک زمانہ سے افضل گنج کے دواخانہ کی بھی خدمت کو بخوبی انجام دیا ہے ایسے ایک حکیم کا رسنا پیشگاہ حضور پر نور میں ضرور ہے اس بات کو ریزیڈنٹ صاحب نے بھی پسند فرمایا گویا اسوقت تک میرے تقرر کے لئے ڈاکٹر وند و صاحب و ریزیڈنٹ صاحب اور نواب مدار المہام سرکار عالی اور لایق سرتک مدار المہام کی رضامندی تو حاصل ہو ہی گئی تھی مگر صرف حضور پرنور سے منظوری لینا باقی تھا کلارک صاحب نے حضور پر نور سے اس امر کی منظوری کیواسطے عرض کیا بعد حصول اجازت عالی ایک رقعہ ڈاکٹر وند و صاحب کو میری طلبی کا بدین مضمون لکھا کہ آپ حکیم محمود زبیر علی صاحبکو روانہ کر دیجئے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بذریعہ اپنے رقعہ کے نوابصاحب کے خدمتمیں اور نوابصاحب نے اپنے رقعہ کے ذریعہ سے نواب تہنیت یاور الدولہ بہادر کے خدمت میں مجھے بھیجدیا چنانچہ نقل رقعہ جناب نواب نوابصاحب مرقوم ذیل ہے۔

(نقل رقعہ بنام تہنیت یاور الدولہ بہادر)

بجانی حکیم غلام دستگیر ڈاکٹر صاحب حکیم محمد زبیر علی را تجویز کردہ اند بہ ساعت حکیم مذکور بدیوڑھی حاضر خواہد ماند آن مہربان عرض کنانند

کہ تا نامبردہ ازگذرانیدن نذریہ مشرف شوند وبعد ازان حکم اجرا شود کہ دواخانہ بہ تحویل ایشان دادہ شود زیادہ مسترت باد فقط سلخ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۶ ہجری -

الغرض مین نے بذریعہ رقعہ دیوان صاحب مرحوم تہنیت یار الدولہ بہادر مغفور حاضر دیوڑہی مبارک ہوکر غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۶ھ کو نذر گذرانی اور خداوندنعمت کے شرف آستان بوسی سے مفتخر ہوا -

حسب الحکم اقدس واعلی دواخانہ انگریزی میرے تفویض کیا گیا اسوقت تک دواخانہ نظارت وغیرہ بہی تا صدور حکم ثانی میرے ہی تفویض رہا اور مین شتے المقدور دونون خدمت نہایت محنت و دیانت سے انجام دیتا رہا ۱۰ شعبان سنہ ۱۲۹۶ کو جب حکیم سید عمر صاحب دواخانہ نظارت کے واسطے مقرر ہوکر آئے اوسوقت دواخانہ نظارت کا جائزہ حکیم مذکور کو دیکر صرف دواخانہ خاص کی انجام دہی کے عزت مجہے حاصل رہی -

ہان میرے مامور ہونے کے بعد غلام دستگیر صاحب کی ماہوار بحال خود اجرا رہی - اور میری ذاتی ماہوار چہ سو روپیہ اور بعد ایکسال کے ایکسو روپیہ اضافہ کے لئے روبکار صدر المہام متفرقات مورخہ

۷ شوال سنہ ۱۲۹۶ھ کو بحوالہ روبکار معتمد متفرقات و خانگی نواب مدار المہام اجرا ہوئی جسکی نقل بجنسہ درج ذیل ہے ۔

(نقل روبکار صدر المہام متفرقات)

حسب الحکم صدر المہام علاقہ متفرقات سرکار عالی بپاسخ روبکار مہتمم دوم مدرسہ طبابت حیدرآباد نشان (۲۹۲) واقع ۵ شعبان سنہ ۱۲۹۶ھ متضمن مخلص لاعلم بودن سررشتہ خود از کیفیت ماہوار وغیرہ حکیم غلام دستگیر و مستدعی بودن ڈاکٹر صاحب درخدمت مدار المہام سرکار عالی درباره منظوری ششصد روپیہ ماہوار محمد وزیر علی و اضافہ یکصد روپیہ بعد یکسال بوصول مثنی روبکار دفتر معتمد سرکار علاقہ متفرقات و خانگی نمبر ۳۴۴ واقع ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۹۶ ہجری قلمی میشود کہ بذریعہ روبکار مذکور از سرکار بدفتر معتمد صرف خاص نگارش رفتہ است کہ ماہوار غلام دستگیر بطوریکہ اجرا ست اجرا باشد و ماہوار حکیم محمد وزیر علی بعداد ششصد روپیہ ماہانہ و اضافہ یکصد روپیہ بعد یکسال حسب سفارش و تجویز ڈاکٹر صاحب از جائداد شود یا بذریعہ خزانہ عامرہ دیوانی اجرا کردہ شود فقط

شرح دستخط حافظ صدر الاسلام خان

معتمد صدر المہام متفرقات

یونانی دواخانہ کا تذکرہ ۔ اور ابتدائی حالت

دواخانہ خاص انگریزی اور اسامی ڈاکٹران نگرانی

حفظ صحت حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی

آقائی ولی نعمت کے دیوڑھی مبارک مین قدیم سے یونانی ہی دواخانہ مقرر تہا اور اوسکی ایسی وقعت و شان دلون مین بڑی ہوئی تہی کہ اس دواخانہ کے مہتمم اکثر معزز و محتشم جاگیردار و منصب دار ہوا کرتے تہے چنانچہ اعلحضرت مغفرت مکان کے عہد مبارک مین اس دواخانہ کے مہتمم حکیم شفائی خانصاحب اور حکیم امجد علی خان حاضر باش تہے مگر آخر عہد مین طبابت انگریزی کے ڈاکٹر محمد اشرف خان ڈاکٹر فیض اللہ خان نادر علی خان بار یاب ہوا کرتے تہے مگر کوئی خاص دواخانہ انگریزی مقرر نہ تہا مغفرت مکان کے افسوسناک انتقال پر ملال کے باعث جو مرض (ار ملیش آف ڈسی ٹس ٹس) عالم و عالمیان کو اوٹہانا پڑا نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند (مارت لواک) نے اس جانگداز سانحہ اور ترکیب سانحہ کی تحقیقات بذریعہ ڈاکٹر وند و صاحب بہادر رزیڈنسی سرجن کرائے یہہ صاحب ۲۶ ستمبر ۱۸۶۹ عیسوی یہان حیدرآباد مین مامور ہوئے تہے حکیم شفائی خان بہادر اوس باموقع تحقیقات کے نتیجہ کے باعث سے عالی خدمت سے علحدہ کئے گئے ۔

اور اونکی جگہہ مسیح الدوران خانصاحب مہتمم دواخانہ یونانی مقرر کیے گیے
اعلیحضرت مدظلہ العالی کے پیشگاہ مین سوائے حکیم مسیح الدوران خان بہادر کے
منجانب نواب عمدۃ الملک امیر کبیر شمس الامرا بہادر ڈاکٹر محمد فیض اللہ
خانصاحب اور منجانب نواب مختار ملک بہادر میر باقر علیخان بہادر
اور حکیم غلام دستگیر صاحب تھے باریاب ہوتی تھے ۔
اور اسی زمانہ مین عالیجناب نواب گورنر جنرل بہادر نے اعلی حضرت
کے صحت کی نگرانی مناسب جانکر اخلاص رزیڈنسی سرجن کے متعلق
کی رزیڈنسی سرجن کو اونکی حسن کوشش اور معقول خیر اندیشی کے
باعث اعلحضرت نے پانسو روپیہ ماہانہ تنخواہ ازراہ قدر افزائی مقرر
فرمایا جو اسوقت جاری ہین اسوقت سے ابتک جو اس خدمت کو
یکی بعد دیگرے انجام دیتا رہا وہ اس عطای سلطانی سے مستفید
ہوتا رہا ڈاکٹر ونڈو صاحب بہادر بعد ڈاکٹر لا صاحب بہادر اونکے
بعد ولبوسنٹ صاحب بہادر اونکے بعد اب لاری صاحب بہادر اس
خدمت کو انجام دے رہے ہین یہہ حضرات زمانہ صحت مین ہفتہ
مین ایک بار باریاب ہوا کئے اور ضرورت وقت روزانہ یا حسب حکم
شرف نفاذ پایا حاضر ہوا کئے اس سے پہلے دواخانہ انگریزی کا
کوئی مستقل انتظام نہ تہا دوا مختلف طور سے خاصہ مین آیا کی

کبھی تو خود ڈاکٹر صاحب نے بھیجدی اور کبھی موجودہ دواخانہ سے لے لی
گئی جو ایک صندوق ڈیوڑھی مبارک مین ہمیشہ رہا کرتا تھا۔
چند دنون کے بعد حکیم غلام دستگیر صاحب نے حسب رای ڈاکٹر
صاحب و نواب مدار المہام سرکار عالی ایک حجرہ بنام دواخانہ اور
ایک ڈیسر کی منظوری لی یہہ حجرہ ماہتاب محل کے مشرق رویہ
بازو پر تجویز ہوا اور اوس حجرہ کا ڈاکٹر صاحب رزیڈنٹ ساندرس
صاحب کو بھی ملاحظہ کرایا گیا بعد پسندیدگی اسمین دواخانہ قایم
ہوا چنانچہ اسمین ابتک قایم ہے ۲۷ مارچ ۱۸۶۷ عیسوی کو وندڈو
صاحب بحصول رخصت ولایت کو گئے انکی جگہہ ڈاکٹر لا صاحب
منصرم مقرر ہوئے اور اپنی خدمت مفوضہ ادا کرتے رہے۔
پھر وندڈو صاحب ۱۸۷۲ عیسوی مین رخصت پر گئے اوسوقت
بھی لا صاحب ہی منصرم تھے اور اسی عرصہ مین دہلی کا سفر
واقع ہوا جسکی کیفیت سفرنامہ مین بتصریح مندرج ہے یہان نظر
طوالت قلم انداز کی گئی۔

حصہ دوم۔ دواخانہ خاص کے جایزہ لینے کی کیفیت۔

جبکہ جایزہ دواخانہ عالیہ مذکورہ کا غلام دستگیر صاحب نے غرہ جمادی الثانی
۱۲۹۶ھ کو مجھسے لیا تو بمفصلہ ذیل اسباب و آلات میرے جایزہ مین آئے

تختۂ فہرست آلات وغیرہ

نام آلات	تعداد	نام آلات	تعداد
کیپاپیٹل انسٹرومنٹ کیس	یک	اسپلنٹ شارٹ	یک سیٹہ
ڈبل کیپاٹی ٹرسلور کیس	یک	اسپلنٹ لانگ	یک سیٹہ
الکٹرک کیاٹال بائنڈنگ بیٹری	یک	انفیوژن پاٹ چینا	۲
میکرس کوپ	یک	ڈیکاکشن پاٹ ایرن	۲
اسٹیتس کوپ	یک		
پاکٹ کیس	یک		
ٹرس سنگل	یک		
ٹرس ڈبل	یک		
اِن پلٹ چینا	یک		
ماشر انڈ پیشل گلاس	یک		
ماشر انڈ پیشل چینا	یک		
ماشر انڈ پیشل براس	یک		
فنل گلاس	یک		

تختۂ فہرست ملازمین سابق عملہ دواخانہ

نام	عہدہ	تنخواہ	کیفیت
غلام احمد صاحب منصبدار	سیاہہ طراز	للعہ ۵ ۱۲ ار	یہہ صاحب حسن یار جنگ بہادر کے فرزند ہین حکیم غلام دستگیر صاحب کے وقت مین یہہ دواخانہ پر سیاہہ مزاج مبارک حضور پرنور مدظلہ العالی کے لکہنے کے واسطے مقرر ہوئے تہے نہایت لایق ہوشیار ہین عربی مین لایق فارسی مین قابل خوشنویس بہی ہین اسا طبیعت ہین مہذب ہین شریف ہین خاندانی ہین نیک رویہ ہین منتظم مزاج بہی ہین خوش اخلاق اپنے فرایض منصبی کو مامن شایستہ نہایت دلدہی و دلچسپی سے ادا کرتے ہین۔
مناسامی	دریسر	۵ عہ	
پیاری صاحب		عہ ۵	
نور محمد شاگرد پیشہ	دو اسامی	سے ۱۴ ار	
محمد سرور	"	معہ	
کہار	دو نفر	فی لے عہ ۵	
ہرکارہ	"	فی مختلف	

سامان متفرق علاقہ دارالشفاء خاص دولتخانہ عالیہ حضور پرنور مدظلہ العالی		
کرسیاں سامان متفرق	تعداد	
کرسیاں	۱۲ عدد	
میز کلاں	ایک عدد	
میز خورد مربع	ایضاً	

منا سوامی بیہ صاحب

قوم ہندو سے ہیں سابق مین خدمت دواسازی پر رزیڈنسی ہاسپٹل
مین مامور رہی جب غلام دستگیر صاحب نے ایک دواساز کی درخواست
کئے تو ڈاکٹر وند و صاحب نے اسکو دیوان صاحب کے خدمتمین
بہیجدیا -
دیوانصاحب نے عسہ ماہوار پر بتاریخ ۷ مئی ۱۸۶۷ عیسوی مین حضوری
دواخانہ پر مامور فرمایا آیندہ اضافہ کی امید دیگئی اوسوقت سے تا تاریخ فوت
یہہ شخص بہی اپنے فرایض منصبی کو برابر ادا کرتا رہا جب یہہ مرگیا تو سرکار نے
بنظر پرورش و مراحم خسروانہ اہل وعیال کے نام عسہ ماہوار کی منظوری
سرفراز فرمائے جب طبابت ڈاکٹری نے اعلحضرت کے خاطر عاطر مین
زیادہ جگہہ کی اور بہ نسبت یونانی کے اسکو پسند فرمایا تو اسکے ترویج اور
کارروائی عام کل دیوڑہی مبارک ہی مین فرمائی گئی اور جب محلات
وغیرہ مین عموماً یہی علاج جاری ہوا تو بنظر کثرت کار اور بخیال سہولیت حکیم
ایک دایہ اور دو دواساز اور زیادہ مقرر فرمائے گئے -
چنانچہ اسوقت مفصلہ ذیل متعلقہ ڈاکٹری عملہ موجود ہے -

کیفیت محمد زین العابدین

میری حاضری کے بعد محمد زین العابدین صاحب جو ہاسپٹل اسسٹنٹ مدرسہ کے تعلیم و سرٹیفکیٹ یافتہ ہین دواخانہ کوتوالی پر مامور تھے انکی لیاقت اور ہوشیاری کی وجہہ سے انکا تبادلہ غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۶ ہجریکو دواخانہ خاص پر بخواہش کرایا گیا انکے یہان آنکے سے دفتری کارروائی شلاً ماہیانہ وسالانہ فہرست بیماران اور دوسرے کام بہ آسانی نکلے۔

کیفیت تقرر حکیم محمد منیر الدین۔

جب حسب الحکم اقدس واعلی حضرت محلات مبارک اور ڈیوڑہی مبارک کے حاضرین کے علاج سے اس دواخانہ کو عزت بخشی گئی تو بہ نسبت سابق کے یہان کا کام زیادہ بڑہگیا تب حضور پرنور مدظلہ العالی نے مشکلات ملاحظہ فرماکر فرط نوازش و مراحم خسروانہ سے حکم فرمایا کہ ایک حکیم محلات کے علاج کے واسطے تم اپنے اطمینان کے لایق منتخب کرکے پیش کرو۔ اسوقت کمترین نے باادب تمام عرض کیا کہ کوئی حکیم سند یافتہ بغیر ڈاکٹر صاحب کی رائے کے نہین مل سکتا حکم ہوا کہ اچھا انکو لکھو = اوسوقت ڈاکٹر صاحب کو ایک چٹھی لکھی گئی جسکی نقل مندرجہ ذیل ہے =

نقل رقعہ موسومہ ڈاکٹر بوسنٹ صاحب

جناب ڈاکٹر صاحب قدر افزای نیازمندان دام عنایتہ ۔

بعد سلام کے معلوم ہو کہ دو تین روز ہوئے جناب حضور پرنور مدظلہ العالی نے مجھسے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک طبیب ہوشیار تم اپنے اطمینان سے پیش کرو اسلئے مین آپکو تکلیف دیتا ہون کہ ایک طبیب نیک رو تجربہ کار بیری امداد کو ایسا دیجئے کہ اوس سے مجکو اطمینان کلی ہو سکے ۔

مرقوم ۱۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۱ روز شنبہ ۔

پھر ڈاکٹر بوسنٹ صاحب نے حکیم محمد منیر الدین صاحب کو بعد حصول لیاقت نامہ جات فضل کنج مین ایکسال رہکر تجربہ اور سند انڈین میڈیکل جاریہ کی حاصل کئے تھے اور تعلقات مین بھی ۱۶ سال تک مہتمم دواخانہ رہچکے تھے اور اول درجہ مین کامیاب تھے اور دو سو روپیہ ماہوار پاتے تھے انکو انتخاب فرماکر رقعہ سفارشی مجھے لکھا جسکو مین نے حضور مین پیش کیا حضور پرنور مدظلہ العالی نے منظور فرمانے کے بعد تعلقات سے طلب کر کر ماہوار سابق پر سو روپیہ اضافہ فرماکر محلات کے علاج کیواسطے مقرر کیا حکیم منیر الدین صاحب نے ۱۵ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۱ روز چہارشنبہ کو پیشگاہ اقدس مین نذر گذرانی بعد گذرنے نذر کے اونکا نام درج سیاہہ ڈیوڑی مبارک کیا گیا

انکا تقرر چیندر وجوہ سے مناسب ہوا قطع نظر اونکے سند یافتہ ہونے اور
ڈاکٹر صاحب کے انتخاب اور میرے ذاتی اطمینان کے حقیقت مین جلیل
منیر الدینصاحب ایک معمر و مہذب اور متقی آدمی ہین انکی تہذیب انکی
متانت تم انکا سن مقتضی اسی کا تہا کہ محلات مبارک کے علاجات کے
لئے زمرۂ اطبا مین منتخب کئے جائین ۔

مس باکٹ

یہہ مس فن دایہ گری مین مدراس کے مدرسہ کی تعلیم یافتہ ہے۔ نظام النسا بیگم
صاحبہ قبلہ کے ولادت باسعادت مین ضرورتا حسب سفارش ڈاکٹر
بوسنٹ صاحب بہادر ویڑہ سو روپیہ ماہوار سے سرفرازی پائی ہے ۔

کیفیت اضافہ عملہ دواخانہ

چند عرصہ کے بعد ایک عرضی واسطے اضافہ عملہ دواخانہ کے بذریعہ کلارک صاحب
دیگئی اوسپر حضور پرنور مدظلہ العالی نے بنظر پرورش سناسوامی کو پچیس روپیہ
ماہوار سابق پچیس پر اضافہ کئے اوسوقت کامل ماہوار سناسامی کی پچاس روپیہ
ہوگئی زین العابدینصاحب پیشتر تیس روپیہ ماہوار پاتے تھے اونکی ماہوار
پر تیس روپیہ اضافہ ہوکر جملہ ساٹھ روپیہ اونکے کئے گئے اور پھر سال
۱۳۰۶ مین زین العابدین صاحب نے پچیس روپیہ اضافہ سے سرفراز
پائے ۔

اور روشن دس روپیہ ماہوار کے تکمیل کے لیئے دواساز ن کو
دو دو روپیہ اضافہ کیا گیا اور سرکار سے دو چپراسی اور جدید دو
دواساز بسبب کثرت کار کے منظور کئے گئے ۔

حصہ سوم دستور العمل دواخانہ خاص

حکیم وزیر علی مہتمم دواخانہ دولتخانہ عالیہ حضور پرنور مدظلہ العالی از طرف
سرکار عالی باختیار کامل مقرر شدہ ذمہ دار ادویات و آلات و بجا آوری
و برطرفی اہل عملہ و انتظام عملہ دواخانہ و تغیر بودہ اند ہر روز بسلام
حاضر بودہ ناظر حالات صحت مزاج مبارک خواہد ماند و اگر حکیم نشست
بسببی حاضر دولتخانہ شوند امور متعلقہ آن روز ہم مہتمم دواخانہ ادا کردن
می تواند ۔

۲ جملہ اطبائے حضوری را ضرور است کہ تدابیریکہ مصلح مزاج و حفظ
صحت حضرت را نافع باشد بارگاہ معلے عرض داشتہ باد اولی آن
پردازند کہ مزاحمت مرض بہ از علاج و باعث نیکنامی اطبا باشد ۔
۳ برضادیق ادویہ ہمراہی سواری مبارک مہر مہتمم دواخانہ ثبت شدہ
بدار الشفا خاص داشتہ شود ۔
۴ ہرگاہ حکیم نشست ادراک کیفیت نبض مبارک نمایند مہتمم دواخانہ
خاص ہم ہمراہ ایشان حاضر باشند کہ تا وقت ضرورت در تیار (؟)

دوا داده نشود و کیفیت آن مفصل در کتب یک دواخانه درج شود —

ش هرگاه ضرورت علاج دشمنان مزاج مبارک معلوم شود اولاً تجویز
نسخه آن در حکیم نشست خواهند نمود دیگر حکماء حاضرین هم باصلاح
ومشاورت متفق الرای حکیم نشست خواهند نمود =

ف وقتیکه دوائی خاصه بجائی خویش یعنی بدواخانه انگریزی بحضور
حکماء حاضرین که کم از سه کس نباشند تیار شود و بران مهر مهتمم دواخانه
ثبت شده از دست حکیم نشست باتفاق مهتمم دواخانه ببارگاه عالی
رسانیده شود زیرا که برای آن در حکیم نشست ذمه دار امور متعلق
طبابت میباشند =

ف هر روز کیفیت مزاج مبارک در کتاب دارالشفاء خاص درج شود
و تجویز نسخه و اصلاح طبی وغیره که بعمل آید بدان دستخط حکماء حاضرین و مجوزین
ثبت شده باشد =

قواعد یا طریقه دواخانه راقم کے ماموری کیوقت

دواخانه کا طریقه

بندگان عالی متعالی کے دوا اور تشخیص عوارض کے لئے یہ قواعد مقرر
تھے کہ اگر خدانخواستہ کبھی مزاج میں کسی قسم کا کسل معلوم ہوتا تو پہلے
طبیب نشست کے دواخانہ کی بہتری کے باعث پہلے ہندی طبیب ہوتا

اور پھر دوسرا حکیم بھی بلایا جاتا باتفاق ارا ے ہر سہ اطبا نسخہ لکھا جاتا
اور یہہ نسخہ اون دواؤن سے بنایا جاتا جو اسی خاص غرض سے
ایک صندوق سر بمہر دواخانہ مین میرے تفویض رہتی تہین معمول تہا
کہ دوا ہمیشہ دو چار خوراک زیادہ بنالی جاتی اور ایک شیشہ مین جو
خاص اسی کام کے لئے رہتا تھا اور او سپر نسخہ اور مقدار خوراک
اور طریقہ استعمال کا پرچہ چسپان رہتا تہا یہہ دوا مہتمم دواخانہ کی
مہر سے گذرانی جاتی تہی یہہ تمام انتظام بہت احتیاط اور سخت
نگرانی سے ادا ہوتے تھے جسکے مفید و تسلی بخش نتایج حضرات
اہل غرب سے مخفی نہین ہین انکی کیفیت انشاء اللہ تعالی صراحت
اور تفصیل سے اینده بیان کرونگا =
یہہ تو معمولی باتین اور معمولی انتظام تہا -
اگر نصیب اعدا مزاج پر زیادہ بار معلوم ہوا تو فوراً حسب الحکم ڈاکٹر
صاحبکو اطلاع دیجاتی =
اور اون کے حاذقانہ خیر خواہانہ رای پر عمل کیا جاتا -
اور یہہ تمام روزانہ کیفیت طبیب نشست خود اپنے ہاتھ سے
یا بعض وقت غلام احمد صاحب منصبدار متعلق دواخانہ حسب ایمای
طبیب کیس بک مین درج کرتے -

سندہ ہمیشہ بلالحاظ اپنے نشست کے ہر روز صبح حاضر در دولت ہوتا اور بعد دریافت مژدہ صحت وسلامتی ذات بابرکات اور حصول افتخار و عزت جائی نوشی کے واپس جاتا تہا طبیب نشست کو جائی اور خاصہ سے حسب الحکم عزت افزائی کرتے تھے اگر دربار یا بڑی دعوت ہوتی تو کل اطباء دربار کے یاد سے عزت بڑہا جاتے =

کیفیت ادویہ سالانہ

یہہ ادویہ ہمیشہ سے مڈیکل ہال کالج حیدرآباد سے آیا کرتے ہین وصول شدہ ادویہ مین سے نصف دوا بلکل علیحدہ کر کے خاصہ کی الماری اور صندوقون مین بھر دیجاتی ہین اور باقی نصف تمام خرچ کے لئے دوسرے الماریون مین رکہے جاتے ہین اور عام خرچ پر استعمال مین لائی جانے کے بعد خاصہ کی دوا اوسمین سے تیار ہوا کرتی ہے =

جب کہ سال دوسال خاصہ کی ادویہ ہو جاتی ہے تو اور جدید دوا اوسمین بھر دیجاتی ہے اور وہ حضار ڈیوڑہی کے علاج کے لئے استعمال کیجاتی ہے خاصہ کے صندوق اور الماریون پر مہر مہتمم دواخانہ کی ہمیشہ رہا کرتی ہے =

اور ترکیب نسخہ کے وقت آب خاصہ کا استعمال کیا جاتا ہے اور پھر
بعد تیار شدہ دوا پر بھی لگائے جاتی ہے –
اور مزید احتیاط کی غرض سے کل پائیزن ادویہ ایک علیحدہ الماری میں
رکھے جاتے ہیں اور مفصلہ ذیل کتابیں تیار کئے گئے ہیں =
کیس بک کتاب نسخہ جات خاصہ نسخہ جات محلات بیمار حاضری کل اطبا
اور عطار سے بھی دو کار پرداز و دوا ساز و بار بردار وغیرہ بارہ بجے سے
دوسرے روز کے بارہ بجے تک حاضر دواخانہ رہتے ہیں علاوہ
ان کے اسی وغیرہ لوگ بھی اور یہہ انتظام سوائی اطبا نشست باقی
برابر اب تک جاری ہے –
بعد وفات ڈاکٹر صاحب متعلق ذمہ داری اطبا جب تقرر بغرہ جمادی الثانی
۱۳۲۶ھ کو ہوا اوس وقت اشخاص مفصلہ ذیل حاضر دربار تھے سرکاری
دو حکیم خاص تھے –
ایک جائی مہتمم دواخانہ انگریزی کے تھے جس پر رقیم کی مامور ہوئی
دوسری جائی مہتمم دواخانہ یونانی جس پر مسیح الدولہ خان تھے –
باقی حکما نواب مختار الملک کی طرف سے باقر علیخان اور عمدۃ الملک
شمس الامرا کے جانب سے فیض اللہ خان وقار الامرا بہادر کے
طرف سے شمس الدینخان تھے بہر حال یہہ کل حکما اپنے اپنے باری سے

حاضر ڈیوڑھی رہتے تھے مگر اوسوقت ایسکے کو ایک حکیم خاص طور پر معالجہ کے ساتھہ کہ جو روزانہ کیفیت سے برابر واقف رہے =

چنانچہ ایک روز اتفاقاً ڈاکٹر ہنڈو صاحب حصول شرف ملازمت کے غرض سے حاضر در دولت ہوئی اور اس سے پہلے کہبار یاب ہون اوس روز کی نشست کے طبیب سے مزاج عالی کی کیفیت دریافت کی جسکے جواب مین اونکا تقریر بلکل خیالی ہی تھی اسلئے کہ باریابی کیوقت مین بخار اور قبض کی شکایت بیان فرمائی اسپر ڈاکٹر صاحب الطباء حاضرین دربار سے سخت ناخوش ہوئے اور فرط خیر خواہی سے جو چٹھی نواب مدار المہام کو لکھے اوسکی نقل درج ذیل ہے۔

ترجمہ نقل رقعہ ڈاکٹر صاحب متعلق فرجہ داری

مخلص تاسف سے اطلاع دیتا ہے کہ آج صبحکو شرف حصول ملازمت بندگانعالی کیا تو معلوم ہوا کل شب سے بندگانعالے کا مزاج بخار سے ناساز ہے کوئی حکیم کیفیت مزاج مبارک سے آگاہ اور واقف ہی نہین ہے پہر بہی زبان مبارک حضور پرنور سے معلوم ہوا کہ کل سے نصیب دشمن مزاج ناساز تہا۔

مین امید کرتا ہون حفظ صحت مزاج مبارک بندگانعالی کا کامل بند و بست درستی اور اطمینان سے رکھا جائے میری رای تو یہہ ہے

کہ ایک حکیم خاص ہمیشہ کے لئے حضور بندگانعالی مدظلہ العالی کے
خدمت مین مقرر رہو رہے اور کوئی دوسرا کام اوسکے متعلق نہ ہو
سوائے اسکے کہ اپنے آپکو ذمہ دار حفاظت اور نگرانی ہر روزہ
سمجھے ہان ضرورت ہو دوسرے حکما ہر روز معمول کے موافق
حاضر رہ سکتے ہین اور اگر آپکی مرضی ہو تو مخلص کل کے روز بہی
دریافت کیفیت و مزاج مبارک کیلئے جائے فقط

بعد اسکے نوابصاحب نے پوچہا ہے کسکو ذمہ دار بنانا چاہئے ڈاکٹر
صاحب نے جوابمین ایک رقعہ ۲۷ نومبر ۱۸۸۰ عیسوی مین لکہا جسکی
نقل معہ ترجمہ بجنسہ لکہی جاتی ہے۔

نوابصاحب مخدوم بندہ

بجواب عنایت نامہ آن مخدوم مورخہ دیروزہ گذارش مینمایم کہ بدا نسبت
سن حکیم محمود زیر بجمیع وجوہ لائق و قابل انجام دہی خدمات مصرحۂ
عنایت نامہ آنمخدوم بودہ اندپس امید وارم کہ آنمخدوم درباب
ایشان غور کافی خواہند فرمود فقط

حکم نسبت اطبائی دربار

سرکار سے بعد چند عرصہ کے ایک حکم بنام اطبا جمادی الثانی ۱۲۹۷ھ کو

جاری ہوا جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین کہ کوئی
ڈاکٹر ذمہ دار ہونا چاہئے چنانچہ اس کام کیلئے محمد وزیر علی منتخب
کئے گئے ہین ڈاکٹر لا صاحب نے بہی اس انتخاب کو پسند کیا بالاخر
بعد منظوری راے ڈاکٹر صاحب مفصلہ ذیل احکام صادر فرمائے گئے
طبیب ہمیشہ حضرت کے صحت مزاج سے واقف رہا کرینگے اور اپنی
ذمہ داری کے فرض سے ماکولات و مشروبات و ملبوسات اور
بعض بازیون مین جو از قبیل ورزش جسمانی ہین انہین بہی بحسب قاعدہ
طبی مفید اور مضر کو عرض کیا کرین ایسے صورتون مین سب طبیبونکی
ضرورت نہین ہے ہان اگر خدانخواستہ دوا کی ضرورت ہو تو
سبہون کا جمع ہونا مضایقہ نہین اور ڈاکٹر صاحب کو بہی حسب
دستور قدیم طبیبان ذمہ دار صحت ہین کیفیت مزاج و علاج سے اطلاع
کرتے رہین مجلس ششماہی و سہ ماہی ایک ایک تختہ خیریت مزاج مبارک
کا تیار کرکے پیش کیا کرین طبیب ذمہ دار صحت بغیر نشست کے بہی
جسوقت ضرورت سمجہے حاضر ہو اور ایک دستور العمل باتفاق جملہ
اطبا تیار کیا جائے ہر طبیب ذیل نشست کو لازم ہے کہ دوسرے
طبیب اہل نشست سے اپنی ختم ڈیوڑہی پر جملہ کیفیت نشست کی
بیان کردے اور کیس بک مین لکہہ بہی دے اگر علامات نہو سکے تو

دوسرا طبیب متقذکیس یک ہی سے احوال دریافت کرلے طبیب
اہل نشست کو لازم ہے کہ اگر کوئی بات مزاج مبارک مین خدانخواستہ
غیر معمولی نظر آئے تو طبیب ذمہ دار کو بلواکے اطلاع کرے اور باتفاق
اوسکے اوسکی تعمیل ہو چونکہ اہل نشست بہی اوس روز کی ذمہ داری
سے بری نہین ہے جو بے فکر رہے طبیب ذمہ دار جو کوئی امر
تجویز کرین تو اوسکو دستور العمل مین لکہدیا کرین تاکہ اہل نشست
اوسکی تعمیل مین کوشش کرسکے بعد اسکے یہہ دستور العمل
مرتب ہوا۔
اور سر سالار جنگ بہادر نے یہہ دستور العمل لکہہ کر مولویصاحب کے
پاس تعمیلاً بہیجدیا جسکی نقل بجنسہ درج ذیل ہے۔

دستور العمل قواعد حاضر باشی اطبائے دربار

(۱) طبیبونکا ذمہ دار کرنا خاص اس امر پر ہے کہ کوئی خلل اندر انتساب
حفظ صحت واقع نہو اور ان اطبا کا وجود خاص اسی واسطے ہے
کہ حضرت کا مزاج مبارک اون کے نگرانی اور حسن تدابیر سے
ہمیشہ تندرست اور صحیح رو باصلاح رہے۔
(۲) خصوصاً طبیب ذمہ دار کا کام ہے کہ ہمیشہ حفظ صحت مین ساعی
رہین اور مزاحمت مرض کی تدابیر ضروری مین نہایت سرگرمی سے

اپنی رائے ظاہر کرتے رہیں رائے دیئے گئے لئے کل اطبا کا اجماع ضرور نہیں ہر شخص اپنی نوکری ادا کرنے کا ذمہ دار ہے یا راسے کیس بک میں لکھنا ضرور ہے =

ف۳ اختلاف آرا میں بلحاظ غلبہ آرا تعمیل کرنا مناسب ہے =

ف۴ ضرور ہے کہ طبیب ذمہ دار اہل نشست کے ساتھ کیفیت نبض مبارک وغیرہ ادراک کیا کرے اور علی ہذا شام کو اکثر دوا کی اور تجویز نسخہ کی ضرورت ہو تو فوراً دوسرے طبیب کو طلب کرے اور موافق دستور کے روبرو تین طبیب کے نسخہ تجویز ہوا کرے اور تیاری عمل میں آوے =

ف۵ نسخہ تجویز کرنا حکیم اہل نشست کا کام ہے طبیب ذمہ دار کو چاہئے کہ اصلاح مشورہ سے اس نسخہ کو جاری کرے اور اوس پر دستخط حکما رحاضرین ہوا کرے -

ف۶ اطبا کو اختیار ہے کہ قبل دستخط ہونے کے اپنی رائے بیان کریں بعد دستخط ہونیکے رائے بدلنا جایز نہو گا -

ف تجویز نسخہ میں کوئی اختلاف پیدا ہوا اور غلبہ آرا یہ بھی اوس کا فیصلہ غیر ممکن ہو تو ڈاکٹر صاحب سے طے کرنا چاہئے -

ف۸ احکامات حفظ صحت میں کوئی دقت پیش آوے تو اوسکو

حسب رائے مولوی صاحب اور کلارک صاحب بہادر کے طے کرنا چاہیئے۔

۹ دوائے مرکب کے شیشہ یا ڈبہ پر مہر اہل نشست کی ہوا کرے اور دوا کا استعمال اہل نشست کے ہاتھ سے کروانا چاہیئے۔

۱۰ اور جو امر قابل اصلاح اور اطلاع ڈاکٹر صاحب کے ہو فی الفور طبیب ذمہ دار کو چاہیئے کہ اطلاع اسکی ڈاکٹر صاحب کو کریں اور رائے لیویں اور ہر ہفتہ میں ایکبار طبیب ذمہ دار و ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کیا کریں۔

۱۱ طبیب نشست کو لازم ہے کہ جب وہ کوئی آخر میں اپنی رائے ظاہر کرنا چاہے کیس بک دواخانہ خاص میں تحریر کریں اور اپنے رائے سے طبیب ذمہ دار کو مطلع کریں اگر حضور پر نور مدظلہ العالی سے کسی معروضہ کی ضرورت ہو تو بلا تامل عرض کریں اور حاضرین دربار کو مناسب ہے کہ ہمیشہ طبیب ذمہ دار کی رائے کے ساتھ اپنا اتفاق اور اپنی تائید ظاہر کریں تاکہ وہ معروضہ بار خاطر اقدس نہو۔

۱۲ طبیب اہل نشست اپنی حالت مجبوری میں کامل طور پر اپنے کو ذمہ دار تصور کریں اور جو کام کے خلل انداز حفظ صحت ہووے

اس کے مانع ہووی اور جو تجاویز کہ طبیب ذمہ دار کے کیس بک مین مندرج کئے ہوا وسکے تعیل کے نگران رہے =

دفعہ ۱۳ طبیب کا کام رای دینے کا اور نفع ونقصان سے مطلع کرنے کا ہے تعیل اوسکی منتظم ڈیوڑی سے متعلق ہے =

دفعہ ۱۴ طبیب ذمہ دار کو کامل طور پر اکل وشرب اور لباس اور کثرتون اور بازیون مین مداخلت کرنا چاہئے اس غرض سے کہ ہمیشہ یہہ کام موافق قاعدہ طبی کے کئے جاوے =

دفعہ ۱۵ سواری مبارک کیوقت سوای طبیب اہل نشست کے طبیب ذمہ دار کا بہی ہمراہ رہنا ضرور ہے بلکہ سواری کی تجویز بہی اطباء ذمہ دار کیکے رائے سے ہونا مناسب ہے =

دفعہ ۱۶ اور جو طبیب اہل نشست ہے اوسکو لازم ہے کہ آرام فرمانے سے بیدار ہونے تک ایک یا دوبار دیکہا کرے کہ حضرت کی نیند کسطور سے ہے اور آرام کسقدر فرماتے ہین صبحکو کیس بک مین درج کرنا چاہیئے =

دفعہ ۱۷ کل اطباء کو ضرور ہے کہ اس احکام پر نظر رکہین کہ جو تجویز تعزز طبیب ذمہ دار کی ہے اور اوسمین جسقدر احکامات مندرج ہین اوسکو اس دستور العمل کا جزاول تصور کرین =

حفظ صحت کے لئے پابندی اوقات کی ہونا ضرور ہے تعین اوقات کا بندوبست جسقدر کہ اطبا ذمہ دار ضرور سمجہیں حسب مصلحت اونکو رای دیتے رہیں اور کوشش کیا کریں ۔

ف ۱۹ ہر ایک طبیب اپنی نوکری کے وقت اپنے کو طبیب ذمہ دار تصور کرے اور کوئی امر پوشیدہ نہ رکہے ۔

ف ۲۰ اور ضرور ہے کہ دسترخوان پر طبیب نشست حاضر رہے چونکہ نظر طبیب کی حضرت کے غذا پر رہنا ضرور ہے ۔

ف ۲۱ کوئی طبیب بسبب کسی خاص کام کے اپنے نشست پر غیر حاضر رہے اسصورت میں دوسرے طبیب حاضر باش کو لازم ہے کہ تمام حقوق طبیب اہل نشست کے اپنے ذمہ سمجہے مثلاً نبض مبارک کا دیکہنا مزاج مبارک کا استدراک کرنا اور سواری وغیرہ میں بہی شریک ہونا جائز ہے ۔

ف ۲۲ اور ہر ایک طبیب نشست اگر کسی سبب سے حاضر ڈیوڑہی نہو سکے تو بذریعہ تحریر طبیب ذمہ دار کو اطلاع دے کر وہ اپنی خدمت ادا کرے ۔

کیفیت عام صحت و تندرستی

ہزار شکر اوس خدا کا ہے کہ جس نعمت تندرستی کے قیمت دنیا میں پیدا کی اور اوسکے ذریعہ سے انسانکو اپنے دنیوی اور دینی فرائض اور نیکنامی

حاصل کرنے کے قوت عطا فرمایا ۔

چونکہ یہہ بات سب پر ظاہر ہو چکی ہے کہ صحت عمدہ کیسی عزیز چیز ہے ۔
اور اگر تمام دنیا کی سلطنت و آرام حاصل ہو مگر بغیر اوس کے کچھہ لذت نہیں
دیتی اسلئے میں اب کسیقدر مرض اور صحت کے بیان کو عام لوگوں کے
اطلاع کیواسطے درج ذیل کرتا ہوں ۔

اگرچہ اسکی تفصیل میں میں ایک رسالہ موسوم بہ حفظ صحت و دیگر مفردات اعضا سلطانی
کے نام سے لکھہ چکا ہوں مگر مقتضائے مقام مختصر طور پر اسکا اعادہ کرنا ضروری
سمجھتا ہوں ۔

صحت اوسکو کہتے ہیں کہ جس سے تمام جسمی و ذہنی افعال اپنے فطرتیہ پر قایم
رہیں ۔ اگر انمیں فتور یا کمی و بیشی پیدا ہووے تو وہ مرض ہے ۔
مرض کے لاحق ہونے کے دو وجہہ ہیں غیر اختیاری دوسرے اختیاری
غیر اختیاری وہ ہے کہ انسان کے حواس ظاہری اور باطنی سے مرض پیدا
نہو ۔ یا اسکے اسباب ایسے ہوں جو انسان کے مدرکہ کا احساس محیط یا حاوی
رہنا ممکن نہو ۔ یعنے جو خلقتاً اوس عضو کے بگاڑ یا ناقص ہونیکی وجہ سے جس سے
مرض متعلق ہے بغیر نا معلوم ہونے اسباب کے وہ مرض پیدا ہو ۔
مثلاً کسیکو دفعتاً بیٹھے ہوئے غش آگیا یا کسی کے ناک وغیرہ سے خون جاری
ہوا ۔

یا کوئی شخص بدون بے اعتدالی کے مرض طبعی بخار بچیش وغیرہ مین مبتلا ہوگیا ہو تو مجبوری ہے ۔

دوسری وجہ اختیاری وہ ہے کہ آدمی ستہ ضروری کے اعتدال کو اپنے اختیار سے ترک کرکے کسیطرح کم و بیشی غذا یا خواب و بیداری یا محنت وغیرہ بہی کرے کہ جو باعث تولید مرض ہو جائے ۔

جب اس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہین تو وہ لوگ کہ جو انسان کے افعال کے نتایج کی جانچ کے لئے مخلوق ہوئے ہین اوسی انسان پر محنت اور نا واقف طرز معاشرت کا سخت الزام لگاتے ہین واقعی جب انسان اپنے جان اور صحت کی عزت اور اوسکی وجود سے کیا کیا عمدہ نتایج پیدا ہوتے ہین مان لیتا ہے تو وہ اوسکو بہت عزیز رکھتا ہے اور جس شخص نے اسکی قدر نہ کی تو گویا اوس سے زیادہ ناقدر دنیا مین کوئی شخص نہین کسی نے نوع انسان کو حقیقی ہمدردی کی اوس سے امید نہ رکھنی چاہئے اب مین مجملاً ان اسبابکو بیان کرتا ہون کہ جو انسان کے اختیار مین داخل ہین اور جنکے کمی و بیشی سے مرض لاحق ہو سکتا ہے ۔

اولاً عموماً ستہ ضروریکا بیان

کل حکما کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر ستہ ضروری مین عادت کے خلاف کمی و بیشی یا بے ترتیبی واقع ہو جائے تو صحت قایم نہین رہ سکتی ۔

اسلیئے محتاط لوگ کبھی اس سے غافل نہیں رہتے بلکہ بہت ہی تھوڑی کم ومیشی کی حالت مین اپنے کو ڈاکٹر سے رجوع کرتے ہین وہ لوگ جنکو حکیمانہ صحت پر نظر ہے جیسا کہ سعدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے۔ ؎ سرچشمہ شاید گرفتن بمیل چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل ؎ درختے کہ اکنون گرفتست پائے بہ نیروی شخصی بر آید ز جائے توہم یا بدشگونی ہمارے بعض ہم قوم سمجھتے ہین مگر جو دنیا مین آج مہذب قوم ہے اور جو جان کی عزت اور فوائد سے واقف ہے اور جنکی کوشش اسمین مصروف ہے کہ جتنے دن زیادہ زندگی باقی رہے گی اوسقدر ہم اپنی نیکنامی کا ذخیرہ اور اپنے ارادہ کی کامیابی حاصل کرسکین گے =

بایہہ حالی صاحب مخدوم قوم کا مسدس ہے پر عمل ہے =

اوسکو وہم یا بدشگونی نہین سمجھتے۔ طبیب کے پاس رجوع ہونے سے میرا مدعا یہہ نہین کہ ذرہ سی کم ومیشی کے ساتھہ انسان اپنے کو بیمار سمجھہ کے خوف کرے اور پرہیز شروع کردے۔

بلکہ میرا مقصد اتنا ہے کہ جب کوئی شخص ابر کے آثار دیکھکر اوورکوٹ یا چھتری ہاتھہ مین نہ لے تو کیا پانی نہ آنے کی حالت مین وہ مجنون سمجھا جائیگا ہرگز نہین بلکہ محتاط کہا جائیگا بارش کی حالت مین بھی

احتیاط جو واجب ہے فرض ہوتی ہے =

ستہ ضروری مین مفصلہ ذیل افعال شمار کئے جاتے ہین -

پانی ہوا - اکل و شرب - خواب بیداری - حرکت سکون جسمانی -

بول و براز - حرکت سکون نفسانی بعض ان ستہ ضروری مین

ایسے ہین کہ اگر ایک منٹ سے پانچ منٹ تک وہ فعل بند ہو جاوے

تو وہی روح کیواسطے باعث مرگ ہوجاتا ہے مثلاً ہوا بعض ایک

دن سے دو دن تک جیسا پانی اور غذا اور نیند وغیرہ ہم اسکے تو حرف صرف

ہوا کی - چونکہ انسان کو سب سے زیادہ تر ضرورت ہے کہ جو

اسکے اختیاری ہے اور بکثرت اسی کا استعمال انسان کرتا ہے

اسلئے اولاً مین اوسیکا بیان کرتا ہون مگر اس موقع پر مجکو اس کے

تفصیل بتلانے کی ضرورت نہین ہے کہ ہوا کی اصلیت کیا ہے

اور وہ کس چیز سے مرکب ہے کیونکہ یہہ صرف اون لوگون کے

لئے ہے جنکے لئے خدا نے تمام مفید مادونکی ایجاد معلوم کرنا فرض

کر دیا ہے = یہان صرف اوسکا عمل اور فائدہ بتلانا ہے = اور

وہ ہر حیوان کے جسم کو ایسی محیط ہے کہ وہ اس سے باہر جا نہین

سکتا ہے = اور اسکا چلنا پھرنا وغیرہ سب اسی پر منحصر ہے اگر کوئی

مقام ایسا تجویز کیا جائے کہ بالکل محدود ہو اور اوس مقام کی ہوا

بذریعہ د) آلہ کے جذب کرائی جائے توانسان پانچ منٹ زندہ نہین رہ سکتا ہے اول تو خلا ہو نہین سکتا کیونکہ موافق حکماء قدیم کے خلا باشد محال -
اگر ہوا قوت باصرہ کو محسوس ہوتی تو انسان حیوان اوسکی حالت محیطی کو دیکھکر پریشان ہوجاتا بلکہ زندگی دشوار ہوتی -
یہہ ہوا دو طرح سے جسم مین داخل ہوتی ہے -
ایک تنفس کے ذریعہ سے دوسرے مسامات کے ذریعہ سے مگر بہت زیادہ سانس کے ذریعہ سے جسم مین داخل ہوتی ہے اور خون مین ملکر پاک کردیتی ہے چونکہ ہوا مفرد نہیں ہے بلکہ ایسے عنصرون سے مرکب ہے جو زندگی کے لئے ضرور ہین اسکی امیزش سے خون مین تازگی پیدا ہوجاتی ہے اسلئے خون اپنے افعال اور پرورش برابر کرنے لگتا ہے اور جب یہہ تازہ ہوا خون مین ملجاتی ہے تو وہ ناقص بخارات جو خون مین گردش وغیرہ کے وجہہ سے پیدا ہوجاتے ہین خون سے بذریعہ تنفس کے بخارات مخرب باہر آجاتے ہین اسلئے حکماؤن نے ایک چادر مین دو شخص کو سونے کیلئے منع کیا ہے اور حدیث شریف مین جو پانی پیتے وقت دم لینے کا حکم ہے وہ بھی اسی حکمت پر ہے کہ کہین ناقص بخارات اندرونی جسم کے

بذریعہ تنفس پانی مین شریک ہوکر ہمارے جسم مین نہ آجائے ودم پانی وغیرہ کا مزہ بہی سانس لینے کے وقت محسوس ہوتا ہے۔ پس جب یہہ بات معلوم ہوچکی کہ ہوا کی کسقدر زندگی کے لئے ضرورت ہے تو اب یہہ بات باقی رہجاتی ہے کہ عزیز چیز مگڑتی کیسی ہے۔ ہوا اوسوقت ناقص ہوجاتی ہے جب اوسمین دکار بانک ایسڈ زیادہ شریک ہوجاتا ہے اور یہہ ہوا کا سڑی گلی چیزونسے اور کچہرے کوڑے وغیرہ سے خراب ہوجاتی ہے۔

اور جب یہہ چیزونسے مقام صاف اور پاک رکہا جائے تو واقعی صاف رہنے کی امید ہے مگر ایک بات قابل عرض ہے کہ یہہ مقامی انتظام ہے۔

اور جو سمیت ہوا مین دوسرے غلیظ مقامون کے شریک ہوکر سیال و متحرک ہونیکی وجہہ سے پاک اور صاف مقامات مین بہی غلیظ ہوا داخل ہوجاتی اسکے لئے اوسکی بہی روک تہام ایک ضروریات سے ہے۔

اوسکے لئے ضرور ہے کہ مکان کے صحن کی دیوار بہت زیادہ بلند نہو تاکہ ہوا کے داخل خارج کا موازنہ ٹہیک رہے صحن مین ایک دو بڑے درخت بلحاظ وسعت صحن اور اکثر غیر چہوٹے درخت

پہول وغیرہ کے رہنا چاہیئے کیونکہ نباتات کی غذا ہوا کی سمیت یعنی کاربن ہے اوسکو جذب کر لیکر ہوا کو پاک کر دیتی ہے اور آکسیجن کو چہوڑ دیتی ہے کہ تا انسانکی خونکو تازگی بخشے مگر ساتہ ہی یہہ احتیاط ضروری ہے کہ آرام کرنے کے کمرہ کے پاس نباتات بالکل قریب نرکہنا چاہیئے بلکہ کسیقدر فاصلہ سے کیونکہ علم کیمسٹری نے ثابت کر دیا ہے کہ نباتات تمام اور سمیت کو جذب کر لیتے ہیں اورشبکو کسیقدر وہ سمیت نباتات سے خارج ہوتی ہے اور یہہ بہی بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اکثر سمیت زمین سے اوٹہکر رات کو ہوا مین ملجاتی ہے =

دن کو تمازت آفتاب کسیقدر مانع ہوتی ہے - اور بلحاظ موسم کے بہی ہوا کے مزاج مین تغیر و تبدل ضرور پیدا ہو جاتا ہے پس چاہیئے کہ ایام گرمی مین ہوا کو سرد کرنیکا انتظام اچہا رہے اور سرما مین کسیقدر گرم ہونیکی کوشش کرنا لازمی ہے -

بفضلہ تعالی اعلحضرت کے دیوڑی مبارک کا انتظام صفائی نہایت عمدہ حالت مین ہے اور اسکی بہت زیادہ نگرانی کیجاتی ہے کہ اندرون وبیرون دیوڑی کچہہ غلاظت نرہے یہانتک کہ بول وبراز کا بہی کامل انتظام رکہا جاتا ہے =

کہ اطراف ڈیوڑہی کے صفائی پوری اور بذریعہ کلارک صاحب کے ایام تخت نشینی سے پہلے نگرانی کا بھی کو حکم تہا۔

(پانی کا بیان)

انسان کو ہوا کے بعد اگر ضرورت ہے تو پانی کی ہے۔ اگر مطلقاً پانی ۹ دن تک بند کر دیا جائے تو آدمی کسی صورت مین زندہ نہین رہ سکتا۔ چونکہ انسان کے افعال اوسکے قوی پر کام دینے پر منحصر ہین اور قوی بغیر خون کے دس منٹ کام نہین کر سکتی اور خون بغیر پانی کے سیال نہین ہوتا۔

اس سے بخوبی ناظرین سمجہہ سکتے ہین کہ پانی کی کسقدر ضرورت ہے۔ ازروی قواعد طبی انسان کے جسم مین ۱۲ سیر خشک مادہ باقی پانی ہوا کرتا ہے اس سے زیادہ مین اسکی ضرورت ہونیکے ثبوت مین کیا دلیل لاسکتا ہون خود اللہ تعالی فرماتا ہے (کُل شیئ حیئے من الماء) یعنے تمام شئے زندہ ہین پانی سے پس انسان کو ایسے مفید چیز کے احتیاط اور درستی کا کسیقدر علم ہونا ضرور ہے۔

پانی کی عمدگی صرف آسمانی پانی مین پائی جاتی ہے جسکا مزہ شیرین اور صاف و شفاف غیر مادون سے پاک ہوتا ہے مگر یہہ ممکن نہین ہے کہ انسان ہمیشہ اوسکو کام مین لاسکین لہذا اعضائے استعمالی پانی کو زمین

محفوظ رکہتا ہے اور بذریعہ تالاب و چشمہ اور کنؤون کے ظاہر کرتا ہے
تاکہ ہمیشہ انسان کے کام مین آسکے =
اور اسکا بیان رسالہ حفظ صحت و مطلب وزیری وغیرہ مین کسیقدر
تفصیل سے موجود ہے شایقین اوسکے معائنہ سے فائدہ اوٹھا سکتے
ہین ۔
مگر مجملاً بیان اسقدر اور لکھدینا مناسب سمجھتا ہون کہ پانی ازروے
قواعد طبی کے اوسیوقت قابل استعمال سمجھا جاتا ہے جب اوسمین مفصلہ
ذیل تعریف موجود ہو ۔
رنگ صاف شفاف ہو ۔ وزن ہلکا ہو ۔ مزہ شیرین ہو ۔ بو باس نہو ۔
کسی قسم کے حیوانات اوسمین نظر آتے ہون = یعنے کیڑے وغیرہ نہون اور
تازہ ہو ۔ شب باندہ نہو ۔ اگر ان صفات کا پانی استعمال کیا جائے تو وہ
صحت کیلئے مفید ہے اور فلٹر کے احساط اوسکی مفیدیکو کامل کردیتا
ہے ۔
اگرچہ بعض وقت یہہ دیکہا گیا ہے کہ چشمہ و یا باولی وغیرہ سے عمدہ
پانی لایا گیا مگر وہ صفت میا استعمال کیوقت ناقص ظاہر ہوئے ۔
اوسکے اسباب اکثر خفیف کم توجہی پائے گئے ۔
یعنی جن برتنوں مین پانی بھرا جاتا ہے وہ کم توجہی کے وجہہ سے اکثر

ہر روز صاف و پاک نہین کرتے اور اوسکے مُنہ کے ڈہاکنے کا انتظام درست نہونے سے بذریعہ ہوا کے دوسری خارجی مضر چیزین بہی گر پڑتے ہین اور پانی کو ناقص کر دیتے ہین =

انسانکو اسکی حفاظت بہت لازمی ہے یہہ عام انسپٹر کا مسئلہ یا قول اس موقع پر زیادہ موزونیت رکہتا (پانی پنیا چہانکر بات کرنا جانکر)

الغرض ہمارے اعلحضرت کے آب خاصہ کا انتظام بہت معقول حالت مین ہے ایک مشہور چشمہ موسوم دریم) کا ازروے امتحان تو اعد طبی بہتر پایا گیا ہے اور اوسمین کپڑے دہونے اور نہانے کی ممانعت ہے =

یعنے پانی شیرین شفاف ہے اور اور تمام اچہے پانی کی حالت اور خاصیت موجود ہے کچرہ کوڑہ سے بہی حفاظت کیجاتی ہے =

اور پہر دیوڑہی مبارک مین وہ پانی فلٹر سے صاف ہو کر خاصہ مین آتا ہے =

(غذا)

یہان تک کے بیان سے ظاہر ہو چکا ہے کہ انسان کی زیست خون کی پیدایش پر منحصر ہے =

اور خون نہین پیدا ہوتا مگر غذا سے غذا مرکب ہے دو اجزا سے

حیوانی نباتی ۔

حیوان مثلاً گوشت دودھ انڈا وغیرہ اور نباتی مثلاً گندم چانول
ترکاری میوہ وغیرہ سے غذا کے استعمال کیوقت تین چیزون کی
پابندی حفظ صحت کیلیئے لازمی ہے ۔

اوّل پابندی وقت کیونکہ معدہ منتظر رہتا ہے اور ہاضمہ اچھا ہوتا ہے
اور غذا زیادہ جزو بدن ہوتی ہے ۔

دوسرا مقدار تاکہ بوجہ زیادتی کے بدہضمی اور کاہلی وغیرہ سے
محفوظ رہین یا کمی کے وجہ سے ضعف جسمانی ضعف معدہ وغیرہ کی
شکایت پیدا نہو ۔

تیسرا جو غذا تیار ہو وہ اچھی طرح سے تیار ہو اور اسکے اجزا صحت
کے مفید ہون ۔

اولاً حیوانی غذا کا بیان ۔ حیوانی غذا مین زیادہ مستعمل گوشت ۔
مچھلی دودھ انڈا وغیرہ ہے ۔

گوشت ۔ مختلف حیوانکا مختلف الخواص ہوتا ہے ۔
مگر متوسط درجہ مین وہی گوشت ہے جسمین چربی ہو نرم ہو اور ریشے
کم موٹے ہون ۔

چنانچہ ایسے حفظ ماتقدم کے لحاظ سے سرکار نے ہمیشہ کام مین لانیکے لیئے

ایک گاؤخانہ ہے جسمین خصی بکرے پرورش پاتے ہین اور
اونکو چیدی وغیرہ دئے جاتی ہے جسکی مفصل کیفیت اینده آیگی
اور اسکے وجہ سے اونکا گوشت چربی دار سرخ رنگ کا ہوتا ہے
ف گھی ہمیشہ خالص ہونا چاہئے جسکا رنگ متوسط سفیدی سے مایل بہ زردی کے
ہو بوباس سے پاک ہو اور اوسمین کسی قسم کا دوسرا چربی دار مادہ
نہ ملایا گیا ہو اور بہت پرانا نہو =
ف (دودھ) اول درجہ گائے کا دودھ ہوتا ہے اور پھر بھینس کا =
مگر شرط یہہ ہے کہ اوس گائے بھینس کی پرورش ملے ردین اغذیہ
سے نہو مثلاً لید سٹرا گھانس وغیرہ سے =
اوسکا اثر اسقدر ہوتا ہے کہ بیان سے باہر چنانچہ مشہور مسئلہ ہے
کہ تعلقہ پاکھال کے سویتی کا دودہ سخت مضر ہے =
بغیر بیمار ہوے کے آدمی رہ نہین سکتا وجہہ یہہ ہے کہ اوس جنگل
مین سمی درخت بہت ہین اور اوس جنگل کے گھانس وغیرہ کہانے
سے دودہ کا ذایقہ تلخ ہوجاتا ہے ایسے دودہ مین پنیر اور مسکہ
کم نکلتا ہے =
اور جو سمیات غذا مین آتے ہین اوسکا اثر انسان کے خون مین
بعد ازان جسم مین ہونا لابد ہے مشہور نقل ہے کہ سکندر ایک

بادشاہ ہم عصر نے ایک کنیز تحفہ بہیجی جو نہایت حسین تہی مگر اوسکے اسطاف کے حکیموں نے اوسکی ہمبستری سے منع کیا کیونکہ اونکی تشخیص مین اوس عورت کے خون مین زہر مادہ زیادہ تہا بوجہ عداوت اوس بادشاہ نے اوسکو سمی غذا اونسے پرورش دی تہی تاکہ مجامعت سے زہر اثر سکندر کے طبیعت پر ہو جائے
اللہم احفظنا من شر الاعداء۔ سعدی کا قول ہے کہ جب دشمن قوت سے غالب نہین ہوتا پا اور کوئی امر مانع ہو تو دوستی کا سلسلہ پیدا کرتا ہے۔
بہر حال ایسی سخت حفاظت لازم ہے بہر حال اعلحضرت کے دودہ مسکہ دہی پنیر کے لئے ایک گاؤخانہ باہتمام راقم ہے جسمین گائی بہینس وغیرہ باصول حکمت پرورش دی جاتے ہین مگر عام لوگ اسقدر انتظام نہین کر سکتے ہین۔ لہذا مین چند علامتین بتلاتا ہون جس کے کم سے کم احتیاط ضرور ہے۔ دودہ رقیق۔ میلا۔ نمکین بمغو۔ سفید۔ شیرین۔ گاڑہ ہونا چاہئے بو باس سے پاک پانی زیادہ شریک نہو ممکن ہو تو اسکا امتحان بذریعہ (لیاک تومیٹر) آلہ کے کر لیا کرین۔

انڈہ | بہ نسبت دوسرے پرندون کے خانگی مرغ کا تازہ انڈہ مفید ہے۔

نباتی غذا | نباتی غذا مین گیہون چانول ترکاری میوہ وغیرہ داخل ہے اسمین اسقدر احتیاط ہونا چاہئے کہ چانول گیہوں عمدہ ہون سفیدی مایل ہو بو باس نہو بہت پرانا نہو۔

سڑم خوردہ نہو جیسے ملکی ہمادرہ مین (بربہ یہان) کہتے ہین ترکاری بوقت
بٹی ہوئی نہو۔
بہت سخت نہو۔ باسی نہو مقدار متوسط ہو پکاکے گلائی خوب جائے۔
میوہ۔ بلحاظ موسم ہو خام یا گلا ہوا یا بہت دنونکا توڑہ ہوا نہو۔
بدذایقہ نہو۔ اِن سب چیزون کے احتیاط کے بعد اور ایک احتیاط
بہت لازمی ہے۔
وہ باورچی سے متعلق ہے کیونکہ سب چیزین اچھین ہوکر ناقص پکائے
جانے کیوجہہ سے بجائے مفید کے مضر ہو جاتے ہین یا پکانے کے برتن درست
نہون مقام غلیظ نہو۔
یہہ تمام مضر باتین ہین۔ لہذا یہہ سب احتیاط حضور مدظلہ العالی کے واسطے
عمل مین آتے ہین۔

خواب بیداری | خواب اِس غرض سے مخلوق ہوا ہے کہ انسان کے
دماغ کے قوت وغیرہ جو کام کرنے سے گھٹ جاتی ہے وہ پھر اس عرصہ
سکون مین پرورش پاکر حالت اصلی پر آجائے حکماؤن کے نزدیک
۲۴ چوبیس گھنٹے مین چھہ یا سات گھنٹے کافی راحت اور فرحت انگیز ہے
اِس سے زیادہ سونا مخل امور ہونیکے سوای انسان کو سست اور کاہل
کر دیتا ہے اور فطرت کے بھی خلاف ہے چنانچہ خدائیعالی کا یہی حکم ہے

اگر عشاء کے متوسط وقت سے فجر کے شروع وقت تک کا حساب لگایا جائے
تو اسی کے قریب تعداد نکلتی ہے چھ سات گھنٹے کے سوائے باقی دن
رات دینی اور دنیوی کام کرنے کیلئے ہے اگر اسمین خلاف عادت
کم وبیش معلوم ہو تو وہ مرض کی علامت ہے اس سے کم سونا دماغی
قوتون اور اعضا کو نہ ورا اور ضعیف کر دیتا ہی خصوصاً قوت حافظہ کو
چنانچہ سنا گیا ہی کہ ایرانین فوجداری سزاؤنین یہ بہی شریک ہے
کہ مجرم کو سونے ندین اگرچہ اسکا تفصیلی بیان رسالہ حفظ صحت مین
موجود ہے مگر یہان اسقدر جتلا دیتا ہو نکہ سونے کیلئے ایسی جائے
تجویز کرنا چاہئے جہان ہوا کی آمد و رفت کا پورہ انتظام رہے زیادہ
فرنیچر سے وہ مقام گہیرا ہوا نہو۔
صفائی اچھی ہو۔ روشنی اور اندہیرا متوسط درجہ پر ہو۔
بستر نرم ملایم ہو جسم مین لباس بہت چست یا بہت ڈہیلا نہو۔
مخفی نرہے یہہ سب امورات حکیمانہ واسطے حفظ صحت
کے لئے جو بیان کئے گئے ہین جاری ہین۔

حرکت وسکون انسان دنیا مین اپنے کل اغراض کو دو طرح حاصل
کرتا ہے ایک حواس باطنی کے ذریعہ سے دوسرے حواس ظاہری
سے جب کوئی کام انسان کرنا چاہتا ہے وہ بغیر حرکت اوس عضو کے

جس سے وہ کام متعلق ہے نہین کرسکتا۔

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حرکت انسانکو ایک لابدی امر ہے۔ اسلیئے اللہ جل شانہ اسکی فطرت مین داخل کی ہے اور یہانتک اوسکا اثر مرتب کیا ہے کہ جو اس فعل کو ترک کردے تو اوسکی صحت قایم نہین رہ سکتی ہے۔

اس سے صاف یہہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ دنیا مین انسان کچہہ کام کرنیکے لیئے پیدا ہوا ہے خواہ وہ کام دینی ہو یا دنیوی۔

تجربہ نے یہہ بات ثابت کردی ہے کہ اگر ایک عرصہ تک کسی عضو کو بالکل حرکت نہ دیجائے تو وہ عضو ضرور ہی سوکہہ جائیگا۔

یہہ بہی اسکی دلیل ہے کہ کوئی عضو انسانکا بیکاری کے لئے نہین پیدا ہوا

الغرض حرکت و سکونکا موازنہ رکہنا جسقدر چاہئے اوسکے لیئے حکماؤن کی رائے مین اختلاف ہے۔

مگر فیصلہ اس پر ہے کہ صبح سے شام تک انسانکو کچہہ نہ کچہہ کام کرنی چاہئے کیونکہ قدرت نے راتکو اوسکے معاوضہ مین سکون کے لئے پیدا کیا ہے

چنانچہ اللہ جل شانہ اپنے کلام شریف مین فرمایا ہے۔ وجعلنا اللیل لباساً وجعلنا النہار معاشا۔

اب بحث اسمین ہے کہ حرکت کتنے قسم پر منقسم ہے بعض حرکت ذہنی ہے

اور بعض جسمی =

مگر خدائی جل شانہ نے باین مصلحت کہ انسانکو دنیا مین اپنے اس چہوٹی سی عمر مین بہت کام کرنا ہے =

دنیا کے کامون کے بڑے حصہ کا انجام دینا قوت پر منحصر رکہا ہے اسلئے بہ نسبت جسمی محنت کے ذہنی محنت کرنیوالے کو زیادہ رغبت اور ہمت دی ہے =

البتہ یہہ بات ہے کہ ذہنی محنت کے بعد تفریح اوسکا معاوضہ ہے۔ اور اکثر انسان ذہنی محنت تین چار گہنٹے سے زیادہ نہین کرسکتا مگر ہان جسمی محنت کیلئے عقل انسانی نے یہہ رائے قایم کرلی ہے کہ جسقدر عرصہ تک جسمی محنت کیجائی اوسیقدر عرصہ یا کچہہ کم سکون کیلئے بہی چاہئیے = مگر ضرورت عادت اتفاقات اس سے مستثنے ہے =

چنانچہ نواب وقار الملک بہادر نے جو ایک دنیا کے خاص لوگون مین سے ہین اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین جو گشتی ایک انسانی واجب الرحم گروہ بیگاری کے محنت کے بارہ مین جاری کی اور اسمین جو یہہ صول قایم کیا تہا کہ بیگاری جتنے کوس جاکر آئے اوتنے ہی گہنٹے آرام لینا چاہئے یہہ منصفانہ اصول پر مبنی ہے کہ جسقدر جسمی محنت کرے اوسیقدر آرام سے رہے =

سوائے دینی دنیوی ضروریات کے جسمی محنت کیلئے پولو ٹیان ٹی ٹس گھوڑے کی سواری ڈنڈ مگدر پیرنا وغیرہ بہت زیادہ مفید ہین۔ چنانچہ اسکا مفصل بیان رسالہ حفظ صحت مورخہ راقم مین موجود ہے۔

بول براز — ستہ ضروری مین بول براز داخل ہے اوسکی ضرورت براولی اعلی پر ظاہر ہے اگر بول و براز تین روز تک مطلقاً بند ہوجائے تو موت کا اندیشہ ہے پاگخانہ انسانکو دنمین راتمین ایکوقت ضرور ہے اور پیشاب بہی دو چار مرتبہ اسکا رنگ مقدار قوام اور تعداد مقدار وغیرہ مین اگر عادت کے خلاف ظاہر ہو تو مرض کا گمان کیا جاتا ہے۔

کیفیت خاص صحت مزاج مبارک خداوند نعمت۔

حمد بے حد اوس خداوند تعالی کو سزاوار ہے کہ جسنے اپنے تفضلات خدائی سے ہمیرے آقائی ولی نعمت کو صحت و سلامتی و تندرستی کی خلعت فاخرہ سے سرفرازی بخشی۔

ایہا الناظرین۔ مین نہایت مسرت اور راستی کے ساتھہ سیچے لفظون مین اپنے ممدوح کی اس صفت کو بیان کرتا ہون جو متعلق حفظ صحت جسمانی کے ہے۔

حکما ء حاذق انسان کے طرز معاشرت اور اندازہ حرکات و سکنات سے
کیفیت اعتدال مزاج کی نسبت اپنی راے قایم کرسکتے ہین اور ہر شخص کے
قوائی جسمانی کا احوال ہر وقت مین دریافت کرسکتے ہین۔
الحمد للہ کہ ہمارے حضور پر نور مدظلہ العالی اس امتحان مین غالباً مستثنے
طور پر کامیاب ہین۔
راقم کی ابتدائی شرف آستان بوسی سے ستہ ۱۳ تک جملہ چار سال سات
مہینے ہوتے ہین۔اس مدت مین صرف تین مہینے مختلف طور پر کسل مندی
مزاج مبارک مین گذری اور جملہ چار سال چار مہینے کامل صحت کے ساتھ
گذرے۔
ایام صحت سے وہ ایام مقصود ہین جسمین افعال طبعی اور ستہ ضروری
کہ جسکا بیان اوپر لکھا گیا ہے صحیح طور پر ہون اور یہان مراد صحت سے
وہ ہے کہ جن ایام مین حضور پر نور مدظلہ العالی کی حالت بیداری اور استراحت
فرمانا اور برآمدی اور خاصہ و چاے نوشی اور دوسری ذہنی محنت بھی
مثلاً شغل درس مطالعۂ کتب اور ریاضت جسمانی یعنی گھوڑے کی سواری
پولو۔ گرکٹ۔ لان ٹینس وغیرہ باوجود خفیف نزلہ و کہانسی وغیرہ کے حسب
عادت جاری رہے ہین میری ناقص راے مین ہمارے اعلیحضرت کا
مزاج مبارک خلط صفراوی اور بلغم سے مرکب ہے اور قوت مدرکہ

اور قوت حافظہ بہ نسبت دوسرے قوتونکے زیادہ تر ہے اور قوت بیانیہ نہایت درست او نبض آپکی اکثر دھیمی اور باریک رہتی ہے اور تعداد مین (۷۰) سے اسی تک شمار کئے گئے ۔

بہ لحاظ رطوبت و یبوست ہر شخص کا وزن جسمی مختلف ہوا کرتا ہے اور پیمایش قد کا بھی یہی حال ہے ۔ اعلیحضرت مدظلہ العالی کے

جسم مبارک کا وزن	— —	قامت مبارک
۱۵ آثار ۱۲۹۷ھ ہجری مین	سات اسٹون چار پونڈ	۵ فٹ
۶۴.۰ آثار ۱۳۰۰ھ ہجری مین	۹ اسٹون ۳ پونڈ ۔	۵ فٹ ۔ ۲ ۔ انچ

مزید توضیح کیلئے ذیل کا نقشہ لکھا گیا ۔

سنین	وزن		قامت	
	اسٹون	پونڈ	فٹ	انچ
۱۲۹۷ھ ہجری	۷	۴	۵	+
۱۳۰۰ھ ہجری	۹	۳	۵	۲ ــ انچ

اور قامت مبارک ۵ فٹ دو انچ لکھا گیا اور اسکے بعد ۱۳۰۰ھ ہجری تک وزن و قامت کسقدر زیادہ ہوا سو نہین لکھا گیا ۔

اور افعال طبعی پر پورے قادر ہیں سوانحات نپولین لونامارٹ شاہ فرانس مین دیکھا ہے کہ افعال طبعی پر قادر ہونیکے نسبت دلیل پیش کی ہی کہ کسی موقع جنگ پر شاہ موصوف ایک دورات برابر نہین سویا جب مصاحبین نے عرض کی۔

اور حکیموں نے او سپر زور دیا۔ اور قیام حفظ صحت کیلیے کسیقدر عرصہ تک سونے پر مجبور کیا۔ تو اونہون نے پندرہ منٹ سو کر اٹھ گئے اور بیدار رہے۔ مگر مین نپولین کی خاص قوت کو اپنے اعلیحضرت کے مزاج مین عام طور پر پاتا ہون۔

اور ندرت یہ ہے کہ کسی قسم کی کسل کلام مبارک پر اثر پایا نہین جاتا ایسا ہی نپولین کی مستعدی کی قدرت بیان کیا گیا ہے وہ اکثر جنگی اور دیگر ضروری موقعون پر بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے مگر یہ صفت معموماً حضرت مین زیادہ موجود ہے جسکے ثبوت مین مجھے کسی خاص موقع کی ضرورت نہین ہے۔

بعض وقت بسبب محنت ذہنی کے اگر مزاج مبارک پست ہو جاتا تو بغرض حفظ صحت کے جو اطراف شہر کے مقامات کی سیر کے لئے سوار ہو کر کوہ مولی علی اور زیبا باغ و سرور نگر وغیرہ کو رونق افروز ہوتے ہین۔

مگر قبل از رونق افروزی اولاً قاعدہ طبی کے موافق اور بلحاظ شان

سواری شاہی کے حکیمان حاضر باش کو حکم ہوتا کہ اطراف کی آب و ہوا کو دریافت کر کے رپورٹ کریں۔
بعد حسب مرضی خداوند کے کوئی جائے پسند فرما کے رونق افزا ہوتے تھے۔

کیفیت علالت مزاج مبارک اعلیحضرت جو نصیب دشمنان ۱۲۹۶ ہجری سے ۱۳۰۰ تک ہوئی

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ سوای (تین مہینے) کے باقی کل زمانہ صحت میں گذرا اور وہ ایام جو علالت میں گذرے انکی مختصر کچھ کیفیت اس مقام پر ظاہر کردینا چاہتا ہوں۔ آخری سال ۱۲۹۶ھ میں ماہ ذیقعدہ و ذیحجہ سنہ الیہ میں کچھ سلسلہ خفیف بخار و نزلہ درد گلو وغیرہ کا تین ہفتہ تک رہا بفضلہ تعالی پھر صحت حاصل ہوگئی اسوقت ڈاکٹر لا صاحب معالج تھے اور ۱۲۹۷ھ میں اگرچہ بدفعات ہلکی شکایتیں نزلہ کھانسی بخار کی رہیں جیسا کہ ۱۶ رمضان سنہ مذکور تپ لرزہ کا دورہ ہوا اور گردن میں ۲۸ رمضان تک رہا اور اندنوں دولت خانہ عالیہ موسوم بہ خلوت مبارک میں سواری اعلیحضرت کی رونق بخش تھی اور یہہ زمانہ بھی ڈاکٹر لا صاحب کی معالجی کا تھا صاحب موصوف تا صحت ہر روز حاضر ہوتے رہے اگرچہ بعض لوگوں نے ہمیشہ معالجہ یونانی جاری رہنے کے لئے تحریک کی مگر مختار الملک اجل

اور ڈاکٹر لا صاحب کی راے پر فیصلہ ہوا جو معالجہ انگریزی کے لئے تہا
اس سال صرف تخمیناً ایک مہینے تک علالت رہی۔
سواری مبارک آب وہوا کے غرض سے شیر و نگر۔ صاحب نگر۔
حیات نگر مین اکثر رونق افروز ہوئی تہی۔
۱۲۹۰ھ مین چند روز مختلف اوقات مزاج مبارک مین بخار نزلہ کہانسی
کی شکایت رہی اور ۳ صفر ۱۲۹۰ھ کو اسہال و درد شکم و مروڑ کی تکلیف
رہی ۶ صفر کو صحت حاصل ہو گئی، جمادی الاول سے ہیپیٹائٹس یعنی درد
کلہ و درد گلو کا سلسلہ گیارہ روز تک رہا اندرون سواری مبارک دولتخانہ
حویلی قدیم مین تہی اور ڈاکٹر وُنڈو صاحب تا صحت مزاج مبارک علاج
کیواسطے حاضر ہوا کرتے تھے اس شکایت سے ۲۰ روز مین صحت ہوئی
۱۲۹۹ھ مین کوئی شکایت طبعی نہین ہوئی مگر ۱۳ صفر ۱۲۹۹ھ کو ریاضت
صبح کے وقت سید ہے گھٹنہ کے پٹھا کا رشلوکش۔ ہو گیا اندنون
سواری مبارک دولتخانہ حویلی قدیم مین تشریف فرما تہی۔
اور مزاج مبارک ۹ اروز تک سلسلہ رہا اور علاج بیانڈج اور ربڑکا
بیانڈج مالش اور منکو سٹرای لی شن سے ہوتا رہا۔
اس علالت مین ڈاکٹر یونسٹ صاحب کی رائے کی پابندی کیگئی اور
۱۳۰۰ھ مین اگرچہ ہلکے شکایتین نزلہ وغیرہ کہانسی کے ہوئین مگر بفضلہ تعالے

ورس وغیر معاری تہا وہ دن صحت مین شمار کئے گئے ۔
الغرض چار سال سات مہینے مین بفضلہ تعالی جملہ ایام شکایت طبعی و
مقامی نصیب دشمنان مزاج مبارک کے تخمیناً تین مہینے بدفعات گذرے
چنانچہ حسب الطلب کلارک صاحب کے صحت مزاج مبارک اور علالت
وکسل طبع عالی کے رپوٹ جو آخر سنہ ۱۳۰۱ تک حسب الحکم سرکار عالی کے
دی گئی ہے ۔

کالارہ کی کیفیت

جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۱ مین حضور پرنور کی سواری مبارک سرورنگر مین
تہی وہین ۵ دوم جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۱ قراقر شکم مین ہوکر تین پہر کو دو اسہال
ہوئے تب مجکو فرمایا کہ کچہہ دوا گذرانو اوسوقت دوا از قسم قابضات و
نعدہ ہاضم یعنے رڈ کمپر گذرانا ۔ مگر اوسکے استعمال کے بعد بہی ایک اور
دست ہوا تب خود بدولت دواخانہ تک بذات خود پیادہ پا رونق افروز
ہوئے اور مفصل کیفیت دست ہونیکی ارشاد فرمائے تب اور کچہہ دوا
قابضات یعنے ملو رس کرتیا کم اوپیاسے خاصہ مین لایا بعد اسکے بہی مغرب
کے قریب ایک اور دست ہوا تب مجکو محل مبارک مین یاد فرمایا اور اجابت
دکہائی گئی اوسوقت تک کالرہ کا کوئی شبہ واقع نہوا تہا کیونکہ وہان اطراف
وجوانب مین کالارہ نہین تہا اس دست کے معائنہ سے میری تشفی نیا

کالرہ ثابت ہوا اس سے پہلے تک مین نے اجابت کا رنگ نہین دیکھا
تہا وہ اجابت بالکل پانی کیسی تہی اور مقدار مین بہی زاید تہی حضور پرنور
مدظلہ العالی کے چہرہ مبارک پر مرض کے آثار پیدا ہوگئے تہے مگر ابتک
کوئی قے نہین ہوئی تہی اسیوقت ڈاکٹر لوسنٹ صاحبکو بلانے کے
لئے عرض کیا حسب اجازت بذریعہ رقعہ انگریزی افسر جنگ بہادر
کہ جو ایڈیکانگ تہے روانہ کیا اور ڈاکٹر صاحب ۸ بجے حاضر ہوئے
اور ایک گولی ہشیوگرلڈ اوپیم کے کہلائی اور آٹھہ ساعت کے بعد ایک
بڑے مقدار کا دست ہوا اور نبض مین سستی شروع ہوی ہاتہہ پاون
مین تشنج ہوا شکم مین درد معلوم ہونے لگا اور تہوڑے عرصہ کے بعد
ایک قے بہی ہوئی تب ہیپوڈرمک سرنج مارفیہ کے الی گیا سٹرک کے
مقام پر کئے پیر اور ایک دست ہوا سستی زاید ہونے لگی اسٹملنٹ
مکسچر یعنے سلفیورک اتیہر اسپرٹ آف آمونیہ ارسپانگ وغیرہ دیتے
رہے تہوڑے عرصہ کے بعد نواب میر لایق علیخان بہادر عماد السلطنت
جو مدار المہام تہے ڈاکٹر اسمت صاحب کو جو ڈپٹی سرجن میمن ساگر
کے تہے ہمراہ لائے اسوقت ڈپٹی سرجن نے دیکہکر کہا کہ ڈاکٹر صاحب
نہایت عمدہ طور پر علاج کر رہے ہین مجہکو راے دینے کی کچہہ ضرورت
نہین ہے ۔

اور نیٹو و گلیسرین یا جوا و سو قت تک ایک نئی دوا ہتی دینے کیلئے رائے
دیکر چلے گئے ۔
داکٹر صاحب اپنے پاس سے دوا بنوا کر دینا چاہتے تھے تب مینے داکٹر صاحب
سے یہہ کہا کہ سندگانعالی کے معالجہ مین یہہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ نئی
اور سمدار دوا دفعتاً نہین دیجاتی تاوقتیکہ ادسمین سے دوسرے
کو دیکر آزمایش نہ کیجائے اور اسیطرح دواخانہ سرکاری سے دوا
تیار ہونیکا طریقہ ہے ۔
الغرض حسب رای داکٹر صاحب بہادر کے باحتیاط مین اپنے ہاتہہ سے
خاصہ کے صندوق سے نسخہ تیار کرا کے پلاتا رہا مگر سستی زیادہ ہوتی
گئی اور سرد پسینہ نکلنے لگا اور سب علامت کلاپس کے شروع
ہو گئے اور نبض اول تو کہنی مین بعد بغل مین بہت ضعیف محسوس
ہونے لگی تب ادویات متفرقات حسب ضرورت موقع کے لحاظ سے
دیئے گئے اور دبنیت متواتر تہوڑے تہوڑے مقدار مین ملتے
بہی ہوتے رہے قریب ۱۲ ساعت شب کے رزیڈنٹ کار دنعا صاحب بہادر
بہی حاضر ہوئے داکٹر صاحب سے کیفیت دریافت کئے اور خود بدولت
سے ہاتہہ مین ہاتہہ ملاکر مزاج مبارک کی کیفیت دریافت کئے تب
خود بدولت نے نہایت آہستگی اور ضعف کی حالت مین خیریت فرمایا

تمام شب مین دو مرتبہ تشے ہوئے فجر کے پانچ بجے کے قریب تنفس نے پھر عود
کیا اور بہ نسبت دو پہر شب کے اب علامت کچھہ درست ہونے لگی خود بدولت
کچھہ ضعف کی حالت مین ایک دو بات ہی کرتے رہے یہی علامات کم و بیش کے
دو روز تک رہے اور ادویات مین کم و زیادتی ہوتی رہی تیسرے روز
تک پیشاب نہین آیا تب ادویات مدر بول دئے گئین اور کمر کے مقام
پر جسک سنگیان متواتر دو تین مرتبہ لگائے بعدہ بفضلہ تعالی پیشاب بہی
آیا اور دست دو روز تک برابر کم کم مقدار مین سبزی مایل ادہے ایک
گہنٹے کی عرصہ مین آتے رہے ۔

الغرض سخت علامات تین روز تک ظاہر رہین بعدازان وہ علامات
کم ہو گئے ۱۱ روز تک داکٹر یونبٹ صاحب اور راقم اور حکیم مرزا علی صاحب
مدارالمہام لایق علیخان بہادر کے ہمراہ جو تشریف لائے تہے حاضر رہے
اور حکیم فیض اللہ خانصاحب بہی کبہی کبہی امیر کبیر نواب سر آسمانجاہ بہادر
کے طرف سے حاضر ہوتے رہے مگر علاج مین شریک نہین تہے ۔

بفضلہ تعالی یہہ مرض رفع ہو گیا بنیکری حاصل ہو گئی مگر چند روز تک
کبہی کبہی غذا اور نعمت کو ضعف معدہ کے سبب سے ایک دو دست
آتے رہے ۔

الحمد اللہ بعد از غسل صحت کے ہزار ہا روپیہ مشایخین فقرا اور مساکین کو

اور بیاہ زات مین صرف فرمایا حکماؤن کو انعام ذیل سے سرفراز
وممتاز فرمائے یعنے ڈاکٹر یوبنٹ صاحب کو عہ ۵ ہزار روپیہ نقد
کمخواب کے دو تہان اور دوشالہ وغیرہ اور اون کی میم صاحبہ کو
بیگم صاحبہ کے طرف سے عمدہ خلعت اور نقد جواہرات عنایت ہوئے
اور اس راقم کو چھہ ہزار روپیہ نقد اور کمخواب کا ایک تہان اور دوشالہ
وغیرہ عطا ہوا ۔
اور ڈاکٹر مرزا علی صاحب کو اسیطرح ۔ ایضاً ایضاً ۔ اور ڈاکٹر
فیض اللہ خانصاحب کو چار ہزار روپیہ ۔
اور ہاسپٹل اسٹنٹون ہر ایک کو پانسو روپیہ نقد اور دوشالہ وکمخواب
اور ملازمین دواخانہ اور تمام عملہ مین ایک ہزار روپیہ سرکار سے
عنایت ہوئے ۔
جیسا کہ تمام دنیا کے مسلمان امیر المومنین سلطان روم کے سایہ عاطفت
کو غنیمت سمجھتے ہین ویسا ہی اوسوقت کل ہندوستان کے اہل اسلام
ہمارے اعلحضرت ظل سبحانی کے سایہ دولت کو اپنے سر پر ہما کا
سایہ سمجھتے ہین ۔
پس جب یہہ حقیقی کیفیت ہے تو پہر ناظرین غور فرما سکتے ہین کہ
علالت کے سبب سے کیا پریشانی نہ عاید ہوئی ہوگی اور کس قدر

بندگان ہوا خواہ دلی کے ہاتھہ دعاؤن کے لئے نہ اوٹھے ہونگے ۔

ہ

صد وسی سال سلامت رہے آقا میرا

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

طبیب کی ضرورت کا بیان

ناظرین کو جب معلوم ہو چکا کہ مرض اور علالت واقع ہونا سنت ضروری حکم و مشیت پر منحصر ہے ان سنتہ ضروری سے واقف ہونیکے بعد یہہ جانتا ہے کہ انسان کونسے علم سے دنیا مین صحت و مرض سے واقف ہو سکتا ہے جسکا جواب یہہ ہے کہ علم الابدان بغیر اسکے انسان اپنے زندگی کی عمارت کو قایم نہین رکھ سکتا کوئی انسان دنیا مین ایسا نہو گا کہ کیسی ہی جنگل مین کیون نہو اس علم سے لا علم رہے مگر ہان سوای تجربہ اور سماعی سوانحات کے علمی طور سے واقف ہونیوالے نہین ہین اور جو ایسے لوگ ہین اونکا نام دنیا کے مختلف زبانون مین حکیم طبیب معالج ڈاکٹر وغیرہ سے مشہور ہے ۔

پس یہہ ثابت ہے کہ انسانکو اس علم کے بغیر مفر نہین ہے جنانچہ ادریس علیہ السلام کا قول ہے کہ اوس مقام پر نہ رہنا چاہئے جہان حکیم حاذق حاکم عادل نہر جاری نہو مگر اوس وقت تک وہ شخص

حکیم نہین سمجہا جا سکتا جب تک اوسمین مفصلہ ذیل باتین موجود نہون =
اولا گو وہ علمی لیاقت مین کیسا ہی کامل کیون نہو مگر جب تک تجربہ نے
یہہ ثابت نکر دیا ہو کہ یہہ ہمیشہ اپنی تشخیص مین کامیاب ہوتا ہے -
اوسکا علم لایق اعتبار نہین چنانچہ میرے ہم عصرون مین سے ایک
حکیم صاحب نے اورنگ آباد سے نواب سر سالار جنگ اول کے
پاس ایک عرضداشت پیش کیا کہ جسمین ایک دیسی اناڑی حکیم کی شکایت
تہی کہ اوسمین کچہہ لیاقت اور علمیت نہین ہے مگر لوگ اوسکے طرف
زیادہ رجوع ہوتے ہین اسلئے ڈاکٹری علاج کا عروج نہین ہوتا تو
نواب صاحب نے اوسکے جوابمین فرمایا کہ ارجاع عام خود اوسکے
لایق ہونے کی دلیل ہے =
اس سے میرا مقصد یہہ نہین ہے کہ جو شخص کسی علاج مین کامیاب
ہو وہ لایق رجوع خلق ہے کیونکہ یہہ مسلہ مسئلہ ہے =
کہ کوئی نقص سو برس تک جاری ہو مگر وہ نقص ہی ہے =
صحت کے درجہ کو نہ پہونچے گا = مگر البتہ میرا اتنا مطلب ضرور
ہے کہ جو علمی لیاقت سے متمتع ہے وہ اس زعم مین
یا غرور سے مصرت نہ اٹہائے = کیونکہ انسان کے جان کا معاملہ
طبیب سے متعلق ہوتا ہے اور یہہ ایسی عزیز چیز ہے کہ

شرعاً و قانوناً قابل سزا غفلہ سے یہ جائی کہ جتنے جا گتے انسان
کی جان تلف ہو ۔
دوسرا ہمدردی انسان اور خدا ترسی ایمانداری بہ نسبت
اور مخلوق کے اوس حکیم مین زیادہ ہو ۔
کیونکہ حکیم ذرسی سی کم توجہی یا بیداری کی مضرت سوای جان کے
اور کس مقام پر نہین ٹھہرتی ۔
چنانچہ میرے استاد ڈاکٹر اسمٹ صاحب قدیم حکماؤن کے قول کا
اعادہ کرتے ہین کہ اگر پورے قواعد طبی کی پابندی کے ساتھہ
حکیم اپنے فرض منصبی کو ادا کرے تو ایک مریض اوس کیلئے
کافی ہے ۔
تیسرے حکیم مین عصمت جسمین رازداری بھی داخل ہے بہت ضرور ہے
بغیر اس کے وہ اپنے فن مین کامیاب نہین ہو سکتا چونکہ حکیم کا
دانستہ یا نادانستہ قصور کو زمین چھپاتی ہے مگر خدا سے کچھہ
پوشیدہ نہین ہے ۔
اگرچہ عصمت عموماً انسانی شرافت کے قبا کی سند ہین مگر حکیم اور حاکم کے
لئے خود قبا ہین ۔
بہرحال اسکا لحاظ کہ حکیم کیسا ہونا چاہئے معزز گروہ کو جنکے قیام وجود

کہ دنیا اور اہل دنیا کو بہت ضرورت ہے اور جنکو ہمیشہ اہل
غرض سے محفوظ رہنا چاہیئے بہت ضرور ہے کامل احتیاط
اور اہتمام کام مین لائین ۔

؎

ای بسا ابلیس آدم روئی ہست ؛ پس بہر دستی نباید داد دست ؛
غرض از ما نصیحت بود گفتیم ۔

نقشہ فہرست بیماران دواخانہ خاص و شفاخانہ عالیہ حضور پرنور مد ظلہ العالی کہ جو بیماران اس دواخانہ موصوفہ سے دوا لیا کرتے ہیں منجملہ سال ۱۲۹۹ ہجری آخر سال ۱۳۰۸ تک

سنین ہجریہ ہلالی	محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی	رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذی قعدہ	ذی الحجہ	میزان	کیفیت
سنہ ۱۲۹۹ ہجری	۱۸۵	۴۳۸	۴۰۵	۲۲۶	۳۱۷	۳۳۳	۱۹۰	۲۶۲	۱۹۸	۲۳۵	۲۶۹	۲۸۵	۳۱۴۳	(۸)
سنہ ۱۳۰۰ "	۲۲۰	۴۱۲	۳۴۳	۳۰۰	۳۴۹	۳۲۶	۳۰۸	۳۳۰	۴۲۸	۲۸۰	۲۴۲	۳۷۰	۳۸۶۸	(۱۱ نفر)
سنہ ۱۳۰۱ھ	۳۸۳	۴۱۸	۳۷۱	۲۵۹	۲۷۹	۴۶۳	۳۳۱	۳۸۳	۶۰۶	۶۲۱	۶۰۸	۴۶۴	۵۱۸۶	(۱۳ نفر) ۲۸۹
سنہ ۱۳۰۲ "	۴۶۴	۶۹۱	۶۹۷	۵۵۷	۷۳۴	۶۴۴	۴۵۰	۱۱۰	۵۷۶	۸۳۳	۹۵۱	۵۷۰	۶۲۷۷	صدر جملہ ۹۲۸ (۲۲ نفر)
سنہ ۱۳۰۳ھ	۶۸۴	۷۵۹	۶۰۶	۴۹۷	۳۵۷	۲۹۴	۴۱۹	۳۷۵	۲۳۵	۴۱۳	۵۱۵	۲۶۹	۵۷۰۳	" (۱۵ نفر)
سنہ ۱۳۰۴ "	۳۵۴	۶۴۹	۷۵۰	۴۳۰	۵۲۲	۶۲۲	۴۰۸	۳۰۴	۱۷۲	۲۰۹	۲۴۸	۳۳۵	۵۱۷۳	" (۱۴) نفر
سنہ ۱۳۰۵ھ	۲۲۷	۱۶۸	۳۱۷	۱۷۵	۱۷۵	۳۴۴	۳۲۸	۲۵۹	۲۵۶	۲۹۶	۳۷۰	۳۹۲	۳۳۰۷	" (۱۹) نفر
سنہ ۱۳۰۶ "	۳۰۲	۴۸۰	۴۳۲	۳۸۰	۲۲۶	۴۷۵	۲۷۴	۴۵	۸۷	۲۵۴	۴۰۳	۳۳۶	۳۶۹۴	" (۱۰) نفر
سنہ ۱۳۰۷ھ	۳۲۵	۲۱۱	۲۰۱	۲۰۹	۱۸۳	۲۱۵	۲۱۲	۴۳۷	۲۱۰	۱۷۴	۲۲۲	۲۳۵	۲۸۳۴	" (۷) نفر
سنہ ۱۳۰۸ "	۲۱۹	۳۲۵	۳۷۰	۴۸۰	۳۶۷	۵۴۶	۴۲۴	۵۱۳	۲۸۹	۱۷۴	۲۳۷	۲۴۴	۴۱۷۴	
جملہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

فصل ششم

یہ فصل موسوم بہ سفرنامہ حضرت بندگان عالی مدظلہ العالی ہے کہ جسمین یہہ راقم بہی حاضر تہا —

اول تمہید

یہہ راقم چاہتا ہے کہ کچھ بیان مجملاً سفر کی کیفیت بیان کریے تاکہ ناظرین کو حضور کی محنت وجفاکشی مصلحت ملکی اور فوائد سفر سیے کسیقدر واقف ہوجائین۔

غور کرنا چاہیئے کہ اولاً سفر مین اور مقام مین کیا فرق ہے عموماً انسان کو بعد عزت کے جان آرام دولت بہت زیادہ عزیز ہے جسکا آخر فیصلہ یہہ ہے کہ اس سیے زیادہ عزیز کوئی چیز نہین ہے۔ عزت کیلئے سپاہی جان دیتا ہے جان کیے بچاؤ کیلئے آرام ترک کرتا ہے آرام کیلئے دولت صرف کرتا ہے جب یہہ ثابت ہوچکا تو اسکی ساتھ ہی ہمکو یہہ کہنا پڑتا ہے کہ حالت سفر مین یہہ کل چیزین معرض خطر مین آجاتے ہین —

اب یہہ تعجب خیز امر ہے کہ سفر مین اور ایسی کونسی نعمت مفید ہے جو آدمی اپنی کل عزیز چیزون کی نقصان کیے اندیشہ کو بالائی طاق دہرتا ہی —

ہماری رائے مین غالباً وہ تجربہ ہے اور ضرور ہی ہوگا بیشک انسان کا تجربہ سفر کیے وجہ سیے بہت زیادہ قوی ہوجاتا ہے جسکے ذریعہ سی انسان صحیح الرائے ہونیکا دعوی کرسکتا ہے ہرایک جائی کی نئی کیفیت

اور آب و ہوا اور مکانات اور آدمیوں کی زبان لباس۔ وضع اور طرز معاشرت
ہر ایک ملک کے جدا جدا دیکھنے سے انسان کے دل و دماغ میں وسعت
اور گنجایش۔ یا مردمی ہو جاتی ہے اور جیسے ہر کا انسان پیدا ہوتا ہے
اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں انسان کو تجربہ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے
واقعی کیوں نہو کہ بغیر اسکے کوئی شخص بھلائی اور برائی کی تمیز نہیں کر سکتا۔
کیونکہ یہ کل محققین سائنس و حکما کا ہو اتفاق ہے کہ جبتک کسی چیز کی اصل جنس کا
وجود قایم نہو جاوے اوس وقت تک اوس شے کی بھلائی یا برائی کے نسبت
رائے قایم کرنا صرف محال ہی نہیں بلکہ قریب ناممکن کے ہے۔
پس انسان کے عزیز چیزیں یعنے عزت جان آرام مال کا قصد قایم نہو جاوے
تو انسان اسکے وجود کا شکر اور تلف کا رنج سمجھنے کے لایق نہیں ہوتا اسلیے
مخلوق سفر کو سب پر ترجیح دیتی ہے اور یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ قاعدہ اسلامی
کے پابندی کے لحاظ سے تو اسی پر بہشت و دوزخ کا دار و مدار ہے میں
خیال کرتا ہوں کہ اسکی ضرورت صرف مذہبی طور پر نہیں ہے بلکہ دنیوی
دار و مدار بھی اسی پر ہے جسکی تفصیل بیان طوالت کے لحاظ سے ترک کیا گیا ہے
جب مان لیا گیا کہ انسان کو تجربہ کی بہت ضرورت ہے تو اوسکے ساتھ ہی
یہ بھی ماننا پڑتا ہے کہ کوئی حالت دنیا کی ایسی نہیں ہے کہ جسمیں ہر وقت
اور ہر حرکت پر تجربہ کی ضرورت نہو پس سفر بے شک ایسی حالت ہے کہ جسمیں

سوائے ایسے مادون کے جس سے تجربہ کا سبق انسان لیسکی بہت کم
دوسرے مادہ مین یہ حالت ہے ۔

پس ایسی عزیز چیز کہ جسکیلئے انسان چالیس روز کی عمر سے ضعیفی تک ساعی اور
اور محتاج پایا جاتا ہے سفر کے ذریعہ سے حاصل کرنا انسان پر لازم اور ضروری
امر ہے ۔

اب مین یہان ایک نکتہ اور بیان کرتا ہون کہ سفر عزت جان آرام دولت
کو صرف معرض خطر مین رکھنے والا نہین ہے بلکہ کبھی یہ ان چیزون کے نقصان
مین زیادتی کرجاتا ہے اور کبھی انسان کے نفع مین یہی یہی سفر تھا کہ جزیرہ
تمامی عرب کے باشندون کو جو ایشیا کے سرحد کے آخر کے قریب ہی تو رد
مین پہونچایا افریقہ کی حکومت دلائی چین کی سیر کرائی لنکا مین آثار یادگار
کرنیکا موقع دیا گو اس سفر مین عرب کے کروڑون جان کام آئی مگر اسکی سال
اسکے خون بہا مین اسنے تمام دنیا کے حکومت جلیل القدر بادشاہون کی
سطوت عطا کرگئے ۔

اور یہی سفر ہے کہ جو اہل یوروپ کو دریا سے پار اتار کر ہندوستان مین
لایا سنکھا پہونچایا ۔ دنیا مین بہت کم قوم ایسے نکلینگے کہ جنہون نی سفر کرکے
اپنے کو تباہ کیا ہو ۔

بلکہ برعکس اسکے بہت مثالین تاریخ سے نکل آنے کے سفر سے فائدہ

اٹھائے ہین مین بہت افسوس کیے سات اسکا اقرار کرتا ہون کہ ہندوستان
سیے قوم اس نعمت عظمی کی بڑے حد تک محروم رہے اور حکم الہی قل سیروا
فی الارض پر ایک انسانی قول السفر قطعۃ السقر کو ترجیح دیا اور قوم ناصح السفر
وسیلۃ الظفر کے خلاف کو پسند کیا پس اسکا نتیجہ دیکہہ رہی ہین جو کچھ حاصل ہوا۔
ع بجرم خاک وگردون نگاہ باید کرد — کہ این کجاست ز آرام و آن کجا ز سفر
بالاخر اسکی مخالفت یہان تک کی گئی کہ اپنے مسکونہ موضع یا قصبہ یا شہر سے
باہر جانا گویا اعلاء السلم الایہ کا مصداق سمجہا گیا اگر غلطی نہین کرتا ہی تو
بے تشکک مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ اکثر ایسے وجود ہین کہ اپنے مسکونہ سرحد سے
باہر نہین گئے ہون اور خاص کر کے یہہ اثر شمول گروہ پر زیادہ پڑا جنکا مانو
گرام یہہ شعر ہے ۔
ع اندر سفر مشقت و ذل و ملامت است — گر ہست خوشدلی و فرح در اقامت است
یہہ سفر علے الخصوص بادشاہون کو اور فقیرون کو ایک امر ضروری ہے
دیکھیے عقلاے یورپ نی سفر کو ایک عمدہ ذریعہ جوانی مین سیاست مدن
کا ٹھیرایا ہے بغیر اسکے کوئی انسان کامل نہین کہلاتا ہے جسنے سفر کر کے
تجربہ حاصل نہین کیا تو حکماے سابق اور عقلاے فرنگ اوسکو خام سمجھتی ہین
بقول انکے ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی ۔ مگر شکر ہے خدا تعالی کا کہ ہماری
اعلی حضرت حضور پر نور مدظلہ العالی سفر دوست رہی ہین اسلئے الرجال تاریک السفر

سے اپنا نام نامی خارج فرما دیا اور ابتدائے طفلی سے ایام حکمرانی تک
بنظر مصلحت فوائد ملکی بغرض ملاحظہ انتظام ملک و عدالت و دادرسی متظلومان
و انتظام دفاتر ٹپہ خانجات و دواخانہ جات وغیرہ کے قطع نظر معمولی اور قریب بلدہ
کے سفروں بیرونی سفر دور و دراز دہلی کلکتہ مدراس بنگلور کا سیر فرما چکے
اور اپنے ممالک محروسہ کا جو چار صوبوں میں منقسم ہے دورہ اکثر کر چکے ہیں
بلکہ بعض صوبوں میں دو دو مرتبہ سفر ہوتا رہا ہے جسکا سلسلہ ابتک برابر
جاری ہے کہ ہر سال موسم گرما میں رونق افروزی ہوتی رہتی ہیں چنانچہ
انشاء اللہ تعالی میں ہر ایک سفر کا حال مفصل اس باب میں ذکر کرونگا اور
اس کمال میں اعلیحضرت اپنے دودمان عالیشان میں بے مثل یادگار
رہیں ۔

اور یہ سفر ممالک محروسہ کوئی خاص شہر سے مقامات پر محدود نہیں رہا بلکہ
تعلقات سے بڑھکر مواضعات تک پہونچ گیا ہے اگرچہ یہ سفر اکثر نام زد
شکار ہے مگر اسمیں اسکے سوائے دیگر مقاصد مثل ملاحظہ انتظام ملک
و عدالت و دادرسی دریافت حال رعایا وغیرہ بھی مرکوز رہا ہے اگر اسمیں
یہ سوال پیدا ہو کہ اکثر محققہ یہ بات کم دیکھنے میں آئی کہ حضرت دفاتر کو ملاحظہ
یا لوگوں کو جمع کرکے تفتیش کئے ہوں ۔

تو میں اپنا فہم نہیں سمجھتا ہوں کہ اسکا کافی جواب دوں ۔

منجملہ انتظامات و فرایض ملک داری سے ہر کام ایک ایک شخص
عہدہ دار کے ذمہ ہوتا ہے -
اسمیں صرف بادشاہ وقت کے خاص نگرانی کے وعمل آورئی امور
اکثر ہی سمجھی گئی ہین کہ دول خارجہ سے رابطہ اتحاد واخلاق کا قیام
بلحاظ مصالح ملکی - حفاظت ملک کے اسباب پر غور رعایا کہ تمول یا غیر تمول
کی حالت پر نظر - عملون کے طرز عمل کی دریافت انصافانہ ہی یا غیر انصافانہ -
اور ایسے وسایل کا قیام جنسی مستغیثون کے عرایض پیش ہونی مین وقت
نہو -
انمین سے کسی چیز کیلئے یہ ضرور نہین ہے کہ دفاتر کے ورق گردانی ہو
یا رعایا سے کسی حجم غفیر کی پریشانی ہو اور بغیر اسکے تفتیش یا مالمراد
ہو نہ سکے کیونکہ رعایا کے حالات رپورٹ نظم ونسق سے ظاہر ہوتے
رہتے ہین جسمین زراعت وتجارت و مویشی وغیرہ کا پورا حال تفصیل
وار ہر ضلع وتعلقہ وضلع مین درج رہتا ہے -
اوس سے ہر عاقل ہر امر کا نتیجہ خوب درست نکال لیتا ہے اب
رہی عملون کے طرز عمل کی نگرانی اسکے لئے یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ فطرتاً
انسان کا خاصہ ہے کہ جو چیز اوسکی نفع کے خلاف ہو اوسکا شاکی
بسبب منفرت کے ہوتا ہے اور یہ شکایت کئی درجہ اور اقسام

کے ہوتے ہے بعض ایسی شکایتیں ہیں کہ اہل مقدمہ بطور خانگی و دنیا
سندی خود اپنے سے حسن آدمی کو پیش کر کے فیصلہ حاصل کر لیتے ہیں
بعض چھوٹے چھوٹے کاموں سے فیصل پاتے ہیں ۔
اور بعض کلکٹر و کمشنر وغیرہ کے لایق ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ
سنگین وزیر اعظم کے پیش ہوتے ہیں اور اس سے بھی تجاوز
ہو تو بادشاہ وقت کی پیشگاہ تک پہونچتے ہیں ۔
پس جس شخص کو اسقدر سنگین شکایت ہو وہ بغیر استغاثہ کے
رہ نہیں سکیگا اور جب ایسی کوئی شکایت پیش ہو تو یہ سہل طور پر
فیصلہ ہو سکتا ہے کہ اس صوبہ میں ایسی کوئی شکایت نہیں ہے
جو بادشاہ وقت کے توجہ مبذول کرنے کیلئے ضرورت ہو ۔
اب رہا دوسرا مسئلہ کہ استغاثہ تو اوسوقت پیش ہو جب سائل
اوسکے پیش ہونے کے درست ہوں اوسکا صاف اور سیدھا جواب
یہی ہے کہ اعلیٰحضرت ہمیشہ اپنی سفر میں بہت سادگی سے قیام
فرمایا کرتے ہیں جو شخص اگر ذری بھی کوشش کرے تو آپ تک
پہنچ سکتا ہے اسکے سوا ایڈیکانگ کے وسائل بھی موجود اور وہ
خود بھی زیادہ خدا ترس اور منصف مزاج ہیں اونکی ابتدائی نقل
سے آجتک میں بہت دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ کسی فریادی

کو یہ شکایت نہیں پیدا ہوئی کہ ایڈمنسٹریشن کے عدم توجہ کے سبب وہ
محروم رہا ہو اگر بیان تک ہی رسائی ہو تو ٹیلیفون موجود ہے جسمیں
محصول رجسٹری گنگر دیہ کل ذرائع موجود ہیں اور انکو ملاحظہ میں
جانے کیلئے کوئی روک نہیں ہے اگر اس سے بھی زیادہ جلدی
مقصود ہو تو ٹیلیگراف موجود ہے اسقدر کہلے اور صاف وسائل موجود
ہونے کے بعد کیا مثل نوشیروان کے زنجیر اور گہنٹہ نصب کرنے
کے کوئی ضرورت میری رائے میں ہرگز نہیں یہ صرف اوس
زمانہ کیلئے تہا جب کہ کوئی وسائل اس قسم کی آزادانہ موجود نہ تہے
پس یہ نہایت عمدہ اور قیمتی پالسی اعلے حضرت کی ہے کہ مقام پر پہنچ
کر تشریف رکہتے ہیں اور وسائل آزادانہ قائم کر دیکر بے ضرورت
تفتیش سے سبکدوشی حاصل کرتے ہیں میں بہت دعوے
اور سچائی کے سات کہتا ہوں کہ اعلے حضرت کی یہ پالسی پوری طور
پر اپنے کل فرائض کو شاہانہ ادا کرتی ہے ۔
الغرض بسبب سفر کے تجربات حاصل کرتے ہیں ۔

کیفیت سواریہا اطراف وجوانب پیش از حکمرانی

ابتدائے درس خوانی سے حضور مدظلہ العالی کے حکمران ہونے تک
جن مقامات مین سواری پرنور رونق افروز ہوی مجملاً اوس کا ذکر کرتا ہون
مثلاً پہلی سواری مبارک جلوس کے ساتھ بعد تسمیہ خوانی جس کا تمام عالم
مشتاق تھا وہ سواری مبارک پر تکلف زیبا باغ کی ہے اگر مین اس سواریکی
پوری کیفیت رقم کرنا چاہون جیسا کہ محبوب السلاطین وغیرہ تواریخ
مین درج ہے تو ایک دفتر چاہئیے - جس کی یہان چندان ضرورت
نہین پائی جاتی - لہذا اوسکی کیفیت بطور اختصار لکھی جاتی ہے -
حضور پرنور زیبا باغ کو رونق افروز ہوے جس کی موزخون نے
(سواری حضور) کی لفظون مین کہ جسکی عدد (۱۲۹۱) ہوتے ہین تاریخ نکالی ہے
۱۲۹۱

کیفیت سواری زیبا باغ

سال ۱۲۹۱ھ مین سواری مبارک جلوسی بڑی عظمت وشان سے محل مبارک
سے بوقت آٹھ بجے کے از عماری رونق افروز زیبا باغ ہوے چونکہ یہ سواری
پہلی تھی اسلئے مخلوق خدا اس کے دیکھنے کے مشتاق تھے -
چنانچہ سواری مبارک سے پہلے چند چوبداران اورا ونکے پیچھے ایک ہاتھی جن پر
جھول کارچوبی زربفتی نہایت پر تکلف پڑے ہوے اور ایک شخص
ہاتی پر سوار سر پر خود فولادی پہنا ہوا ہاتھ مین نشان اور

عقب مین اوسکے تبرکات (تسبیح خانہ کا ہاتی) اور عہدہ ہای شاہی۔ ماہی مراتب۔ وغیرہ اور چند ہاتیون پر ہودج اور جہولین بہت پر تکلف زردوزی گنگا جمنی کیا ہوا گلو مین ہیکلین۔ پیشانی پر سری جس مین (ہلال، چسپیدہ مانند ہلال ناہ نو کے چمکتا ہوا سر سنہری و نقروی ڈالین اور پاؤن مین توڑے بیش قیمتی۔ گردنون پر مہاوت سوار ہر ایک کے بر مین لباس نہایت عمدہ دہنے ہاتھ مین آنکس جہومتے جہامتے ستنے ہوے چلے جاتے تھے۔

اسکے بعد سواران تیز رفتار کے پرے کے پرے جو سوائے افواج علاقہ دیوانی و پایگاہ کے فقط صرف خاص کی جمعیت تھی اور امرا اور منصب داران رکاب عماری کے روبرو علم طلائی کے پیچہے ایسے تیز رفتار کہ کثرت رفتار سے جس راہ سے گذر ہو رہا تھا صدمۂ اسپان نعلون سے گویا ایک طبقہ زمین کا اکھڑا نا معلوم ہوتا تھا۔

اور آستان عالی سے نقار خانہ سے زیبا باغ تک دو طرف فوج دیوانی و باقاعدہ حسب ترتیب مشلبندی بلا فصل اپنے مقام معین پر سلامی ادا کرتے تھے و

امرا وغیرہ کے سامنے افغان و راٹھود . ران فوج تلوارین حمایل کئے ہوے کمر مین پیش قبض وکٹارین سر پر خود فولادی پشت پر ڈھالین شیر غران کے مانند رفتار کرتے تھے - پھر سانڈنیان صبا رفتار اون پر شتر سوار وردیان پہنے ہتیار سجائے غرق آہنین ہاتون مین مہارین لیے ہوے خراماں خراماں چلے جاتے تھے - اورخصوصًا شجاعان عرب کے جگھٹے اور رغول کے غول صف باندہے ہوے بندوقین کاندہون پر کمر مین جنبیہ و سکین جنپر کام طلائی و نقرئی کیا ہوا اتھافاہی کہتے ہوے خوشی سے تلوارین علم کر کرا و چکتے اور کودتے مانند فیل مست کے چلے جاتے تھے علی ہذا تمامی جمعیت شاہی اسیموافق سجی ہوی تھی - فریق فریق اپنے اپنے قاعدون سے چلنے مین مصروف اور افواج باقاعدہ و کنٹنجنٹ وغیرہ نہایت شان و شوکت سے گذر راہ سواری مبارک کے دونون بازو قطار باندہے ہوے واسطے سلامی کے مشتاق -

اور تمامی عمائدین ریاست نہایت ادب سے کمر بستہ اپنے اپنے متعلقوں نمبر حاضر اور تماشائیونکا بہ تمنا ولقاء مبارک اسقدر ہجوم تھا کہ ایک دانہ گیہون پھینکدیا جاوے تو زمین پر گرنا دشوار معلوم ہوتا تھا اور سواری مبارک

درمیان ارکان دولت شاہی کے عماریمین سوار خواصی مین نواب عمدۃ الملک
امیر کبیر بہادر اور نواب مختار الملک مدار المہام بیٹھے ہوے سواری افضلگنج
پہونچے اوسوقت راقم نے روبرو دواخانہ افضلگنج سے نذر گذرانی۔
اعلحضرت قدر قدرت نے نذر قبول فرمائی اشرفیان اور روپیہ خیرات
کیئے اور جب سواری متصل گوشہ محل پہونچے میر عسکر سلطانی ۲۱ توپ
کی سلامی دی۔ اور سواری مبارک زیبا باغ سے اوسی دن تین پہر
کے وقت پل قدیم سے چومحلہ مین داخل ہوی اور تمامی چھوٹے بڑے
تہ دل سے ازدیاد عمر و اقبال دست بدعا تھے۔

سواری مبارک کوٹھی رزیڈنسی

سواری اعلحضرت قدر قدرت۔ سواری زیبا باغ نہایت شان و شوکت
سے ہوی۔ ویسا ہی سواری عماری واسطے ملاقات رزیڈنٹ صاحب بہادر
رونق افروز ہوی اور تین پہر تک وہان مقام رہا اور جو جو مقامات اطراف بلدہ مین
واقع ہین اونہین سالونمین دو دو چار چار روز رہنیکا اتفاق بسبب فرحت
زیادہ ہونیکے تفریح خاطر کیلیے ہوے ہین اوسمین خصوصیت نہونیکے وجہ سے فقط
مقامات کے نامون پر اختصار کیا گیا۔ مثلاً سرور نگر حیات نگر منصور آباد کنگم پلی کا گی وغیرہ
باغ محمد بیگم حسن لقا بیگم کا باغ (بیش از حکمرانی جو سفر کہ دور دراز کے ہوا اوسکی کیفیت مفصل ذیل سے ہے
دہلی ۵ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۴ سیر و شکار رنگونڈہ بیلا و اورنگ آباد ۲۰ صفر ۱۲۹۸ کلکتہ ۱۶ صفر فقط ۱۳۰۰ ۱۳۰۹

سفر دہلی

۱۹ ذی قعدہ ۱۲۹۳ہجری کو اعلحضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ بتقریب جشن دربار و خطاب قیصر ہند کوئین وکٹوریہ ملکہ معظمہ نہضت فرمائے دہلی ہوے۔

اعلحضرت کے ہمرکاب نواب مختارالملک بہادر وزیراعظم اور امرائے دولت نظامیہ تھے۔ اور معام بمقام ۴ ذیحجہ ۱۲۹۳ کو بوقت مغرب اعلحضرت فایز دہلی ہوے اور حوالے کوٹھی طامس صاحب بکرایہ ایک لک روپیہ جو مقرر ہوے تھی اعلحضرت اوسمین فروکش ہوے۔ اعلحضرت جب اسٹیشن سے کوٹھی مذکور کو تشریف لیجانے کے لئے بگی مین سوار ہوے اوسوقت اعلحضرت کے بگی مین صاحب عالیشان بہادر یک طرف اور روبرو وقارالامرا بہادر بیٹھے تہے۔ اور شاہی توپ خانہ سے اکیس۲۱ توپ کی سلامی سر ہوے۔ اور ہزارہا آدمی اسٹیشن سے تا بہ فرودگاہ حضرت کے جمال جہان آرا کا مشتاق کھڑا تھا۔

بعدازین جبکہ گورنر جنرل صاحب بہادر کلکتہ تشریف لائے

اوسوقت حضور پر نور نے اسٹیشن پر گیارہ بجے دن کے تشریف لیجاکر ملاقات فرمائے۔ اوسوقت اعلحضرت کے پیشی مین مدارالمہام بہادر و شریو، صاحب بہادر تھے لارڈ صاحب بہادر بسواری فیل و ہودج انگریزے کے سوار ہوے۔ اور سلامی جمیعت بطرز اہل اسلام یعنے ہاتھ سر پر رکھکر لیتے ہوے داخل ہوے۔

اوسکے دوسرے روز گورنر جنرل بہادر کشور ہند جنکے ہمراہ تخمیناً آٹھ دس ہزار سپاہ تھے واسطے ملاقات کے اعلحضرت کے یہان تشریف لائے۔ اور برابر برابر کرسیون پر تشریف رکھے۔

اسکے بعد نہم ذیحجہ کو حضور پر نور مع مختارالملک بہادر و امرائے دولت آصفیہ بغرض ملاقات بازدید گورنر جنرل بہادر کے یہان رونق افروز ہوے۔ اوسوقت بھی اکیس ۲۱ ضرب توپ خانۂ شاہی سے اعلحضرت کی سلامی اوڑائے گئی۔ اعلحضرت مدظلہ العالی نے گورنر جنرل بہادر کو ایک گھوڑا مع ساز و سامان طلائی کے تحفہ دیا۔ اور ۱۳ ماہ مذکورہ کو گورنر صاحب بہادر بمبئی

اعلیحضرت کے ملاقات کو تشریف لائے۔ اور توپخانہ
سے سلامی ادا ہوی۔
اسکے بعد ۱۴ ذیحجہ ۱۳۲۰؁ کو راجہ بلکر والے اندور اور
راجہ جیپور و راجہ دیوان اور راجہ بنارس واسطے
ملاقات کے اعلیحضرت کے قیام گاہ پر تشریف لائے۔
۱۵ ذیحجہ ۱۳۲۰؁ مطابق یکم جنوری کو دربار منعقد
ہوا۔ مقام میدان دربار بہت وسیع تھا اوسمین
چبوترہ دایرہ دار مرتب ہوا تھا اوسکے روبرو
بفاصلہ دس گز کے چبوترہ نصف دایرہ کا بنا تھا جس
مین تمام راجہ و مہاراجہ و روسا ہند حاضر دربار
قیصریہ تھے۔ کرسیون پر بیٹھے تھے۔ اوسکے پیچھے
ایک چبوترہ بخط مستقیم کپڑے سے ڈہپا ہوا تماشائیون
کے بنا تھا۔ اعلیحضرت بندگان عالی کے کرسی گورنر صاحب بہادر
کے محاذی چبوترۂ اولین پر تھے۔ اور اعلیحضرت کے ارد
گرد امراے دولت آصفیہ تھے۔ بعد اسکے تمام نوابان
و روساء ہندوستان و راجگان تھے۔ اس جلسہ مین
قریب دو واڑہائی لاکھ آدمیون کا مجمع تھا اور اوس جلسہ

مذکورہ مین اسپیچ پڑسے گئے۔ ملکہ معظمہ نے قیصر ہند کا
خطاب قبول فرمایا۔ اور بعد اختتام اسپیچ توپ خانہ
شاہی سے سلامی دے گئی اور جلسہ برخاست ہوا
اوس جلسہ مین اعلیٰحضرت کے جسم مبارک مین سب
لباس سفید تھا۔ جسم مبارک پر زیورات کے قسم
سے کوئی عدد نہ تھا۔ صرف دست مبارک مین تلوار تھی
گو کہ ہمرا ہیان حضرت نے اوسوقت حسب دستور
زیورات وغیرہ سے آراستہ تھے۔ اس سے یہہ
بات پیدا ہوتی ہے کہ حضرت کو بالکل سادگی پسند
آتی ہے۔
اور جلسہ کے دنون مین بہت سے تفریح اور تفنن کے
کے متفرق باتین اور طرح طرح کے تماشے ہوسے جس کا
بیان طول طویل ہے۔ صرف اتنا کافی ہے کہ گھوڑ دوڑ
اور ورزشی کھیل کرتب اور آتش بازے وغیرہ بھی
تھی۔
اور ۳ جنوری کو ویسرائے صاحب بہادر نے والیان

ریاست سے ملاقات رخصت فرماے۔
اسوقت جناب ممدوح نے اپنے طرف سے ہرایک رئیس کو ایک ایک تلوار اور اوسکے ساتھ کتاب باتصویر یاکوئے اور قدردانی کی نشانی عطا کیے۔

اور اس دربار کے روز شب کو روشنی کو ٹھے رزیڈنسی حیدرآباد مین ہوے۔ اور پانچ روزتک دفاتر سرکارے کو تعطیل تھے۔ اور ۱۹ر ذیحجہ سنہ کو اعلحضرت کے ملاقات کے لیے بیگمصاحبہ والی ریاست بھوپال تشریف لائین۔
۲۲ر ذیحجہ سنہ مذکور کو اعلحضرت قدر قدرت مراجعت فرماے بلدہ حیدرآباد ہوکر ۲۷ر ذیحجہ کو مع الخیر و العافیہ فایز دارالسلطنت ہوے اور تمامے رعایا نے خوشی کے ابواب ظاہر کیے یعنے تمامے شہر مین روشنی اور کمانین تیار کی گئین۔

۲۵ر جنوری روز جمعہ جلسۂ قیصری کا آخر دن تھا۔ اوس روز سارے فوج کے قواعد

ہوے۔ اور جس کسے نے اس قواعد کو دیکھا
اسس پر اس سے بہت ہی بڑا اثر ہوا۔ قواعد
کے شروع ہونے سے پہلے رئیسان موجودہ کی
سارے فوج اور جلوس ویسرائے بہادر کے روبرو
ہو کر گذرا۔
اسپر ویسرائے بہادر نے رئیسان موجودہ کو حکم
دیا کہ آپ بھی اپنے جلوس کو حکم دیں کہ وہ بھی اپنے
اپنے انداز سے ہمارے سامنے سے ہو کر گذریں
گو کہ رئیسان مذکورین کے ہمراہ فوجے تعداد
بالکل تھوڑے تھے۔ مگر نمونہ دکھانے کے لئے
کافی تھے۔ دو گھنٹہ تک یہہ فوج بڑے
تماشہ کے ساتھ برابر ویسرائے صاحب کے
روبرو سے گذرتی رہے۔
اور ہر ایک رئیس نے اپنے فوج کو اپنے
اپنے مرضی کے موافق ترتیب دیا تھا۔
اوسکے سوائے اور بھی بہت سے باتیں
ایسے دیکھنے مین آئے۔ جو قابل بیان ہین۔ مگر
طوالت کے وجہہ سے اختصار کیا گیا۔

کیفیت سفر اورنگ آباد

بتاریخ ۲۵ صفر ۱۳۱۲ھ روز شنبہ حضور پرنور مدظلہ العالی بعہد مدار المہام مختار الملک
اول بذریعہ اسپیشل ٹرین راہی اورنگ آباد ہوے اور اسوقت مفصل
ذیل مصاحبین ہمراہ رکاب تھے -

محبوب یار جنگ بہادر افسر جنگ بہادر آغا مرزا صاحب مولوی
مسیح الزمان خان صاحب مستحکم جنگ بہادر سعیر الدین صاحب فصیح الدین صاحب
اکرام جنگ بہادر دلیر جنگ بہادر معین الدین صاحب کلیم اللہ خان بہادر
گردھاری پرشاد راجہ گوپال راو انور الدین خانصاحب محمد ابراہیم خان
کلارک صاحب بہادر مسٹر ہوستم لاذر صاحب گردن صاحب ظفر جنگ بہادر
سید حسین صاحب بلگرامی سید صاحب از فرزندان نظام یار جنگ بہادر
میر جاندار علی صاحب میر حشمت علی صاحب میر منور علی خانصاحب اور
یہ راقم مع عملہ ضروری اسکے سوا محمد کاظم علی برادر زادہ راقم
بھی اس سفر مین میرے ہمراہ تھے -

الغرض بوقت سات ساعت دن کے سوار ہو کر مع الخیر ساڑھے نو بجے
شام کے وقت داخل رائچور ہوے اور شب کو اعلیٰ حضرت نے رائچور
کی کچہری مین جو کسی قدر وسیع اور پہلے سے درست کی گئی تھی آرام فرمایا
اور اس سفر مین غالباً چار سو آدمی ہمراہ تھے اور دور دور دیکھہ رعایا

جوق جوق اسٹیشنون اور دیگر مقامات پر اپنے بادشاہ کے دیدار کی تمنامین جمع رہتے تھے جس سے بخوبی اندازہ کرسکتا تھا کہ حضرت ظل سبحانی اپنے رعایا کے دل اور آنکھہ مین کسقدر عزیز تھے -

کیفیت رایچور

رایچور ایک ضلع ہے ممالک محروسہ سرکار عالی کا اور خاص رایچور کی آبادی بہت زیادہ وسیع ہے اور غالبا یہہ ریلوی اسٹیشن ہی کی برکت سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ یہہ بستی ممالک ستردہ سے ہے اسلئے کسی زمانہ مین یہان گنٹری کی کچہری تہی جسکے وجہہ سے کسیقدر نقشہ تہذیب اور درستگی کا پڑہ چکا تہا جسکو اکرام الدینخانصاحب صوبہ دار علاقہ سرکار نظام نے پورا کردیا سڑکین یہان کے کشادہ اور درست ہین راستہ کے دونو بازو دیرسایہ دار درخت لگائے گئے ہین بازار بہت خوشنما وضع پر واقع ہوا ہے یہہ آبادی اندرون قلعہ واقع ہے یہان ایک روئی کا کارخانہ بہی لگایا گیا ہے جو اپنے کام مین بہت چالاک ہی سرکاری کچہری وغیرہ خوشنما عمارتونمین سے ہے تجارت مین ترقی پائے جاتی ہے اور نسبت دوسرے ضلعون کے یہان تجارت کا زور ہے پانی یہان کا بہت صاف اور ہلکا ہے یہان کی ملکی زبان کنٹری ہے مگر دفتری زبان اردو اور مرہٹی ہے آبوہوا معتدل ہے اکثر بارش کم اور گرمی زیادہ ہونے کے آثار مین یہہ ملک

کرناٹک کے قسم مین داخل ہے اگرچہ سرکار انگریزی سے یہ ملک واپس
ہو کر عرصہ ہوا مگر سکہ کلدار کا اب تک زیادہ مروج ہے سرکار انگریزی کے
مدراس سے ملحق ہے اس قصبہ کے چند کوس کے فاصلہ پر ایک دریا سے
کرشنا واقع ہے اور جسپر سرکیے خزانہ کا بہت بلند اور
مضبوط پل بنا ہوا ہے اور اوسپر سے ریلوی لین بنائی گئی ہے یہ دریا
ہندوستان کے مشہور دریاؤن مین سے ہے اور اسکی چوڑائی قریب
دو میل ہے ایام بارش مین یہ دریا بہت زور شور سے چلتا ہے جسمین سے
آگ بوٹ کشتی ٹوکرے کے ذریعہ سے مسافر پار ہوتے ہین اسکا پانی
شیرین اور بامزہ ہے رائچور کا قلعہ بہت وسیع اور بلند ہے اور پتھر
حصار سے محصور ہے قلعہ کے بالا حصار پر ایک توپ دھری ہے جسکے دہانی
مین ایک آدمی لڑکا بیٹھ سکتا ہے اور اسکے مقابل پہاڑ پر پانچ قبرین ہین
جسکو عوام پنج بی بی کا مقبرہ کہتے ہین اور نذر و نیاز چڑھاتے ہین اسکے سر دروازہ
پر اون اولی العزم مسلمانون کے قبرین ہین جو کفار سے اس ملک
کو لیتے ہوے شہید ہوے ہین اونکو لوگ اب تک عزت اور وقعت سے
دیکھتے ہین اور خیر سے یاد کرتے ہین اسکے راستہ پر ایک ہاتی پتھر کا
بنا ہوا ہے جو دور سے بالکل اصل ہاتی کے مشابہ ہے اور قلعہ کے اکثر
پتھرون پر ایسے قسم کی تصاویر بنی ہین جو اسبات کو ثابت کرتے ہین کہ اس سے

پیشتر زمانہ میں یہاں ہندوؤن کی حکومت تھی اور اس قسم کی صنعتیں جاری تھے مگر اب وہ بہت شکستہ ہوگئے ہیں یہاں کے لوگوں کی غذا عموماً جواری معلوم ہوتی ہے اور چانول اور گیہون کا پیداوار غالباً کم ہے الغرض رات کو کیمپ میں روشنی ناچ اور آتشبازی ہوی اور راجگان بہیر لی۔ کولاپور۔ گدوال کے نذریں ہوئیں اور صبح کو اعلیٰ حضرت نے بستی اور محبس کو ملاحظہ فرمایا محبس واقعی بہت مضبوط اور وسیع بنا ہوا ہے اسمیں اکثر تاڑ کی لکڑی ہے اور ۲۶ صفر روز یکشنبہ کو رایچور سے ایک بجے پندرہ منٹ ریل پر سوار ہوے اور ساڑھے پانچ بجے شام کو گلبرگہ پہونچے۔

کیفیت گلبرگہ

یہہ بستی بہت قدیم ہے اور ہمیشہ سے معزز و مکرم ہی کچھہ دنون تو اس وجہہ سے اسکو عزت حاصل ہے کہ پائی تخت شاہان باہمنی کا رہا اور جب یہہ فخر اسکے سر سے اوٹھہ گیا تو ساتھی اسکی حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے قدوم میمنت لزوم کے برکت سے یہہ بستی رشک گلستان ہوی اور اسی وجہہ سے اس بستی کے نام کے ساتھ لفظ شریف کہا جاتا ہے یہہ بستی بہ نسبت رایچور کے زیادہ وسیع ہے اسمین گورنمنٹ نظام کے کمشنر کا ہیڈ کوارٹر ہے اس بستی کے تین میل فاصلہ پر سے بمبئی ریلوی لین گذری ہے۔

یہان پارچہ بافی کے کئی کارخانہ ہین اور اکثر کوئی گھر ایسا نہین ہے کہ ہر قسم
کا کام جاری نہو ۔
اس بستی کے آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے پیشہ ورونسے بھرا ہوا ہے
اور اکرام اللہ خان بہادر صدر تعلقدار کے توجہ سے آبادی اور رونق
بہت بڑہتی ہے خصوصاً یہان کا محبس دار الضلع ہو گیا ہے اقسام کی سطرنجیان
قالین سوزنی نوار خیمہ رومال ساڑی پارچہ توشک رضائی وغیرہ قابل دید
تیار ہوتے ہین اور اونکے کارخانہ نہایت خوشنما اور باسلیقہ ہین اعلیحضرت
اوسکو ملاحظہ فرمائے اور ہر چیز کی جاے ضروری ہدایتین ہوئی اور ایک
پبلک گارڈن کی بنیاد بہت خوشنما وضع پر ڈالی گئی ہے جو صوبہ صوبیداری کی جانب
سے حضرت نے اسمین برگٹ اور برگٹ کا شغل فرمایا عجائب خانہ و عجیبات
اعلیحضرت نے یہان کے دفاتر بھی ملاحظہ فرمائے یہان کی زبان ہی تلنگی ہے
مگر دفتر اردو اور مرہٹی مین ہے یہان ہر سال ایام عرس خواجہ صاحب
مین ایک بہت بڑا میلہ ہوتا ہے جسکی کثرت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے
کہ ایام عرس مین اہل کاران ریل کو ہر روز دو دو تین تین غیر معمولی گاڑیان
چلانی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس میلہ مین تجارت کا بازار خوب
گرم رہتا ہے ہزارون اور لاکہون کا بیوپار ہوتا ہے سرکار بھی تاجرون
کے ساتھ بہت زیادہ رعایت کرتی ہے اس شہر مین ایک تالاب بھی

بہت خوشنما موقع پر قلعہ کے دامن میں واقع ہوا ہے ۔ اور بستی سے دو میل کے فاصلہ پر حضرت خواجہ بندہ نواز کی درگاہ واقع ہے خواجہ صاحب کو اہل عقیدت دکن اس ملک کے قطب مدار خیال کرتے ہیں چونکہ اس کی کیفیت اکرام جنگ بہادر نے بہت مفصل لکھی ہے جسکا نام گلگشت محبوبی بہت مقبول ہے لہذا میں بیان اختصار کرتا ہوں ۔

الغرض اعلحضرت بزرگان دین کی زیارت سے مشرف ہوئے نذرین گذرانی ۔ اور نواب اکرام اللہ خانصاحب اور دوسری عہدہ داروں کے نذرین قبول کرکے اونکی عزت افزائی فرمائے ۔

یہان کی آب و ہوا اور رقبہ اور آبادی کا بیان اس کتاب کے باب اول میں طبع کرچکا ہون مگر صوبہ دار صاحب کی سعی سے یہان کے راستون اور عمارتون میں بہت ترقی کی گئی ہے نئی عمارتین بازار میں آباد ہوی شہر پناہ کے دروازی بنائی گئی اور ما ف شہر میں ایک حوض موسوم بہ گلزار حوض بنا ہوا ہے راستہ کے نشان اور نام موقع پر لگے ہوئے ہیں مسافرون کی رخصت کا اسباب کیلئے ٹھیک ہی اسٹیشن پر کرایہ کے سواریان ملتے ہیں مسافر خانہ اور سرائین مستعد اور صاف ستھرے ہیں اہل خدمت موجود رہتی ہین تو بہو ٹھیک ہی صفائی کا انتظام اچھا ہی شہر میں روشنی ہوی پانچ ہوا اور اعلحضرت کا یہان

مقام بندوبست کی وسیع کچہری مین ہوا تہا حاصل کلام گلبرگہ سے چہ ساعت
چالیس منٹ صبح کو روانہ ہوکر چہہ ساعت پینتالیس منٹ شام کو
مقام احمدنگر مین نزول اجلال ہوا اور رات کو نگر مین آرام فرما ہوا

کیفیت احمدنگر

یہہ بستی بہت اچہی ہے اور بہ نسبت ہندون کے مسلمان کم ہین
تجارت بہت بڑی ہوتی ہے کچہہ تجار پیشہ کے سکونت کی وجہ سے
اور کچہہ ریلوے لین اس طرف ایک عرصہ یہان ٹہرنے کا موقع نہین ملا
غرہ ربیع الثانی روز جمعہ کے ۸ ساعت صبح کو نواب مدار المہام بہادر
تانگے کی سواری سے اورنگ آباد روانہ ہوکر بخیریت تمام [illegible]
چہہ ساعت شام کو اورنگ آباد مین پہونچکر بارادری مین فروکش
ہوئے نقشہ تقسیم اوقات ریلوے جو طبع ہوا تہا بجنسہ ذیل مین مرقوم ہے

نقشہ تقسیم اوقات ریل گاڑی خاص سواری بندگانعالی متعالی حضور پر نور مدظلہ العالی

جنوری [illegible] مطابق ۲۵ صفر [illegible] روز شنبہ

		ساعت	دقیقہ	وقت
از حیدرآباد	-	۷	۰	صبح
بہ گنگاورم	-	۹	۱۶	"
از گنگاورم	-	۹	۲۴	"
بہ تاندور	-	۱۰	۵۰	"

مقام	گھنٹہ	منٹ	وقت
از تاندور	۱۱	۴۰	ایضاً
به واڑی	۲	×	شام
از واڑی	۲	۳۵	ایضاً
به رائچور	۵	۳۰	عصر
از رائچور	۱	۱۵	ظہر
به گلبرگہ	۵	۳۰	عصر
از گلبرگہ	۶	۴۰	صبح
به شولاپور	۹	۴۵	ایضاً
از شولاپور	۱۰	۴۵	ایضاً
به دہوند	۳	۴۵	عصر
از دہوند	۴	۱۵	ایضاً
به احمدنگر	۶	۴۵	شام

۱۰ جنوری سنه ۱۸۸۶ء مطابق ۲۶ صفر سنه ۱۳۰۳ روز یکشنبه

۱۱ جنوری سنه ۱۸۸۶ء ۶ م [illegible] ربیع الاول سنه ۱۳۰۳ ہجری روز دوشنبه

تفصیل ڈبہ‌ہا

یک ڈبہ خاص — برای سواری مبارک حضور پرنور مدظلہ العالی

یک ڈبہ خاص — برای سواری مختار الملک سرسالار جنگ بہادر

سہ ڈبہ — یک ڈبہ اول و دوم درجہ و یک ڈبہ دوم درجہ برای ہمراہیان

[illegible] ڈبہ درجہ سوم — برای شاگرد پیشہ — یک ڈبہ باربرداری — برای سامان

دو ڈبہ سامان — برای سامان ضروری —

۹ ربیع الثانی روز جمعہ کے آٹھ ساعت صبح کو اعلیٰ حضرت معہ جناب
مدار المہام بگی اور ٹانگے کی سواری سے روانہ اورنگ آباد ہوئے
اور بخیریت شام ساڑھے چھ ساعت شام کو اورنگ آباد کے بارہ دری
میں فروکش ہوئے اور کل مصاحبین بھی بذریعہ سواری ٹانگہ اورنگ آباد پہنچے
اعلیٰ حضرت ہر روز صبح و شام گھوڑے یا بگی کی سواری پر سیر فرماتے رہے
ایک بار روز جلوس کے ساتھ سواری مبارک نوکھنڈی کو تشریف فرما ہوئے
اور وہاں آصف جاہ بہادر غفرت مآب کے مکانات اور محلات اور
مسند ملاحظہ فرمائے وہاں عہدہ داروں کی نذریں گذریں ۔

نواب عبد السلام خان بہادر صوبہ دار کے اہتمام سے روشنی اور
دیگر سربراہی کا کام بہت خوبی کے ساتھ ہو رہا جو قابل تحسین تھا ایک
دفعہ وہاں کا دفتر بھی اعلیٰ حضرت نے ملاحظہ فرمایا اور محمد لطیف خان بہادر
نے دفتر کی کیفیت اور نظم و نسق کی رپورٹ نہایت حسن کے ساتھ
بیان کی جس سے اعلیٰ حضرت بہت محظوظ ہوئے ۔

اور ایام قیام میں مندرجہ ذیل مقامات پر رونق افروز ہوئے

تکیہ شاہ مسافر صاحب	مقبرہ رابعہ دورانی	مزار نور اللہ صاحب قدس سرہ
شاہ علی صاحب	شاہ سلیمان صاحب	فخر الدین صاحب
شاہ نور حموی صاحب		

وغیرہ وغیرہ اورنگ آباد کے پر دو آرام کا تحفہ خوب طبع ہوا اعلیٰ حضرت و ملازمین

تحریر ہے ۔

قرار داد بوقت تشریف فرمائی حضرت بندگانعالی متعالی بمقام بلدہ اورنگ آباد

۱۴ ربیع الاول ۲۳ جنوری روز شنبہ ۔ ۴ بجے شام سے سواری مبارک
کا جلوس جیلی پورہ شاہ گنج رادھا بازار سینی بازار سپاری ہنومان
بھجی گنڈک ۔ چوک اور دروازہ بھڑکل پر سے نوگنڈہ کو رونق افروز
ہوئے کیمپ میں اور خاص خاص عہدہ داران اور معززین شہر کے وہاں
نذریں گذریں ۔ ۸ بجے نوگنڈہ سے براہ دروازہ بھڑکل چوک قرادہ شاہ گنج
جیلی پورہ سے مراجعت تاکہ شہر کی روشنی ملاحظہ فرمایا ۔

یکشنبہ

۸ بجے صبح سے سواری رسٹ سنا بمسافر کے تکیہ پر رونق افروز ہوئی
۔ ۳ بجے پہر سواری اور تحصیل سے کاغذات کا دولت خانہ پر ملاحظہ
فرمایا ۔

۵ بجے پہر بارہ دری سے اتر کر چمن اور کچہریات کا اور مکانات گرد و
پیش کا ملاحظہ فرمایا ۔

دوشنبہ

۸ بجے صبح سے سواری اسپ سرائی اور نہر رسول کا ملاحظہ فرماتے
وہاں سے مختار الملک بہادر کے قدیم مکان کو رونق افروز ہوئے وہاں
چار بجے مقبرہ رابعہ دورانی کی سیر کو سواری گاڑی تشریف لیجا یا پھر
تماشے تپنے مختار الملک بہادر مکان کو زینت بخشا ۔

سہ شنبہ ۸ بجے صبح سے پیمائش کا عمل کسی قریب جگہ پر ملاحظہ فرمانا ۔

۱ سے ۳ بجے منعقدہ مدرسہ کا عدالت مال و حساب کا پیش ہونا ۔

۵ سے ۶ بجے قلعہ ارک پر مدرسہ کے طلبہ کا امتحان ۔

چہار شنبہ سواری بسیر و تشریف فرمائی کدامی درگاہ وغیرہ ۔

۸ سے ۱۰ بجے عدالت روبکار توالی وغیرہ و تماشہ فرق کا دولت خانہ پر ملاحظہ فرمانا ۔

تتمۂ مراجعت سواری مبارک از اورنگ آباد تا بلدہ حیدر آباد

کیفیت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تاریخ و یوم
	روضہ	روضہ	اورنگ آباد	۲۱ جنوری ۱۸۸۳ء روز یکشنبہ
	روضہ	روضہ	دولت آباد	۲۲ جنوری روز دوشنبہ
	روضہ	روضہ	روضہ	۲۳ روز سہ شنبہ
	نان گاؤں	شیرواڑہ	روضہ	۲۴ روز چہارشنبہ
	پونا	تانولی	کلیانی	۲۵ روز پنجشنبہ
	پونا	پونا	پونا	۲۶ روز جمعہ
[illegible]	حیدر آباد	تاندور	واڑی	۲۷ روز شنبہ

کلارک صاحب - کارڈیصاحب ریذیڈنٹ - میر حیا ندار علی صاحب
اور یہ راقم سوعملہ دواخانہ جسمین محمد زین العابدین ڈسپنسر یکیا تھے
اور میرے ہمراہی مین میرا برادر زادہ محمد کاظم علی بھی تھا راستہ مین
مقام من ماڈ پر دو تین گھنٹہ تشریف فرمائی ہوئی وہان کے بیدار اون
سے نے جائے خوری کی دعوت گذرانی اور کچھ پہلوانون کا تماشا ملاحظہ ہوا
بعد قریب غروب کے وہان سے روانہ ہوئی تیسری روز بنارس کو
پہونچے مغلسرائی بنارس کی شاخ الہ آباد سے جدا ہوتی ہے ایک روز وہان
مقام ہوا مہاراجہ بنارس کے مکان مین مہمان رہی روشنی نہایت
تکلف سے ہوئی مہاراجہ بنارس نے ایک سو کشتیون کی قریب
میوہ خشک و تر بطور تحفہ پیشکش کئے اور بعد حصول اجازت تین پہر کو شرف
ملاقات سے مشرف ہوئے اور معمولی خیریت اور آب وہوا کی کیفیت
پوچھتی رہی اوسکے بعد ناچ ہوا جسمین ایک کمسن لڑکی بہت خوب ناچی
اور گائی جسکی عمر تخمینا بارہ سال ہوگی اوسکا ناچنا اور گانا یہ ثابت کردیا
کہ ایسے اہل کمال اس ملک مین رہتی ہین بعد چار ساعت کے خوب دیدہ
وہان سے روانہ ہوئے دوسرے روز شام کے پانچ بجے کلکتہ کو دخول بخشا

بیان بنارس

ایک بہت قدیم شہر ہے آبادی اسکی بہت وسیع پائی گئی راستے بہت تنگ ہین

میں سمجھتا ہوں کہ بعض رستے ایسے ہیں کہ جہاں آفتاب کی روشنی
نہیں پڑ سکتی مکانات دو منزلہ سہ منزلہ بہت اونچے اونچے ہیں وہاں کی
زینت بہت چھوٹی ملحاظ ہمارے ملک کے ہے مگر یہاں کے لوگ
کاریگر اور صناع اور خوش سلیقہ ہیں اخلاق مروت اور سلیقہ بہت
زیادہ پایا گیا یہاں مصالح اور نقروی سامان بہت زیادہ تیار ہوتا ہے
غالبا تمام ہندوستان میں اسکی خرید فروخت ہے یہاں کے لوگ کسی
قدر حسین اور ملیح پائے گئے اور بڑا معبد ہندوں کا ہے اکثر عقائد ہنود
کے موافق یہ مسلمانوں کے مکہ کے مثال ہے اور جس خیر مقام سے
ہی ورسطے خبرین ساعر کہتا ہے ۔

۵ از بنارس تا بروم معبد عامست اینجا ؛ ہر برہمن بخشیے بہمن ورامست اینجا

یہاں مشہور دریائے جمنا و گنگا ملکر بہتے ہیں اور اوسی مقام کا نام کاسی ہے
اوسی دریا کے درمیان میں ایک دیول ہے جسکا نام مہادیو کی دیول
ہے اسکا دروازہ سونے کا ہے اسی دیول کی زیارت کیلئے لوگ
دور دور سے آتی ہیں دریا کے کنارے حمام بکثرت رہتے ہیں اور
اسی دریا کے کنارے کے پتھروں کو لوگ متبرک سمجھ کر گلے میں ڈالتے ہیں
جسکا نام لنگ ہے جس زمانہ میں اعلے حضرت کی سواری یہاں رونق افروز تھی
وہ ایام سرما تھے سردی اس کثرت سے پڑ رہی تھی کہ جسکی انتہا نہیں اور ایسی سردی

تمام سفر میں کہیں نہیں معلوم ہوئی ۔
جب کلکتہ اسٹیشن پر اعلیحضرت کی ٹرین پہونچی تو از طرف عالی جناب ویسرائی ہز
کارداف آنر خود بدولت کے استقبال کیلئے حاضر تھا وہان اکتیس توپون کی
سلامی ہوئی قلیح کلکتہ سے چورنگی گلی میں ایک کوٹھی جسکا نمبر ۲ ایلنگی تھا اسپر
سے بیشتر بیس کئی ہزار روپیہ کرایہ سے لی گئی تھی اعلیحضرت اوسمین
فروکش ہوئے مع اپنے مصاحبین کے چونکہ دوسرے روز اتوار تھا اسلئے
گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کو تشریف نہیں لیگئے بلکہ تیسرے دن پیر کے روز
بارہ ساعت کو ملاقات ہوئی اوّلاً دو افسر ایک سکرٹری دوسرا ایڈیکانگ
استقبال کیلئے حاضر تھے اور انہیں کے ہمراہ حضور پر نور تشریف لیگئے اور
کوٹھی ویسرائی کے قریب پہونچے تھے اکیس توپون کی سلامی ہوئی بارہ
منٹ سے زیادہ ملاقات رہی یہ ملاقات نہایت مبارک ہوئی اوسنے
ہماری ہردل عزیز اور منصف مزاج گورنر جنرل لارڈ ریپن صاحب نے
نہایت خوشی سے فرمایا کہ میں آپکو اسبات کی خوشخبری دیتا ہوں کہ آپ
بہت قریب میں تخت نشین ہونگے اسلئے حضرت نہایت محظوظ و راضی ہوئے
اور اس خوشخبری کیوجہ سے لارڈ ریپن صاحب کو دعا دیتے
دکن نے دعای خیر سے یاد کیا اور چونکہ انہون سے اس خوشخبری
خود رونق افروز دکن ہوکر پورا کیا ہے اسلئے خاص و عام دکن نہایت

اور سبکے ممنون رہینگے اور اسی روز ایک بجے مسٹس بنٹ کو لارڈ صاحب
موصوف ازدید کی ملاقات کیلئے اعلیحضرت کی کوٹھی پر تشریف فرما ہوئی
اور یہان بھی اکیس توپون کی سلامی ادا کی گئی اور صاحب موصوف
اعلیحضرت کیے بازو کی کرسی پر تشریف فرما رہی اور کل مصاحبین نے
پانچ پانچ اشرفیان لارڈ صاحب کو نذرین پیش کین اور بوقت اور رزیڈنٹ سکار
ڈی صاحب بھی نذر گزرانی عمدہ اور لیاقت سے صاحب موصوف کو ادا
کرتے گئی اسکے بعد تھوڑے عرصہ تک مزاج پرسی اور آب و ہوا کی کیفیت کا
ذکر رہا اور بعدہ دربار برخواست ہوگیا ۔
دوسرے روز اعلیحضرت نمائش گاہ کے ملاحظہ کیلئے رونق افروز ہوئے
اور وہان طرح طرح کے عجائبات ملاحظہ فرمائے اور کئی مرتبہ
رونق بخش نمائش گاہ ہوئے دیگر اعلے اشیاؤن کو بھی دیکھا اور ہزار ہا
روپیہ کا اعلے سامان خریدا گیا اور فوٹو بھی لئے گئے ایسے زمانہ مین ایک
مرتبہ تخلیہ کلکتہ پر لارڈ صاحب سے ملاقات ہوئی اور ایک مرتبہ لارڈ صاحب
موصوف نے اعلیحضرت کی دعوت فرمائی جسمین ہمارے آقائی ولی
نعمی دو تین مصاحبون کے ساتھ شریک رہی المختصر دس روز کلکتہ مین
تشریف فرما رہی آخر روز عمدہ داران جلیل القدر اور دیگر رعایائی معزز
کلکتہ نے حضرت کی خیر مقدم کی تعریف کی اور ایک اسپیچ پڑھی گئی ۔

راجعت کیوقت حسب عادت مستمرہ خاندان عالیہ دس ہزار روپیہ سے
زیادہ غربا کو تقسیم کئے گئی اور اوسی روز بذریعہ اسپیشل ٹرین ہزار جعت
منزمائی بلدہ ہوسے مگر راستےمین بمقام جلنور بغرض ملاحظہ دریائی
گوداوری جو ایک سنگ سفید کے پہار کو کاٹ کر بہتا ہے ایک روز
مقام فرمایا اور بذریعہ سواری کشتی پہار کا ملاحظہ ہوا اور وہ مقام
بھی دیکھا گیا جہان سے دریائی گوداوری کا آغاز ہے یہہ دریائی ایک
پہاڑ کے پتھر مین سے نکلتا ہے اور دہانہ اسکا بہت چھوٹا ہے بہت
دور تک پایاب ہے مگر جیسی جیسی آگی چلی چلاویسی عمیق وعریض ہوگیا
الغرض وہان سے سوار ہوکر گلبرگہ پہونچے یہان نہایت تکلف کی اردیشتی
ہوی خود بدولت بندوبست ئیے بنگلہ مین فرو کش ہوے یہان
ناچ وغیرہ بہی ہوا اور ایک ہوا بینی نامی معزز مستاجرنے درخواست
کی کہ مین یہان روئی کی گرنی قایم کرنا چاہتا ہون اسلئے سرکار رہا رعایا
پروری اپنے مقدس ہاتون سے اُس گرنی کی بنیاد قایم کرین خاکسا
اسکی یہہ درخواست منظور ہوی اور اعلیحضرت اپنی ذات کمال شفقت
ورعایا پروری سے جو ہمیشہ مرکوز خاطر مبارک رہی ہے اس کارخانہ
کے بنیاد پتہر کو اپنی دست کرم سے مس کرنے سے شرف بخشا اور قریب
شام ہنکے وہان سے روانہ ہوے اور دوپہر کے ساتہہ حیدرآباد کی

اسٹیشن پر بفضلہ تعالی ٹرین ہوئی خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اس تمام
سفر میں مزاج مبارک صحیح رہا اور ہر مقام کو گھوڑے کی سواری اور شام کو
بگی کی سواری نہایت خوشی سے فرماتے رہے اور احتیاطاً بخیال رد و بدل
آب و ہوا کے ایک گولی کونین کی بمقدار تین گرین کے ہر صبح کو استعمال
کیلئے میں گزرا تھا گیا جس روز بلدہ پہونچے تھے شہر کی خوب آرایش
ہوئی تھی اور روشنی کا انتظام بہت معقول اصول پر تھا چنانچہ اعلیحضرت
بہ سواری فیل خاصہ جلوس کی روشنی وغیرہ ملاحظہ فرماتی ہوئی
داخل دولت خانہ عالیہ ہوئے ۔
اس سفر میں ہمراہان رکاب کو خاصہ سرکار سے مرحمت ہوتا رہا اور
سرکاری طور پر ڈریس اور ہزار ہا روپیہ عنایت ہوئے ۔

بیان کلکتہ

اس شہر کو فصیل نہیں ہے اور شہر نہایت وسیع ہے مکانات
دو منزلہ و سہ منزلہ نہایت مستحکم ہیں ثابت ہوتا ہے کہ لاکھوں روپیہ
اسمیں صرف ہوئے ہیں آبادی کثرت ہی اور لطف یہ ہے کہ باوجود
اس کثرت آبادی کے آب و ہوا کچھ خراب نہیں انتظام ملک داری
نہایت عمدہ حالت میں ہے راستہ بہت وسیع و کشادہ ہیں ٹرام وی
رات دن چلتی رہتی ہے جسکا کرایہ بہت ارزان اور مسافروں کو بہت

ارام ہے یہان کے باشندے بہت ذی علم ہین خاصکر باشندے اس
ملک کے اکثر سیاہ فام اور بابو کہلاتے ہین اور مذہباً ہندو سر پر
وہ کچھ نہین پہنتے یہان کے عورتین اکثر بہت باریک اور قیمتی ململ
پہنتے ہین اور یہہ لباس اکثر بالی لانے کیوقت ہوتا ہے اور اس
شہر کی وسعت دس یا بارہ میل سے زیادہ نہین پائی گئی یہان
تجارت کو اسقدر عروج ہے کہ جسکی انتہا نہین یہہ شہر دریا کے کنارہ
پر واقع ہے اور یہہ دریا خلیج بنگالہ کے نام سے مشہور ہے اس دریا
پر کشتیون کا پل ہے جو اکثر ہفتہ مین یکبار بغرض آمد و رفت جہازات کہولدیا
جاتا ہے اس دریا کا پانی اگرچہ زیادہ صاف اور سفید نہین ہے
مگر انجن کے ذریعہ سے بہت صاف و پاک کیا جاتا ہے وہی پانی نلون کے ذریعہ
سے ہر مکان مین صبح کے چہ سے آٹھ تک اور شام کے پانچ سے چہ تک
پہونچتا ہے یہان دیگر ممالک مثل چین و برما وغیرہ کے لوگ بھی آباد
ہین یہان ایک مصری گنج نام بازار مشہور ہے جہان فرانسیس انگلستان
اور یہودی کسبیان رہتے ہین اگرچہ یہان کے رستے کشادہ ہین
مگر اکثر سنگ بست ہین جسکے اوپر گاڑی چلتے وقت مسافر کے دماغ کو پریشان
کرتے ہین باین ہمہ اس شہر کی آب و ہوا اگر ناقص درجہ کی نہین ہے تو
اعلے درجہ کی بھی نہین ہے نمایش گاہ تمام دنیا کے سامانون سے

پھرا ہوا تھا جسمین ہر ایسا شخص جو خدا کی قدرت کے دیکھنے کا شایق ہو
اپنے شوق کو ایک بہت بڑے حصہ تک اس نمایش گاہ کے
بدولت پورا کر سکتا ہی میں خدا کا شکر کرتا ہون کہ اس سفر مین
ہمارے خداوند نعمت کو اور کسی ہمراہی کو کسی نوع کی شکایت
پیدا نہ ہوئی ۔

کیفیت سفر بعد حکمرانی

بعد حضور مد ظلہ حکمران ہونیکے جو جو سفر کئے اونکو ہدیہ ناظرین کرتا ہون ۔

کیفیت سرور نگر

یہ سرور نگر حیدرآباد کے مشرق کے جانب پر قریب دو تین کوس کے
واقع ہے اور یہ فصیل سے محدود ہے اسمین حضوری محلات اور
امراؤن کے مکانات اور باہر فصیل کے باغات وغیرہ ہیں عمدہ و خوش
مین اسکی زمین مسطح اور خشک ہی اور یہ جا بلندی پر واقع ہے
اور اسکی فصیل کے باہر ایک تالاب ہی یہ جا نہایت دلچسپ
اور فرحت افزا ہے اور اکثر دو تین مرتبہ اسیطرح آب و ہوا کے دریافت
کیے بعد شکاری سواری ایام کالرہ مین ہوئی ہے ۔
چنانچہ ۱۲۹۵ھ مین جو کالرہ بلدہ مین تھا حسب تجویز ڈاکٹر ونسٹ صاحب
کے سواری مبارک کا یہ ہرنی مقام چند روز کیلئے ہونا مقرر پایا اور دوسری دفعہ

ولکن صاحب بجائے کلارک صاحب کے قایم مقام تھے ۔
حسب الحکم اقدس حکیم سید باقر علیخان بہادر کوہ شریف کے طرف اور
حکیم محمد فیض اللہ خان صاحب قلعہ گولکنڈہ کو اور یہ راقم سرورنگر کو گیا
اور ہر ایک کی کیفیت موجودہ ہر ایک جائے کی پیشگاہ اقدس میں عرض
کی چنانچہ راقم نے سرورنگر کے باشندی اور اطراف کے دیہات
والوں سے جو کیفیت کہ صحت اور درستی آب وہوا کی سنی تھی وہ بھی عرض
کی اعلیحضرت سرورنگر پسند فرمایا اور بتاریخ شوال ١٢٩٥ھ کو بگی کی سواری
سے رونق افروز سرورنگر ہوئے اور ڈیڑھ ماہ سے زیادہ وہاں
قیام مبارک رہا بفضلہ تعالی مزاج مبارک صحیح رہا اور درس وغیرہ بھی جاری رہا
چنانچہ وہاں ایک وقت امتحان بھی ہوا مولوی وجیہ الدین صاحب صدر مدرس
دار العلوم اور رسول یار خان ممتحن تھے اور جو بندوبست کہ واسطے
حفظ صحت کے خصوص ایام کالرہ میں ہونا ضرور تھا مثلاً درستی اندرون
عمارات حضور مد ظلہ اور اطراف محل اور باورچیخانہ پاخانہ وغیرہ کی صفائی
وغیرہ کی نگرانی یہ راقم کرتا رہا اتفاقاً ایک روز نوین ذیقعدہ سنہ مذکور
کو سواری مبارک بہمراہی مصاحبین اور مولوی مسیح الزمان خانصاحب
شکار کیلئے باہر رونق افروز ہوئے اور مولویصاحب گھوڑی
سے گر پڑے جس کی وجہ سے اونکے سیدہے ہاتہ کے کہنی کو صدمہ

پہونچا اور علاج چند روز تک جاری رہا سو یہ صاحب کی اس حالت کو
جو خداوند نعمت نے ملاحظہ فرمایا تو حضرت کو بھی ایک طرح کا اشتیاق ہوا
اور مزاج مبارک تھوڑے وقت تک بے لطف رہا پھر دولت خانہ سرور نگر
کو واپس تشریف فرما ہوئے اور ایک خوراک عرق اسٹیمولنٹ نوش
فرمایا اس عرصہ مین کالرہ کی شدت حیدرآباد مین کم ہوگئی پھر
شہر مین سب کے سب چلے آئے ۔

سرور نگر کی کیفیت

جبکہ دوسری مرتبہ ۱۳۰۱ مین بلدہ کی ہوا بہت خراب ہوگئی کالرہ
شہر مین اور اطراف مین پھیلا اور اسکے دفعیہ کیلئے سررشتہ صفائی
سے ہر ایک محلہ مین حتی المقدور صفائی کا انتظام کیا گیا اور ہر محلہ مین
سر رستہ گڑہون پر ٹار ڈالکر جلانے لگے کہ تا یہ ہوا صاف ہوجائے
اور مکانات کی صفائی وغیرہ کے طرف بھی نگرانی رہی مگر جبکہ کالرہ
کم نہوا اور بدستور جاری رہا تب ڈاکٹر بوسنٹ صاحب نے بلدہ
کے اطراف مین چار پانچ کوس کے فاصلہ سے صاف و پاک
مقام پر تشریف فرمائی کیلئے حضرت کے پیشگاہ مین رائے پیش
کئے اسلئے بغرض دریافت آب ہوا مجھے حکم ہوا مین کوہ شریف کو
اور سرور نگر کو جاکر تحقیق کیا معلوم ہوا کہ سرور نگر کی آب ہوا اچھی

رہی ہے کوئی خراب مرض شلا چیچک سیتلا گو بری بخار آت
دیار رہا اور ہیضہ وغیرہ نہیں ہے - ڈاکٹر صاحب نے اس رائے سے
اتفاق فرما کر حضور پرنور مدظلہ العالی سے عرض کی خداوندنعمت
نے پسند فرمایا اور سواری مبارک بتاریخ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۰۱
سرورنگر کو مقامی طور پر چند روز کیلئے رونق افروز ہوئے وہاں ایک
موسم تک بفضلہ تعالی مزاج مبارک بہی اچھا رہا اور وہان کے باشندگی
اور ہمراہی کے لوگ وغیرہ بہی خیریت سے رہے اور شہر کے آدمیوں کی
آمدورفت کی بہی ممانعت کی گئی تھی -

مگر ایک روز دفعتاً حضور پرنور مدظلہ العالی کے دشمنوں کو کالرہ کی
شکایت جو ہوئی اوسکی کیفیت بیان علالت مزاج مین لکھی گئی سے
ملاحظہ ہو اور یہہ کالرہ سوائے حضور کے کسیکو بیان نہین ہوا
اور بعدہٗ کالرہ کے حضور غسل صحت ۱۷ جمادی الاول ۱۳۰۱ ہجری
کو فرمایا نذرین ہوئین اور سب کو جوڑی وغیرہ سرفراز ہوئے
اور مجھکو نوروز کے جشن مین سلطان الحکما اور مرزا علی صاحب کو حکیم الملک
کے خطاب سے سرفرازی ہوئی کہ جسکے تاریخ عطیات کے باب
مین درج ہے -

کیفیت سواری قلعہ گولکنڈہ

اگرچہ حضور مدظلہ العالی کئی مرتبہ تخت نشینی کے اول اور بعد ہی
بطور ہوا خوری کے مقامی سواری کے طور پر قلعہ گولکنڈہ میں تشریف
فرما ہوے - ہفتہ دو ہفتہ رہے اور چلے آئے جیسا کہ ششم ماہ ذیقعدہ
سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں تشریف فرما ہوے مصاحبین وغیرہ کیلئے مکانات
نہونے کے باعث غرب رویہ حجرے وغیرہ بنانے کیلئے حکم صادر
فرمایا اور پھر چلے آئے -

قلعہ کی تعریف

یہہ قلعہ قایم ہے اور اسکی وسعت بہت اور نہایت بلندی پر
واقع ہے اور احاطہ اسکا قریب پانچ چھہ میل کے ہے اور فصیل
سے محدود ہے اور بسبب اسکے رسالہ و پلٹن علاقہ افسر جنگ
بہادر کا وہان مقام ہے آبادی زیادہ ہو گئی ہے اور مکانات بھی
از سر نو بنائے گئے اور پرانے مکانات کی مرمت بھی کی گئی ہے -
آب ہوا وہان کی درست ہے پانی شیرین ہے - اور افسر جنگ
بہادر کے جانب سے وہان بھی زراعت وغیرہ ہوا اور اب ملاحظت
کہ جس سے آب ہوا خراب ہونیکا اندیشہ ہے موقوف کر دی گئی -
اور یہہ قلعہ شہر سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے -
جبکہ اعلیحضرت بتاریخ ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۳ روز شنبہ مع والدہ صاحبہ اور محلات

مبارک چند عرصہ تک رہنے کیلئے تشریف فرما ہوئے
تب مینے حجرے غرب رویہ در سیطے مصاحبین وغیرہ کیے جو حکم
بیشتر سوا تیار ہن گئے ستھے اور انہین بعض بعض مصاحبین اور
بعض ہین دوسرے عہدہ دار وغیرہ ہی اوترے۔ اور دوانا
سیکے عمدہ والی ہی انہین حجروںمین سے ایک حجرہ مین اوترے گئے اور
دور خانہ رکھا یہ راقم ہی اونہین حجروںمین سے ایک حجرہ مین
سکونت پذیر ہوا۔ مرزا علی صاحب دیوڑی سیکے نزدیک ایک
خیمہ دیکر اترے ستھے۔
اور تمام مصاحبین سیکے رہنے کیلئے آرام ہوا اگرچہ چار روز کوایکبار
شہر کو اپنے عیال و اطفال کو دیکھنے کیلئے آتی جاتی رہتے

سفر مدراس

تاریخ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۰ روز دوشنبہ بوقت ہشت ساعت
فجر خود بدولت قلعہ گولکنڈہ سے بذریعہ اسپیشل ٹرین واسطے ملاقات
لارڈ صاحب سیکے مدراس کو سوا افسر جنگ و محبوب یار جنگ و مولوی
سید حسن صاحب و ڈاکٹر مرزا علی صاحب اور اقبال یار جنگ بہادر تشریف
فرما ہوئے اور وقت روانگی مجھکو ارشاد فرمائے کہ تو زنانی
دیوڑی مبارک پر حاضر رہنا اور ہر روز ایک تار خیریت کی کیفیت

کا بھیجنا - اور عرضی بھی بدرج کیفیت مفصلی بجا کرنا -
چنانچہ راقم حسب الحکم اقدس صحیت و تندرستی محلات مبارک کی
کیفیت سے تحریراً عرض کرتا رہا -
اور مخبر سے چند ساعت کو مدراس مین داخل ہوے اوسوقت
سرکار انگریزی کیطرف سے کارڈ و آف تانرو اسطے حضور مدظلہ العالی
کے آیا تہا اور سیدن لارڈ دفرن صاحب بہادر ملک برہما ملاحظہ
کرنیکے کیلئے تشریف لیجا کر مدراس پر سے کلکتہ کو مراجعت فرما
ہو رہے تھے مدراس مین ملاقات ہوئی -
الغرض حضور مدظلہ العالی فرزحسین خان کے کوٹھی مین رونق افروز
رہے صبح و شام گہوڑونکی گاڑی پر سوار ہوکے ہواخوری کو رونق
افروز ہوا کرتے تہے -
الغرض ایک ہفتہ تک مدراس مین تشریف فرما رہے پھر مراجعت فرما کے
بتاریخ ۵ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ مین مع الخیر والعافیہ داخل ہوے -
الغرض حضور مدظلہ العالی جلسہ انگریزی اور دعوت انگریزی اور دربار وغیرہ
اور کسی ضرورت سے جانتوتین دو چار دن کو ایکبار کچہری سواری
جاتے آتے رہے - اور کبھی کبھی بطور ہواخوری سے بھی بلدہ کو آتی جاتی
رہی - حضور کا یہہ حکم تہا کہ شہر سے نہ کوئی آوے اور نہ یہان سے

سمر ہی کا آیا ہوا بغیر پروانگی کے جاوے اسصورت مین سواری
کا قیام بہت دیر تک رہنے کے باعث ہوا ہر ایک مصاحبین اپنی
اپنے زنانہ کو بلوانے کیلئے فکر کرتے تہے کہ تا بیفکری اور آرام
ہو یہہ کیفیت حضور مدظلہ العالی کو معلوم ہوئی تب حضور نے یہہ تجویز فرمائی
کہ مصاحبین اور حکیموں کو تہوڑی تہوڑی زمین مکان اور باغ بنانے
کیواسطے سرکار سے ملیگی تا بیفکری سے گزارین -
خصوص حکیموں کو زمین دیوڑی کے اطراف اور نزدیک ملیگی اگر
سرکاری زمین نہو تو غیر کی زمین خرید کرکے دلایا جاوے یا انکی
اوس زمین کا معاوضہ دیکر لیا جاوے اس حکم کی تعمیل برابر جاری
ہوے اس تجویز سے سب کو آرام اور آبادی قلعہ بہی زیادہ ہونیکا
تصور کیا گیا -
تب حکیم مرزا علیصاحب کو حسب درخواست ایک زمین واسطے مکان
اور باغ کے دیوڑی کے قریب ملی -
معین الدینصاحب اور قادر الدولہ بہادر کو بہی زمین ملی مکان اور
باغ بنالئے اور افسر جنگ بہادر کا رسالہ اور مکان وغیرہ اول سے
موجود تہا اسلئے اونکو کچہہ ضرورت نہیں تہی آرام سے رہتے رہے -
فقط مجہکو کوئی مکان اور زمین دیوڑی کے نزدیک نہونے سے

ہیں نے درخواست نہیں کی اور راجہ مرلیمنوہر بہادر کا مکان جو
تھوڑے سے فاصلہ پر تھا مستعار لیا اور انہوں نے براہ کرم اپنا مکان
رہنے کیلئے عنایت فرمایا میں اپنا زنانہ وغیرہ وہاں بلوا کر
آرام سے رہنے لگا انہیں دنوں میں مثل دوسرے مصاحبین
اور حکیم مرزا علی صاحب کے راقم کو جو زمین کہ مکان اور باغ بنوانے
عطا ہوئی ہے اسکی کیفیت باب چہارم میں تفصیلاً درج ہے ۔
۲۸ رجب سنہ ۱۳۲۰ ہجری روز دوشنبہ تو وقت ایک ساعت حضور پرنور
کو دختر نیک اختر تولد ہونے کی خبر آئی اور حضور مدظلہ العالی پرانی
حویلی میں ہم سبکو ہمراہ رکاب سعادت لیکر آئے ۔

سفر نیلگری

مرقوم ۲۲ رجب سنہ ۱۳۲۲ ہجری روز دوشنبہ شام کے چھ ساعت کو
بغرض ہوا خوری بذریعہ اسپیشل ٹرین طرف نیلگری اوٹی کمنڈ جسے
سکتے ہیں حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ مع زنانہ و صاحبزادیصاحبہ روانہ ہوئے
اور ہمراہ سواری مبارک کے مدار المہام سر لایق علیخان بہادر
اور انکے اسٹاف کے لوگ اور خود بدولت کے ہمراہی نیز
نواب افسر جنگ بہادر نواب محبوب یار جنگ بہادر اقبال یار جنگ بہادر
محبوب یار الدولہ بہادر ڈاکٹر مرزا علیصاحب حکیم الممالک ممتاز علیصاحب

راجہ مرلیمنو سر بہادر نواب قادر الدولہ بہادر مولوی سید حسین صاحب
عماد الدولہ کلارک صاحب آغا سید علی ششتری صاحب
اور بڑے آغا ۔

یہ مصاحبین ہمراہ رکاب سعادت حاضر تھے رانچور سے
مدراس کے راستہ گذرے اور آرگونم تک پہونچے وہان سے
بنگلور کے راستہ سے منٹ پالم کو تیسری روز فجر کے چھ بجے
پہونچے اور وہان سے جو پہاڑ کی چڑہائی ۲۳ میل کی ہے ٹانگو نپر
سوار ہو کر شام کے پانچ بجے مقام نیلگری کو پہونچے ۔

وہان دو مکان کرایہ سے خود بدولت کیواسطے لئے گئے تھے
ایک مصاحبین و دربار کا مکان اور دوسرا زنانہ کا مکان ۔
واقعی مین وہان زیادہ سردی تھی اور تھرمامیٹر ۶۲ درجہ ۶۹ درجہ
۷۰ درجہ رہا کرتا تھا ۔ نہایت درجہ گرمی کے موسم مین جو اسوقت
بلدہ حیدرآباد مین ایکسنو درجہ پارہ تہا ۔ وہان پہونچنے کے بعد
ڈاکٹر مرزا علی صاحب نے خود بدولت سے معروضہ کیا کہ یہان
سردی زیادہ ہے کوئی نین ۳ گرین کے روز دو گولیان
خاصہ مین لایا کرین اسی موافق خود بدولت استعمال فرمایا کرتے
اور محلات مین بہی کہلاتے اور خاصہ دو وقتہ دربار کے مکان مین

جو بہی روڈ پر واقع تہا ہوا کرتا تہا ۔
کپتان کلارک اور شمس الدولہ بہادر ہوٹل مین کہانا کہایا کرتی تہی
اور وہین رہا کرتے ستہے وہان کی ہوا نہایت سرد تہی حضار حاضرین
سواری مبارک کو اکثر ایک یا دو مرتبہ دستون کی شکایت یا بخش
اور بخار کی شکایت ہو گئی تہی آب و ہوا جسقدر بہتر ہو نا چاہئے تہا
نہین پائے گئی اکثر لوگ ان امراض بالا مین سے کسی کسی شکایت
مین ضرور مبتلا رہی اسوقت مدراس کے گورنر صاحب لارڈ
گرانڈ اف بہی براے ہوا خوری وہان تشریف لائی تہے وہان
خود بدولت نے ایک مرتبہ انکے مکان پر جاکر ملاقات کی بعدہ
بازدید کو وہ بہی ایک مرتبہ تشریف لائے ۔
اور مہاراجہ میسور بہی کوہ مذکور پر ہوا خوری کو تشریف لائے تہی
مگر انسے اور خود بدولت سے کوئی ملاقات نہین ہوئی اور
نیلگری پہار پر ٹیرسے ملکا مات وغیرہ زیادہ گران قیمت سکے موجود تہین
وہان خود بدولت کئی مرتبہ گہوڑے کے سواری سے فاکس ہنٹنگ
یعنے لومڑی کا شکار جو شکاری کتون کے ذریعہ ہوا کرتا ہے سے ملاحظہ
فرمانے تشریف لیگئے تہے اور ایسے شکار کو جان نے والے
لوگون کو جو خود بدولت کے ہمراہ تہے ۔ جاپتی خوری کی فخر کے

چھہ ساعت کو ایک دو مرتبہ دعوت بھی ہوتی تھی ایک مرتبہ اسی
شکار مین مدراس کے گورنر صاحب کے سکرٹری گھوڑے سے گر گئے اور اوسی
روز سہ پہر کو انتقال کیا اور کمانڈر اینڈ چیف صاحب سے ملاقات ہوی
اور ایک مرتبہ ٹن پگن یعنے نیزے بازی وغیرہ ہوی اور یہ کام افسر جنگ بہادر کے
ذریعہ ہوا کرتا تہا۔ وہان خود بدولت کا مزاج مبارک بفضلہ تعالی خیریت سے
رہا اور وہان سواری مبارک دو مہینے انیس روز یعنے ۲۲ رجب سے ۱۱ شوال
تک رہی اور ۱۱ شوال کو سواری مبارک فجر کے ۱۱ ساعت پر بذریعہ اسپیشل
ٹرین کے معہ زنانہ و مصاحبین ساتھہ خیریت کے بلدۂ حیدرآباد کو پہونچی
وہان دیوان صاحب کے ہمراہی مین مولوی مہدیعلیخان محسن الملک بہادر
اور عبد الحق ولیسر الدولہ بہادر اور میر لیاقت علیصاحب اور طفیل علیبیگ
صاحب میر مصطفی علیصاحب وغیرہ حاضر تھے۔
ایک مرتبہ سید احمد خان سی ائی علیگڑھ سے نیلگری کو حضور پرنور کی ملاقات
کیواسطے آئے تھے دیوان صاحب نے خود بدولت سے ایک مرتبہ ملاقات کروائے
اور مدرسہ علیگڑھ کے مدد کیواسطے دیوان صاحب نے سرکاری خزانہ سے کئے ہزار روپیہ
دلوائے اما بعد حضرت بندگانعالی توپران کو تشریف فرما ہو کر ایک شیر مار کر بعدہ بلدہ کو تشریف
لائے چونکہ یہہ سفر مین زیادہ نہین رہے اسلیئے یہہ شکار کی کیفیت مختصر درج کیگئی

کیفیت سیف آباد۔

بتاریخ سلخ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۲ ہجری روز شنبہ بوقت شب
بطور ہواخوری کے معہ محلات مبارک کے سیف آباد مین محبوب یار
جنگ بہادر کے مکان مین اترے اگرچہ چند روز کے ارادہ سے
تشریف فرما ہوے تھے مگر چند مہینے رہے اوسوقت مارشل صاحب
تھے اور مزاج حضور پرنور کا کبھی کچھہ کبھی کچھہ علیل رہتا تھا اور محبوب یار جنگ
بہادر کے مکان کے سامنے کہ جسمین ہمارا دواخانہ اور یہہ راقم چند
روز رہا بعد حسین لقا کا باغ واسطے زنانہ اوتارنے کے پروانگی لیکر اوتارا
تہا وہان بہی جاتے آتے رہتا تھا اور دوسرے طرف اوس مکان کے داور
مرزا صاحب اترے تھے مگر وہان رہے تک باریابی نہین ہوی اور
سیف آباد مین عبدالرزاق صاحب اور مارشل صاحب کی رنجش
ہوگئی تھی اور حضور کو سیف آباد کی جائے بہت پسند تھی اور خود
حضور بھی ایک بڑا محل کئے سال بیشتر سے تالاب کے کنارے پر بنوا رہے
ہین مگر تیار نہین ہوا تہا اسلئے محبوب یار جنگ بہادر کے مکان مین
اترے اور اسکے پیشتر سے یہہ حکم دیا گیا تہا بلکہ سب مصاحبین
اس کے اطراف کی زمین اور مکان کی درخواست کر رہے
تھے کہ مکان نیا بنے جب حضور بنائے تو رہا کرین۔
چنانچہ معین الدین صاحب اور افسر جنگ بہادر محبوب یار جنگ بہادر ممتاز علی

صاحب وغیرہ سب مکان بنائے تھے۔
اور بعد مین بھی ایک درخواست زمین کی کیا تو حضور بذریعہ
کرنل مارشل صاحب کے منظور فرماکر عنایت فرمائی اور وہ زمین
ایک بڑے پہاڑ پر راستہ کے قریب مین نیول صاحب نے
تجویز کرکے دو چار بیگہ زمین دیا اور اوسکا کاغذ مارشل صاحب
اور نیول صاحب کی دستخط سے ملگئی اور اوس کا نقشہ وغیرہ
بنوالیا ہون۔

شکار کا بیان

شکار کے دو قسم ہین

ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ۔ ادنی شکار تو وہ ہے جو پرند اور حلال جا
وغیرہ سے متعلق ہوتا ہے اسمین سواے حظ نفس کے لئے مسرت
روح کے اون لوگون کے لئے جو مشی کم کرتے ہین ایک قسم کی مشی ہے
اور کوئی فائدہ نہین۔ اسمین جو وقت اور پیسہ صرف ہوتا ہے وہ پیسہ
بیکار سمجھا جاتا ہے۔ اور دوسرا شکار قسم اعلی ہے۔
اسمین ہمیشہ درندونکا شکار مقصود ہوتا ہے اسمین جو وقت اور
پیسہ صرف ہو وہ خوشنودی طبع اور مسرت روح اور خلق خدا کے
فائدہ سے خالی نہین۔ یہہ شغل علی العموم ہر انسان کو خاص کرکے

بادشاہ کو لازمی ہے -

اب مین بہ تصریح بیان کرونگا کہ یہہ لازمی کیون ہے - مین نے اس سے پہلے بہت تصریح کے ساتہہ یہہ بیان کر دیا ہے کہ انسان کو کامل ہونے کے لئے سفر بہت ضروری امر ہے -

اور جب یہ کلیہ عام کے لئے ہے تو بادشاہ جو ہمیشہ گروہ انسانی مین ہر چیز مین کامل اور افضل خیال کئے جاتے ہین -

اون کے لئے بہت ضروری چیز ہے اور جیسا کہ عوام کو سفر کے ضرورتین داعی ہوتی ہین اوسیطرح بادشاہونکو نہین ہوتے -

کیونکہ عوام کو سفر کیلئے جو وقت اور زر کہ صرف ہو - وہ ہمیشہ ایسا قیمتی نہین ہوتا جیسا کہ پادشاہونکا ہوتا ہے -

پس ایسے ہی قوی اعراض ہونا چاہئے جو بادشاہونکو سفر کرنے کا سبب ہو بایں لحاظ اکثر پادشاہون کا سفر مفصلہ ذیل اغراض پر مشتمل ہوتا ہے - ملک گیری اہل ملک کے ظلم وغیرہ کی تفتیش عوام کے طرز معاشرت وطرز تمدن کا حصول علم سیواے ملک گیری ہمیشہ اعراض کے لئے کو ایک ایسا شغل ہونا چاہئے جسمین یہہ سب باتین حاصل ہو -

اسکے لئے سواے اس شکار کے اور کوئی شغل موزون

نہین ہے۔

پس یہہ شوق خداے تعالے فطرتاً الوالعزم طبیعتو نمین پیدا کردیتا ہے۔ اور کوئی زمانہ اس شغل کے پسندیدگی سے خالی نہین رہا ہے الحمدللہ ہمارے آقائے ولی نعمت اعلحضرت حضور پرنور مدظلہ العالی اس فن مین کامل ہین۔

خدا اونکو ہمیشہ کامیاب رکہے۔

اب اس تمہید کے ختم کرنیکے پہلے مجھے یہہ بتلانا ضرور ہے۔ کہ اس شغل مین خاص خاص کیا فواید ہین۔ ناظرین بغور سنین انسان مین قدرتاً مفصلۂ ذیل قوتین موجود ہین۔

شجاعت ہمدردی قدردانی۔ تحمل مصائب۔ خیرخواہون کی شناخت عفو عدل انتقام۔

اگرچہ یہہ قوتین ہر شخص کو قدرت الہی نے کچھہ کم وبیشی کے ساتہہ عطا کی ہین اور یہہ بھی مانا ہوا مسئلہ ہے کار بکثرت باقی بہانہ۔

انسانی کل قوتین ہمیشہ مشق سے ترقی پاتے ہین۔ اور بیکار چہوڑنے سے ناقص ہوجاتے ہین۔

پس اس شکار مین شجاعت کی خوب مشق ہوتی ہے۔

اور دشمن پر غالب ہوجانیکا حوصلہ بڑہ جاتا ہے۔

اور قدر دانی کو بھی چمکنے کا موقع ملتا ہے جو لوگ محنت کرتے ہین اپنے
جان کو معرض خطر مین ڈالتے ہین۔
اونکی قدر کیجاتی ہے اور یہہ اندازہ خوب ہو سکتا ہے کہ کون ایسا ہے
کہ جو آپ اپنے کو اپنے مالک کے بچاؤ کے لئے معرض خطر مین ڈالتا ہے
قوت تحمل مصائب سے پورا کام لینا پڑہتا ہے۔
چونکہ ہمیشہ پادشاہون کے طبیعتین اولالعزم اور بے نیاز ہوتے
ہین اکثر مہذب اور شایستہ اور رمیز اور ذی امارت لوگ پیش
نظر رہتے ہین
اسلئے احیاناً کوئی ذری سی حرکت خلاف ادب کسی سے سرزد ہو تو ناگوار
ہوتی ہے۔
مگر اس شکار کے موقع پر دس بلکہ پانچ ہزار آدمی ایسے جمع ہوتے ہین
کہ جن مین تعلیم کا بہت کم اثر ہوتا ہے۔
اور ہزارون حرکات اون سے ایسے ہوتے ہین کہ جسکی وجہہ سے
انسان کی فطرتی مجبوری کا کچہہ نہ کچہہ خیال دلونمین ضرور بڑہہ جاتا
ہے۔ چونکہ اپنے پیارے غریب تہیدست محتاج رعایا کی حالت
و طرز معاشرت اونکے مسکونہ مقامات اونکے موجودہ زندگی
کی قابلیت ملاحظہ مین آتی ہے۔ اس سبب سے ہر ایک قسم کا رحم اور

ترتیب قوانین کے وقت اونکی حالت نظرونمین رہنا ضرور کوئی نہ کوئی اونکی بہلائی کا باعث ہوجاتا ہے اور یہہ کوئی تہوڑی بات نہین ہے۔

عدل وانتقام

چونکہ اصول تمدن وطرز حکمرانی مین داخل ہے کہ پادشاہ وقت کو اپنے عزیز رعایا کی تکلیف دہندہ سے انتقام لینا ضرور ہے۔ خواہ وہ انسان ظالم ہو یا حیوان مطلق موذی ہو۔
پس یہ شیر دیگر درندہ جانور جانورون اور جانون کے نقصان کے باعث ہوتے ہین۔
اونکو مارنا گویا طلب انتقام اور عدل کے قوت کو تازہ رکہنا ہے۔
اب اس بیان سے ناظرین کو مفہوم ہوگیا یہہ شکار مصلحت ملکی وجسمی اور دشمن سے عدل وانتقام کرنیکے سوا باعث مسرت روح ہے۔
لہذا فقط نفس کو ترجیح نہین دیسکتے۔
بلکہ قوت شجاعت وعدالت وقوت انتقامی کے عادت کو تازہ کرنیکے لئے شغل شکار مفید ومبنی ہے۔

طرز شکار حضور پرنور مدظلہ العالی

جبکہ کسی موضع اور تعلقہ کے جنگل سے پی در پے خبرین آئین کہ فلان جگہہ شیر آیا ہے۔
اور جانوران زراعت کنندہ کے جانین تلف کرتا ہے۔ اور انسان کی جان بھی معرض خطر مین ہے۔ اور کسیکو اطمینان حاصل ہنین کیجس کا اثر سرکاری تحصیل مال پر پڑتا ہے اور موضعات ویران ہونے کا اندیشہ متصور ہے۔
اسوقت اس بادشاہ کی قوت انتقامی جو خاص قوت دماغی ہے بتوجہ ہوتے ہی کہ عزیز رعایا کو نقصان سے بچانا اور مطمئن رکہنا خاص بادشاہون کی خاصیت مین داخل ہے۔ حکم دیتے ہین کہ فلان تنبیہ شیر کے واسطے معہ ہمراہیان روانہ ہونگے اور لشکرگاہ کا قرار داد کیا جاتا ہے۔ فورًا بہ سوارے ریل خاص لشکرگاہ مین پہنچے۔ اکثر اوسی روز یا دوسرے روز گہوڑون پر معہ ہمراہیان اور میر شکاری وغیرہ نہایت مستعدی سے دہوپ اور بہوک کا تحمل کرکے بہ کمال جفاکشی فجر سے شام تک کمر بستہ وہ تاب آفتاب اور وہ اوس لباس خاص کی حرارت برداشت کرکے ہاتی پر یا جہولے پر یا پہاڑ پر حسب موقع منتظر رہتے ہین۔

جبکہ تمام رعیت وغیرہ حضور مدظلہ کے مدد دینے کے لئے
ہانکہ کرکے وہیڑا وغیرہ بجاکر شیر کو اپنے جائے سے میدان
مین بلاتے ہین -
اوسوقت حضور بندوق سے کبھی نزدیک آنے کے بعد اور کبھی
دور سے مارتے ہین -
اور نشان اسقدر عمدہ لگاتے ہین کہ کوئی کم لگاتا ہو - مجہہ کو یاد نہین
کہ کوئی نشانہ دور کا بھی نہ لگا ہو یا خطا کیا ہو -
اکثر ایک گولی مین شیر گر پڑا - بعض وقت دو گولیان چلانا پڑا
اوسوقت ایک غلغلہ خوشی کا اوٹہاتے کہ حضور اپنے دشمن پر
غالب آئے جس خوشی کا بیان ہو نہین سکتا -
اور خبرین تعاقدار اور صوبہ مدار المہام تک بذریعہ خطوط اور تار
برقی کے آناً فاناً صدہا کوس تک پہنچ جاتے ہین اور اخبارات
مین طبع ہوتے ہین -
اوس شیر کشتہ کو ہاتہی پر ڈالکر تمام رعیت ہانکنے والے اور سپاہیان
کوتوالی اور جوانان نواب میجر افسر جنگ بہادر وہیڑا وغیرہ بجاتے
ہوئے بڑے بڑے شکاری مستقر پر پہونچتے ہین -
اسکے پہلے حضور معہ مصاحبین وغیرہ اپنے لشکرگاہ مین فایز ہو جاتے

ہین۔ بعد اوس شیر کو خود حضور ملاحظہ فرماتے ہین کہ کہان
کہان گولی لگی اور کس کارے گولی سے وہ مرگیا اور اسکی درازی
بلندی وغیرہ کسقدر ہے اور فوٹو بہی لئے جاتے ہین۔
بعد اوس کے ناخن اور پوست نکالنے کا حکم دیا جاتا ہے۔
بعد حضور مدظلہ العالی خوشی اور قدردانی سے رعایائے
غریب حاضرین جو شکار کے وقت ہاکہ وغیرہ کرتے ہین۔ اونکو
بطور انعام فی آدمی ایک ایک روپیہ مرحمت ہوتا ہے جسکی تعداد
ہزارہا روپیہ ہے اور باقی معزز لوگون کو حسب حیثیت دس
پندرہ بیس اشرفیون تک عطا فرماتے ہین۔
اور مصاحبین ایڈیکانگ وغیرہ کو حسب مراتب ہزارہا روپیہ کے
انعامات سے اور سارے خلعتی اور خدمتیونکو حسب حوصلہ سرفراز
اور مالامال فرماتے ہین۔
اور جب لشکر وغیرہ مراجعت کا حکم ہوتا ہے تو خود بدولت
حیدرآباد کو تشریف لاتے ہین تو اوسوقت اوس
مقام کے غربا و فقرا و مساکین اور جملہ اقوام کو ہزارہا روپیہ خیرات
تقسیم فرماکر مراجعت فرماتے ہین۔
اول ماہیت شیر اور اوس کا نام وغیرہ لکہکر حضور مدظلہ کے شیر کے ز

شکار کی کیفیت یہاں لکھی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔

شکار کی ماہیت

یہ شیر ایک درندہ حیوانات صحرائی ہے جسمین تہور وجرأت وغرور بدرجہ اتم ہے۔ اگرچہ بعض حیوان اس سے بھی قد و قامت وغیرہ مین کئی درجہ زاید ہین مگر اسکی تہور و شرافت کو دوسرا کوئی حیوان نہین پہونچتا اس سبب سے اسکو سردار حیوانات کہتے ہین۔
اوس کے جسم کے بال اور پوست زرد اور اوپر سیاہ دراز لکیرین کہ جسکے دونون کنارے باریک اور درمیان کسیقدر کشادہ وسفید ہوتے ہین اور چہرہ وجسم پیشانی کے اطراف مین سیاہ لکیرین اور سیاہ ہی ایسے ہوتے ہین کہ جسکے دیکھنے سے انسان کے دل مین خوف طاری ہوتا ہے۔ ہاتون کے استخوان نہایت زبردست موٹے مضبوط ہوتے ہین اور پاؤن کسیقدر پتلے رہتے ہین۔
اسکا آواز اور بو وغیرہ مخصوص ہے کہ جس سے ہر شخص بخوبی واقف ہے بیان کرنیکی ضرورت نہین۔ اور یہہ جانور اکثر جنگل مین پہاڑون کے دروں اور چھوٹے درختون کے پودون مین محفوظ رہتا ہے۔
مسرت روح شجاعت وغیرہ سوا شیر کے شکار کے اور کسی درندہ جانور سے حاصل نہین ہوتی۔ اسلئے تمام بادشاہان سلف نے بھی شیر کے شکار کو پسند فرمایا ہے۔ الحمدللہ ہمارے بادشاہی موافق عادات بعضا ان سلف کے بھی

درجہ کی شکار کو پسند فرماتے ہین سے ہی کسی کو شوق بجرنیکا کسیکو باز کا پاشیر
دل جو لوگ بین کرتے ہین شیر نکا شکار ۳ اور کوئی سوال کرے کہ یہہ رعایا اسی بادشاہ
کے ملک مین پرورش پاتی اور ملازمین ماہوار پاتے ہین۔ پہر اسقدر روپیہ دینا
سولئے نام اور حظ نفس کے نہین اس کا جواب یہہ ہے ہر انسان مین فطرتی بات ہی
کہ جب آپ کسی امر سے خوش ہوتا ہے تو دوسرونکو بھی خوش کرنا چہتا ہے۔
دوم اللہ جلشانہ نے احسان کا بدلا احسان کرنا فرمایا ہے۔
چونکہ بادشاہ ظل اللہ ہوتے ہین ان مین یہہ دو امر قدرت سے فطرتی ہوتے ہین
کہ کسیکا احسان نہ اوٹہائین اور انتقام کردار فرمائین۔ لہذا ہمارے حضور
پرنور مدظلہ العالی کے دل مین بھی دو امر متمکن رہتے ہین۔ چنانچہ ہر شخص کا
خلوص سے خواہ ملازم ہو یا نہ ہو بروقت مدد دینا کہ جو احسان مین
داخل ہے تو اوس کا عوض اوسکے حوصلہ اور خیال سے زیادہ دیا جاتا ہے
اوسوقت تمام رعایا دعا مانگتے ہین کہ اللہ جلشانہ ہمارے عدل پناہ ہمارے
دشمن سے انتقام لینے والے بادشاہ کو تا ابد باصحت و اقبال قایم رکھے آمین
اور اب اس راقم نے جو کیفیت شکار کی اور سوا اس کے بھی دوسرے امور اس
کتاب مین لکہا ہے وہ مبالغہ سے خالی ہے کیونکہ مین خود ایسے سفر و نہین رہا
اور بچشم خود دیکہا ہے کچھہ خبر سماعی نہین ہے شنیدہ کے بود مانند دیدہ
اور اکثر جن جن مقامات مین حضور مدظلہ العالی نے شکار کے ارادے سے تشریف فرمایا ہے

وہان جب شکار ملا ایک ایک دو دو شکار کئے اور کم مقامات ہونگے
کہ شکار کی ناکامیابی سے واپس آئے ہو۔ جملہ شیرون کے شکار کی کیفیت
مین کچھہ خصوصیت نہو نیسے اور طول وطویل عبارت چھوڑ کر از انجملہ اون
شیرون کی تعداد و درازی و اونچائی اور خصوصیت وغیرہ آخر
مین لکھی گئی ہے ملاحظہ ہو۔
ماہ رجب سنہ مین جو سواری مبارک مقام گنگوارم پیر رونق
افروز ہوی اور متواتر شیر قوی ہیکل کا شکار ہوا اوسکی قطعہ تاریخ
فارسی درج ذیل ہے۔ ۵

در بیابان چون شہنشاہ دلیر	از شجاعتہا شکار شیر کرد
کردہ شاہ دل قوی صید دو شیر	سالش از برج اسد گفت آفتاب

سواری کوہ شریف معہ کیفیت شکار۔

مسیدک وکیفیت قاضی پلی

حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی کا حکم مجھے ایسا صادر ہوا کہ کوہ شریف کی سواری مین
ہمراہ رہنا حسب الحکم روز سہ شنبہ ماہ رجب سنہ ۱۳۰۶ ہجری ہمراہ سواری حضور
پرنور کے رہا حضور پرنور وہان دو تین روز تشریف رکھے فقط حضور پرنور مدظلہ
العالی کے تشریف فرمائی سے کچھہ مجمع معلوم ہوتا ہے ورنہ ہر سال وہ مجمع کم کم ہوتے جاتا

ہے اور بعد عرس ختم ہونیکے وہان سے لنگم پلی مین شہسوار بیگ صاحب کے بنگلہ
مین آنکر اترے محلات و والدہ صاحبہ بھی موجود تھے اور مکرم الدولہ بہادر کے بنگلہ کے
نیچے کچھہ گاڑی کو کچھہ صدمہ بہی پہونچا تہا۔
بارگاہ حضور پرنور مین بذریعہ افسر جنگ بہادر کے خبر آئی کہ میدک کے پہاڑون مین
شیر گارہ کیا ہے اوسیوقت مستعد ہو گئے مجکو بھی حکم آیا کہ تمکو بہی قاضی پلی شیر کے شکار مین
ہمراہ چلنا چاہئے ۔ الغرض ۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ روز شنبہ کو معہ پانچ مصاحبین یعنی افسر جنگ بہا
در اور مرزا صاحب معہ فرزند حکیم عبدالعزیز خان صاحب قادر الدولہ بہادر ۔
جان نثار خان بہادر اور یہہ نیازمند نے گھوڑون کے ٹپہ پر ۶ بجے فجر کے سوار ہوکر
۱۰ گھنٹہ کو قاضی پلی پہونچے۔
اسیوقت بکمال مستعدی حضور پرنور گھوڑی پر سوار ہوکر گارہ کی جائے پر پہونچے
مگر بسبب نخچیر نہ ملنے کے شام کے ۶ بجے واپس آئے ۔ ۲۸ رجب سنہ الیہ روز شنبہ
۲۹ رجب سنہ الیہ پہر شکار کو تشریف لیگئے مگر پہر بہی شکار نہوا۔
اور ۳۰ رجب روز شنبہ پہر شکار کو گہوڑے پر سوار ہوکر تشریف لے گئے
شکار ۷ بجے شام کے ہوا اپنے شیر مار اگیا شیر کو ہاتہی پر
ڈالکر نہایت بشاش روشنی کے ساتہہ فرودگاہ لشکر مین
حضور پرنور اور افسر جنگ بہادر وغیرہ نہایت خوشی سے اور تمام
جمعیت دہیڑا بجاتے ہوے شیر کو خیمہ گاہ کے پاس لاکر

اُتارتے رہے اور تمام لوگ اور خود حضور پرنور اسقدر خوش اور خندان
تھے کہ بیان سے باہر کیونکہ ابتدا سے انتہا تک فقط حضور کے
گولیاں چلین افسر جنگ کی گولی ایک بھی نہین چلی ۔
اور تمام رات ناچ ہوتا رہا ۔
اسمین اول گولی حضور کی شیر کے گردن مین لگی اور وہ شیر
نہایت بڑا اور فربہ تھا درازی اوسکی دُم تک ۱۱ فٹ ۱۱ انچ کی تھی
تمام لوگ زنانہ و مردانہ کے گولی روشنی سے دیکھی صدا
واہ واہ کی زمین سے آسمان تک بلند ہوئی ۔
پھر اوسوقت اور دوسرے دن بھی نذرین گذرانین صدر [illegible]
حضور نے بہت روپیہ بطور نذر درگاہون مین دو دو تین تین
بار بھیجے اور خود بھی رات کے اثنا بیچ میانہ مین سوار ہو کر سب
ہمراہیون کے ساتھ ہر ایک درگاہ پر گئے اور پھول چڑھائے
اور نذرین رکھتے گئے اور فقیرون کو نقد روپیہ تقسیم فرمائے ۔
بعد اوسکا چمڑا اور ناخن جدا کیا گیا ۔
بعد حضور پرنور نے یہ فرمایا تھا کہ ناخن شیر کے لونگا ۔
وہ تین روز تک آرام سے رہی کیفیت گاتے رہے کی آتی رہی پھر
تیسرے روز فیلخانہ کو پہاڑون کے درمیان تشریف لیگئے

اور پھر ایک شیر کو مارا مگر اول سے چھوٹا تھا مگر شکار سے واپس
آتے وقت جو ایک ٹانگے مین حضور افسر جنگ داود مرزا صاحب
اور پولٹ تھے اولٹ گیا اندھیری رات تھی اور سب کے سب
گر پڑے - حضور کو زیادہ چوٹ نہین لگی فقط ہاتھ کے انگلیون
کو اور پسلی مین کچھ تھوڑا ارگڑہ لگا اور افسر جنگ کے شکم مین
شیشہ یا کوئی لکڑی کی وبادٹ سے بہت تکلیف ہوئی اور
کچھ بیہوشی بھی ہوگئی اور پسلی مین شکم مین درد ہوا -
داود مرزا صاحب کو پیلٹی اور زمین کی چوٹ پشت شکم پر کچھ ہوئی
پولٹ کو کچھ نہین -

قاضی پلی کا مقام

حضور پرنور کو یہان کی آب ہوا نہایت پسند آئی -
الغرض ۱۲ تاریخ شعبان سنہ ۱۳۰۶ ہجری کو ساڑھے نو بجے قاضی پلی
سے مراجعت کا حکم ہوا حضور پرنور معہ زنانہ وغیرہ بگھیون مین
اور دوسرے لوگ کوئی ٹانگے مین اور بعضی بگی مین سوار
ہوکر روانہ ہوے - جبکہ نو بران کے نزدیک گھوڑے
بدلنے کیلیے ٹھیرا وسوقت مجکو حکم ہوا کہ تم ٹانگا چھوڑدو اور بگی مین
بیٹھ لو - اوسوقت چھپر کی گاڑی مین جسکو توپکانہ گھوڑے تھے

سوار ہوسے اتنے مین وہ گھوڑ بگی کو لیکر بازو کی گلی مین گئے اور لوگون کو کرا دئے اور بگی کو چھوڑ کر دئے ۔

مگر بفضلہ کوئی ایسا صدمہ تو بظاہر نہین ہوا کہ بیان کے لایق ہو بائین گھٹنے کے اندر کسیقدر اور بائین ہاتھ کے درمیانی اور انگشتری کی انگلی کو اور سید ہی ہو ندہ کے روبرو کچھ تھوری چوٹ لگی اور سوائے اسکے کوئی صدمہ بفضلہ نہین ہوا ۔

اگرچہ اس بائین پاؤن سے لنگڑاتا تھا مگر اسقدر چل نہ سکون ۔

اور اسیطرح جان نثار خان بہادر کو کمر مین چوٹ لگی ۔

ہم لوگ کرتی ہی حضور پر نور نے افسر جنگ بہادر کو جو سو کاس قدم دور گئے ہوئے تھے بجکر پوچھوائے کہ کس کس کو چوٹ لگی کیا ہوا جلد آکر عرض کرو ہمنے عرض کئے کہ کسیکو چوٹ نہین لگی حضرت بین ۔

یہان اور ایک بات قابل بیان ہے کہ اعلحضرت کی پرورش فرمائی وبہادری کی دلیل ونشان سے ۔

اوسیوقت کسی صاحب نے کہا کہ اوسی بگی مین خاصہ وغیرہ کی بند وقین بھی دیکھ لئے جائین کہ توٹے تو نہین ۔

مین نے سنا کہ حضرت نے یہہ بات سنتی ہی ارشاد فرمایا کہ بندوقوںکو

علاوہ اسکے ہمارے حکیم اور مصاحبین کی جان جو لاکھوں روپیہ سے زیادہ ہے بچی شکر کرو۔

الغرض وہ تھکے ہوئے خچر اور گھوڑے تانگے کو لیکر جان نثار خان اور میں رکیونکہ دوسرے گھوڑے وغیرہ اس سواری میں نہ جتتے سوائے اسکے بگی کی طرح رغبت نہیں ہوتی تھی) پھر طور توکل بخدا چلے جب مرحل کے تالاب کے مینڈ پر پہونچے ایک پتھر کی ٹکر لگنے سے وہی شب کے وہ تانگا اولٹ گیا ہم دونو گر پڑے مگر بفضلہ وہاں بھی کسیکو چوٹ نہ لگی۔

اور فقط تین آدمی کہ جسمیں اول کی بیعت کو دو تین گھنٹے نہیں گذرے کہ پھر یہ صدمہ ہوا مجبور اور صبر کئے ہوئے ایک جا بیٹھ گئے کیونکہ ہم دو تین آدمی سے تانگا سیدھا نہیں ہوسکتا تھا۔ اور ہم خدا کا شکر کرتے بیٹھی رہی کہ کسیطرح جان کا بچنا غیر ممکن تھا مگر فقط اوس حافظ حقیقی کے حفظ امان سے صحیح و سلامت رہی اور جبکہ راہ گذر نصف گھنٹہ کے بعد اودہر سے گذرے اونکو کسیقدر انعام وغیرہ دیکر ٹھیرایا اور ہاتھ پاؤں دبوائے اور تانگی کو سیدھا کروائے۔

الغرض خدا کا شکر بجالا کر پھر سوار ہو کر چلے کہ اتنے میں حضور پر نور بدولت

ایک لگی دو گھوڑوں کی کرار سے لیکر ہمارے آگے پیش از پیش بچیاں اسکے کہ ٹانگے مین تکلیف ہوگی بچے اور وہ پہونچی اور اوسوقت اسقدر خوشی حاصل ہوئی کہ حد بیان نہین ۔
دو سبب سے ایک ٹوٹا ٹانگی کی تکلیف سے بچے لگی سے راحت ملی ۔ اور اپنے مالک کی قدردانی اور راحت رسانی کا خیال ہوا اور نہ دل سے دعا نکلی ۔
الغرض خدا کا شکر اور حضور کے حق مین دعا دیتے ہوئے ساڑھی گیارہ بجی شب کے لنگم پلی کو پہونچے اوسوقت حضور پرنور بنگلہ مین خاصہ پر تشریف فرماتھی اور دیا د فرمائی ہوئی مین بمشکل لنگڑتے لنگڑتے روبرو گیا ۔
اوسوقت میری شیروانی وغیرہ ٹکڑے ہوگئی تھی اور لنگڑنے سے بھی واقف ہوئے فرمایا کہ تم مکان کو جاؤ ۔
۱۲ بجی شب کے شہر کے مکان مین پہونچا درد گھٹنے مین زیادہ تھا اوسوقت تیب مرہم کا لگا کر سیکنا جاری گیا ۔
گزشتہ دو بیس روز تک پانچانہ اور پیشاب کیلئے حرکت دشوار رہی اور نماز بھی برابر کھڑے رہکر نہین پڑھ سکتا تھا اور پاؤن فقط ایک جانب آز سے مارتا تھا حرکت کرنے سے زور ابتدا

نہایت تکلیف ہوتی تہی اور جو جو علاجات مناسب حال ہوتی تہے
جاری کیئے گئے ۔

دوسرے دن افسر جنگ بہادر عیادت کیلئے میرے
مکان پر آئے اور میرا حال دیکہے اور پوچہے کہ تم نیلگری کے سفر میں
ہمراہ سواری رہ سکتے ہیں یا نہیں تب میں نے جواب دیا
کہ میں اسوقت گہر سے نہیں رہ سکتا ہوں اور نہ چل سکتا ہوں
پہر کیسا ہمراہ سفر میں رہونگا ۔

بلکہ میں نے ایسا کہا کہ اگر چندروز یا ایک مہینے کے اندر میں یا دن
کسی تعداد درست چلنے پہرنے کے لائق ہو تو ارادہ رکہتا ہوں
حج و زیارت کو جاؤں ۔ اوسوقت انہو نے کہا کہ میں تمہارے
حجاز وغیرہ کا بندوبست اچہا کر دیتا ہوں اجسے رخصت ہو
تشریف لیگئے ۔

پہر معلوم نہیں ہوا کہ حضور پرنور مدظلہ العالی کے سامنے یہہ ذکر کسطرح ہوا
لیکن بعد نیلگری کا سفر موقوف ہوگیا اگرچہ یہہ سفر کا بندوبست کئی دن
سے ہو رہا تہا اور مکان کی خریدی اور کرایہ سامان و اسباب
وغیرہ مہیا کیا گیا تہا لیکن کسی وجہ سے موقوف کیا گیا ۔

سفر پاکپہال

ومعتا سفر پاکپہال کے طرف کا بسبب ستیر گمارہ کرنیکے شہر گیا اور تیاری وغیرہ ہو گئی سامان بہی روانہ ہو گیا اگرچہ یہہ سفر بہت آسانی اور اپنے ممالک محروسہ کے اندر کا تہا ریل بہی موجود ہے مگر میرے پاؤن مین اسقدر درد تہا کہ لائق سفر کے نہ تہا اسصورت مین میر احمد علیصاحب جو جان ہینکاک سکے پلٹن کے حکیم اور انکو لیاقت نامہ حاصل کرکے ایکسال ہوا تہا اونکی تجویز ہمراہ لیجانے کی ہوئی اور انہون نے ڈاکٹر صاحب سے سفارش بہی کروائے اور اوسکے محسن جناب نواب افسر جنگ تہا سے ابتدا سے حامی ومددگار رہتے تہے ٹہرا دیا۔

اور حضور پر نور مدظلہ العالی ہمہ زنانہ بتاریخ شعبان ۱۳۰۶ھ کو اسپیشل ٹرین پر روانہ ہوئے اور رکتہ کنڈہ کے مقام پر اترے سننے مین آیا کہ وہان نہایت گرمی تہی اور سایہ درختونکا بلکل نہ تہا حضور کا مزاج گرمی کے موسم مین اچہی طرح تہا آب ہوا ناموافق آئی لیکن پسر مین چند آبلہ ہوئے بعض لوگ اور حکیم صاحب بہی اوسکو مارو قرار دیا اوسی خیال سے حضور پر نور نے ڈاکٹر لابعین بہادر کو بلوایا اور دکہلایا تو لاریصاحب کے اول تشخیص بارہکی ہوئی

بعد گرمی کے بطور قسمہ ار پائے اور ایک دور ورزمین واپس
آگئے اور سپر مرہم وغیرہ حکیم احمد علیصاحب لگاتے رہے۔
یہ حکیم صاحب کی حالت جو سنیے ہین اور دیکھنے مین آئی وہ درج ذیل
ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔
سنیے ہیں کہ یہ صاحب ڈاکٹر یونٹ صاحب کے وقت مین
داخل ہوے ایک دو علم یعنے نامی ڈاکٹر مرزا علیصاحب
سے پڑھے مگر بسبب وجوہات چندسے نکال دئیے گئے اور تین
برس تک اسیطرح پھرتے رہے دوکان دواسازی کی لگائی
اور ایک تختہ ڈاکٹر میر احمد علے کے نام سے لگائے تے۔
اتفاقاً ڈاکٹر یونٹ صاحب نے سنکر وہ تختہ منگوالیا اور کہا کہ تم
ابہی ڈاکٹر نہین ہوے ہو ایسے تختہ لگاتے ہو اور حکیمون کا نام بدنام
کرتے ہو۔
آخر شش جان بنگس کے پلٹن مین کوئی حکیم نہین تہے تب
انہون نے وہان کے افسرون سے ملکر کہا کہ مین بے ماہوار
تمہارے پلٹن مین نوکری کرتا ہون اور دوائین اپنی ذات سے
خرچ کرتا ہون سب افسر بہت پسند کیے اور علاج ہر سپاہی کا
کرنے لگے۔

پھر تقدیر - وہ مشن بخیر و خوبی افسر جنگ کے پاس آگئی تب اونہون
نے افسر جنگ بہادر سے ملاپ پیدا کیا ایسی دوستی اور الفت
بڑہائی کہ وہ انگوست پسند کرنے لگے -

اور تقدیر سے مشن میں نئے ڈاکٹر کی ماسوار ہی سرکار سے مقرر
ہوئی تب وہ ماسوار کہ جسکے یہ حکیم صاحب مستحق تھے جاری
ہونے اور ڈاکٹر صاحب وغیرہ یہ صاحب بے لیاقت نامہ
مشن کرکے اعتراض کرنے لگے -

تب یہ حکیم صاحب نے افسر جنگ بہادر سے کہا کہ مجکو ماسوار بطور
مشن سے میں امتحان دیتا ہون آپ ڈاکٹر لاریصاحب سے
سفارش کیجئے کہ میرا امتحان لیکر لیاقت نامہ دیوین اور یہ
سنا گیا کہ افسر جنگ بہادر نے سفارش کی اور ڈاکٹر لاریصاحب
کو ایک چیچی دلکا اور نیک سردار سے راضی ہوگیا اور امتحان
لیکر لیاقت نامہ دیدیا - پھر تو مشن میں شریک ہوگئے کام کرنے لگے -
اور بعد جسکے حضور کے ساتھ تشریف لیگئے تو یا اونکو معراج ہوگیا
پھر تو زمین آسمان نظر نہ آنے لگا - از رتلم سے اور زبان
بے ارادہ الفاظ کہ جو آجتک کسی نہ لکہا تہا ظہور میں آنے لگے
مثلاً کلام سرحق لکہنے لگے اور انکا رد یہ نہایت درست شاعری میں

الغرض عقل اونکی جادۂ اعتدال سے بڑھکر ہے اونکے ترددات
دنیوی ایسے ہیں کہ بیان سے باہر جس رنگ میں چاہیں ملمائیں
جسکو چاہیں اپنا بنالیں زبان کا ناطقہ ایسا درست کہ کسیکو گویائی نہ
حق ہو یا ناحق نہ بولنے دیں مگر لطافتیں عمل جیسا دوسرے کاموں
میں کامل نظر آتے ویسے دیکھائی نہیں دیتے ۔
الغرض حضور مدظلہ العالی وہاں سے پھر واپس تشریف لاے
اور سب کے سب بخیریت تمام داخل شہر ہوے ۔

سفر دوم نلگنڈہ

۴ شوال سنہ ۱۳۰۵ روز پنجشنبہ فجر کے نو ساعت کو یہاں سے حضور
پرنور مدظلہ العالی نلگنڈہ کو واسطے زیارت کے مع مصاحبین یعنی
ڈونو رانڈ یکانگ بیستخکم جنگ بہادر ۔ شرف یاب جنگ بہادر
قادر الدولہ بہادر ۔ ورور مرزا صاحب مع فرزند ۔ حکیم عبدالعزیز خان
صاحب مع فرزند ۔ فضیل علی بیگ خان بہادر ۔ جان نثار خان بہادر
روانہ ہوے اور مجھے بھی حکم ہوا کہ ہمراہ سواری مبارک کے
چلو تب میں بھی پرانی حویلی میں حاضر ہوا اوسوقت حضور پرنور
مدظلہ العالی نے مثل سب مصاحبین کے راقم کو بھی ایک
فرمائے کہ جسکی کیفیت مفصل عطیات میں موجود ہے ۔

الغرض معہ زنانہ تینوں صاحبزادے صاحب خود بدولت اور سب مصاحبین
وغیرہ ریل پر سوار ہوکر ۱۲ ساعت دو پہر کے ہنکنڈہ کو پہونچے
صوبہ صاحب کی کوٹھی مین سب لوگ اور خود بدولت دوسرے
بنگلہ مین معہ محلات فروکش ہوے۔

الحمد للہ حضور پرنور مد ظلہ العالی اور سب لوگ خیریت سے رہے
اور کسیطرح کی شکایت نہین تھی بعد دوسرے روز درگاہ پیر
عبد النبی شاہ صاحب کے خود بدولت معہ صاحبزادے صاحب وغیرہ
فاتحہ کیواسطے تشریف فرما ہوے فاتحہ دیکر روپے نذر داخل کرکے
واپس تشریف لائے۔

۲ تاریخ روز شنبہ کو وہان کے بازار کی صفائی اور اطراف
لشکر کے صفائی وغیرہ دیکھنے کیلئے تحصیلدار کو ہمراہ لیکر بازار مین گیا
گھی اور چاول بعض بعض دوکانون مین خراب تھا اسلئے اوسکے
بیچنے کو منع کردیا گیا اور جہان جہان صفائی برابر نہین تھی وہان
تقید کردیگئی کہ صفائی برابر رکھا جاوے۔

اور آب خاصہ کیلئے ڈپٹی کے باغ مین ایک باولی ہے
کہ جسکا پانی بہ نسبت دوسرے خانون کے اچھا معلوم ہوا اوسکو
چھان کر فلٹر کرکے خاصہ مین لانیکیلئے صلاح دی اور غذا اچھی طرح

نہین پکتی تہی خصوص ترکاریان - روٹی بہی درست نہین پکتی تہی
اور سالن روغن زیادہ اور بعض مین کم -
الغرض بدمزہ ہوتا تہا چنانچہ حضور نے فرمایا کہ مین ابراہیم خان
کو بلا کر نوکر رکہونگا کہ تا کہانا اچہا ملے -
اور حضور ہر روز سب مصاحبین کو میز پر کہانا کہانے کو یاد فرماتے
اور کبہی کبہی حضور گہوڑون پر سوار ہوکر شہر اجمیر ہی کو جاتے اور
کتون نے سے شکار کرتے اور کبہی بندوق کا نشان بہی لگاتے
اور بگی مین سوار ہوکے فاتحہ کو جاتے - غرض مزاج حضور کا
بہت اچہا رہا اور اشتہا ہوتی رہی -
۵ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ روز چہار شنبہ فجر کی نماز کیوقت میری
یاد ہوئی معلوم ہوا کہ چہوٹی صاحبزادی صاحبہ یعنے سکندر النسا بیگم صاحبہ
کو دو چار روز سے پیشاب ریل سے اتر نے سے اوس روز سے
بخار آرہا تہا اور علاج حکیم عبد العزیز خان صاحب کا جاری تہا
شب سے شکم مین درد شروع ہوا تمام رات صاحبزادی صاحبہ
پانچ پانچ منٹ کے فاصلہ سے چیخان مارتے تہے اور شکم کو
ہاتہہ لگانے نہین دیتے تہین کل سے قبض ہے سے پاخانہ نہین ہوا
اور بخار بہی بشدت موجود ہے تب ابر ہسوقت مین نے اپنا

کرنے کا ارادہ کیا مگر میرے نزدیک ربر کا آنیما نہین تہا اسلیئے
نہکنڈہ سے حکیم عبدالحسین صاحب کے پاس سے منگوایا مگر انکے
پاس بہی موجود نہین تہا تب عبدالعزیز خانصاحب کے پاس
ایک آنیما پیتل کا موجود تہا اوسی سے گرم پانی مین انیس آیل
ڈالکر آنیما کیا اور ۱۵ منٹ کے بعد ایک دست خلاصہ ہوا مگر درد
کی زیادہ تخفیف نہین ہوی اور بعد اجابت ہونے کے روبت سودہ
۵ گرین کیا آیل نصف گرین کی ایک پوڑی شربت مین ملاکر
پلایا دیڑ گہنٹہ تک اجابت نہین ہوی اور درد شکم مین ٹہیر ٹہیر
کر ہوتا رہا تب مین خیال کیا کہ دیر ہوتی جاتی ہے چاہیے کہ
ایک جلاب دیدیا جاوے بہذر کیاسٹر آیل ۱۲ ڈرام
ٹرپنٹین آیل ۲۰ منم شریک کرکے پلانے دیا دس بجے کے
قریب ایک اجابت زرد رنگ کی خلاصہ ہوی مگر تیل نہین
نکلا اور بخار مین تخفیف نہین ہوی پوست گرم متنفس تیز اور
چمک سر گرم تہا مگر درد کم ہوگیا اور حسب الحکم ڈیوڑی پر حاضر
رہا اور بخار کیواسطے یہ نسخہ دیا گیا ۔

وینم ابیقوٹی ۱۰ منم لکر امونیہ اسیٹیٹس ۳۰ منم سیرپ نیم ڈرام
پوٹاشی بیدرومیڈ ۱۲ گرین واٹر ۲ اونس اوسکے ۴ خوراک کرکے

اور سیمین سے گھنٹہ گھنٹہ کو پلاتے رہی مگر بخار نہیں اترا اور سر گرم
اور صاحبزادی صاحبہ تھوڑی دیر کو جھک جھک کر نیند از سوتے رہے
اور تھرمامیٹر ۱۰۴ درجہ تھا مگر تھوڑی دیر سکے بعد بخار بہت کم ہوگیا تب
اوسوقت کوئی نہیں دیشہ گرین کی دو گولیاں بنا کر ایک ایک
گولی فجر شام کھلانے کو دیا جب تھرمامیٹر ۱۰۲ درجہ ہوگیا اور شب
میں جھک سر کا معلوم ہونے لگی تب میں نے خود بدولت سے
عرض کی کہ صاحب زادی صاحبہ کو جھک معلوم ہوتی ہے شاید
دماغ کا خلل ہو جاوے تب خود بدولت نے ڈاکٹر لیبی صاحب
کو کہ جو دہلی میں ڈاکٹر [illegible] صاحب نئے آئے تھے تار دیکر
یاد فرمایا فجر ڈاکٹر صاحب کہ تاریخ ۹ شوال المکرم ۱۳۰۰ کو حاضر
ہوئے اور صاحبزادی صاحبہ کو دیکھ کر یہ نسخہ دیئے اوسوقت
بھی تھرمامیٹر ۱۰۲ درجہ اور نبض ذرہ تیز تھی۔

نسخہ

اسپرٹ ایتھر نیٹرک ایک درم - لکر امونیہ اسے ٹیٹس ۱۲ ڈرام
سیرپ نیم اونس - ٹنکچر ڈجی ٹےلس ۴۰ منم اکوا ۱۲ اونس
اسمیں سے ایک ایک چمچہ ہر ایک گھنٹہ کو پلانے جانے کو دیئے
اور اوسی طور سے پلاتے رہی بعد سہ پہر کو کچھ کم ہونے لگے

بسبب جو تین کو دو تین بلڑ کے گولیاں ۱۰ گرین کے تھے ایک کو سے
کہلائے - مگر شام کو پہر ڈاکٹر صاحب صاحبزادی صاحبہ کو دیکھے
اوسوقت بخار موجود تہا اور تہرمامیٹر ۲.۱۰ درجہ اور نبض ایکسو بیس
زاید تہی تب اُسوقت ڈاکٹر صاحب اپنے ہمراہ جو صندوق لائے
اوسمین سے یہ نسخہ بنا کر دیئے -

نسخہ

ٹنکچر ہیوسیامس نیم ڈرام ویٹنم انٹیمونلی نیم ڈرام مکرامونیہ اسی ٹئے
دو ڈرام سرپ ہ ڈرام اسپرٹ ایتھر نیٹرک نیم ڈرام
واٹر ۲۴ اونس اسمین سے ایک ایک چمچہ پلانے کیلئے عوض
کئے اور ایک پوڑی کہ جسمین انٹی پیرین و گرین سوڈہ بیکاربونس
۴ گرین ایک پوڑی بنا کر حضور پر نور مدظلہ العالی سے عرض کر کے گذرن
دیتے -

مرقوم ۱۰ شوال المکرم ۱۳۱۵ ہجری

آج بہی علی الصباح ڈاکٹر صاحب اور من صاحبزادی صاحبہ کو
دیکہے بخار کسیقدر کم معلوم ہوا مگر کہانسی تہی اوسوقت یہ نسخہ
دیا گیا -

ویٹنم ایپی کیاک ۱۸ منم بکرامونیہ اسی ٹئے ۳۲ ڈرام نیٹرک ایتھر نیم ڈرام

ٹنکچر ہوسیامس نیم ڈرام شیو گرنیم ڈرام واٹر ۱۲ اونس اسکے
۶ خوراک دو دو گھنٹہ کو ۔

بتاریخ ۱۱ شوال کو صاحبزادی صاحبہ کا مزاج خیریت تھا تھرمامیٹر ننانوے
کے اندر تھا اور نبض بھی صحیح تھی ۔

آج ڈاکٹر صاحب نے بسبب مزاج درست ہونے کے بلدہ کو
جانے کی اجازت حضور پرنور مدظلہ العالی سے لئے ۔

دیتیم امٹمونی نیم ڈرام ویتیم ایپی کیاک نیم ڈرام ٹنکچر ہوسیامس
۱۵ نیم ٹنکچر سلی نیم ڈرام سرپ ۶ ڈرام اکوا ۱۲ اونس خوراک
ایک چائے کا چمچہ ہر چار گھنٹہ کو ۔ صبح شام ایک ایک گولے کونین کی
ایک نیم گرین ایسے دو گولے وسمتے کیور سیطے کھاکر بلدہ کو دو بجے
ریل پر سوار ہوکر گئے نسخہ کم و بیشی کر کر دیتے ۔ رات کو بخار
اور کھانسی ہوتی رہی اور بارہ سو کے اندر رہا ۔

بتاریخ ۱۲ شوال ۱۳۱ھ

محمد یمین ماما رحمان کو بلاکر کیفیت صاحبزادی صاحبہ قبلہ کی دریافت
کیا تو معلوم ہوا بفضلہ تعالی مزاج خیریت سے ہے تپ کو کونین
ہ گرین کے دو گولیاں فجر شام عادت کے موافق کھلانے
کیلئے گذران دیا تھرمامیٹر سے حرارت لیتا رہا ۔

۱۴ ازشوال ۱۳۰۰ھ

آج زبانی ماما رحمان کے معلوم ہوا کہ صاحبزادی صاحبہ کو کچھ بخار آیا اور شب کو کہانسی بہی موجود تہی کہ تہرما میٹر ۱۰۰ درجہ تہا اور نبض بہی تیز تہی تب اوسوقت یہہ نسخہ دیا گیا ۔

وینم امینوفی ۲ ہنم وینم ایسی کیاک ۲ ہنم لوٹاشہ برومیڈ ۱۴ گرین سیرپ دوڈرام ٹینکچر ایتیر ہنم فرڈرام واٹر ۳ اونس اسکے ۲ خوراک بنا کر دنمیں تین مرتبہ کہلانے کیلئے ۔ اور کونین کے گولیاں دو دو گرین کے صبح شام کہلانے کیو اسطے گذرانا ۔ اور صبح سے برابر عرق اور گولیاں کہلاتے رہے اور شام کو دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بخار بہی نہیں اور کہانسی بہی کم ہے ۔ اور بفضلہ تعالے مزاج خیریت رہا احتیاطاً چار روز تک نسخجات دیتے رہے ۔ بعدہ کہانسی اور بخار بالکل موقوف ہوگیا دوا بہی موقوف کردیتے گئی ۔

بتاریخ ۱۵ شوال ۱۳۰۰ھ

بفضلہ تعالے سب حالات بخیریت ہے مگر محمد وزیر چھوٹی بیگم صاحبہ کا ایک ملازم کہ جسکا پیشاب رکیہ گیا اوسکی کیفیت بیان کیجاتی ہے ۔ حضرت بندگانعالے مدظلہ العالے کے خدمت

مین عرض کئی گئی کہ محمود وزیر کا استنجہ رکہہ گیا ہے نہایت بے چین بیقرار ہے تب حکم ہوا کہ شکمندہ کے دواخانہ مین بہد لوین اور اگر حکیم محمود وزیر علے کچہ کرسکتے ہو تو کرین ۔

تب مین یہہ خیال کیا کہ یہہ غریب بہت تکلیف مین ہے اگر سلائی کئے جاوی تو اوسکو آسانی ہوگی اور مین داخل حسنات ہونگا لہذا سلائی سے آزمائش کرکے دیکہہ لئے جاوے تب مین اوسکے مقام پر دو بجے دن کے جاکر دیکہا تو مریض ایک عرضی بیگم صاحبہ قبلہ کو لکہوا رہا ہے کہ مین اب بچتا نہین میرے تنخواہ عمرہ میرے بچہ کو کردیو مریض نہایت بے چین کسمل رہا تہا زیادہ بے قرار تہا اور مریض کے زبانے معلوم ہوا کہ مجکو کئی روز سے سوزاک ہو گیا تہا یونانی حکیم عبد العزیز خانصاحب کا علاج کر رہا ہون اور کل کے روز سے دو شنبہ کو دفعتا پیشاب رکہہ گیا تب شکمندہ کے دواخانہ کو گیا اور سلائی کردیا تب خون اور پیشاب ملکر آیا ۔

اور جب سلائی نکال لئے گئی مین یہان چلا آیا اوسوقت سے پہر پیشاب نہین آیا مجہر تک ۔

پہر مین منگل کے مجہر کو شکمندہ کے دواخانہ کو گیا اور حکیم صاحب سے

پہر سلائی کروایا خون اور پیشاب نکلا اور فوری تسکین ہوی
پہر مین وہان سے پیدل چلا آیا اوسوقت سے ابتک کہ جو
قریب تین گہنٹے ہین پیشاب نہین آیا -
پہر مین حسب الحکم جاکر دیکہا تو مریض بہت بیچین بیقرار ہے
مثانہ مین استنجہ بہرا ہوا ہے اور بشدت کیل رہا ہے -
اگرچہ میرے پاس سلائیون کا پورا نمبر تہا تب دواخانہ سے
نمکنڈہ کے سلائی منگوا بہیجا بالفعل محبوب یار جنگ بہادر
کے پاس سے نمبر ۸ سلائی لیکر چلایا جب وقت سے سلائی
گئی سلائی مین سے خون معہ پیشاب قریب ۲ اونس کی
نکلا مریض کو تسکین ہوی پیشاب رکنے کے باعث سلائی
رہنے دیا اور سلائی مین سے چار چار قطرہ پیشاب ٹپکتے رہا
دو گہنٹہ تک کیونکہ اوسکا بستر بہیگ گیا تہا - اسقدر پیشاب
نکلتے ہی مریض سوگیا تب تسکین ہوگئی -
تب معلوم ہوا کہ اس مریض کو کسی مدعلاج کے سبب سے
اول استنجہ کی رکاوٹ ہوی اور استنجہ کی رکاوٹ کے
خیال سے گرم پانی مین بیٹہایا اور دو تین خوراک ٹنکچر فیری
ٹنکچر ہوسیاس کیامفر کلوریفارم پلایا مریض تہوڑی دیر تک سوگیا

پھر میں دو ایک گھنٹہ کے بعد سلائی نکال لیا پھر پیشاب نہیں آیا
پانچ بجے شام کے عبدالحسین صاحب شمکنڈ دسٹے دواخانہ سے
آکر سلائی کئے مگر سلائی نہ جانے کے باعث مریض کو اپنے
دواخانہ میں لیگئے ۔
پھر میں دوسرے روز سہ شنبہ کو چار بجے کے قریب سوہ محبوب یار جنگ کے
دواخانہ کو مریض کے دیکھنے کیلئے گئے ۔
تب حکیم صاحب نے فرمائے کہ آج میں شب کو کلوریفارم دیکر
سلائی کیا مگر پیشاب نہیں آیا اور گرم پانی بٹھایا اور سینکی کیا ۔
اور دافع تشنج ادویات بہر بدل دئے گئے ۔ اور آج شب کو جلاب یا
حقنہ دیونگا ۔
اور جب میں مریض کو دیکھا تو مریض پلنگ پر چپ پڑا ہوا تھا اور شکم
سخت تھا نبض غیر محسوس سرد پسینہ زبان سفید پوست سرد اور
ایک بار ہچکی میرے سامنے آئی ۔
اور میں نے مریض کو کہا اپنے ارادے سے پیشاب کرو کہ اس نے
ایک دو قطرہ پیشاب کے کیا ۔ اور مریض نے اپنے زبان سے
کہا کہ میں اب نہیں بچونگا ۔
اور حیدرآباد بھیجنے کی تجویز کئے تھی مگر مریض خود بولا کہ میں آج نہیں

جاتا کل جاونگا کیونکہ آج مجھکو ذرا تسکین ہے سے نہایت افسوس ہوا کہ
مریض چھہ بجے شام کے جان بحق ہو گیا ۔

الغرض اول دو بار حکیم عبد الحسین سلائی کئے سلائی سے پیشاب
نکالی مگر سلائی نکالی بعد استنجہ بالکل نہیں آیا اسلئے دو بار سلائی
عرصہ قلیل میں اور تیسرے بار چند گھنٹہ بعد پہر سلائی کہی گئی پیشاب
نکلا پہر پیشاب نہیں آیا ۔

عبد الغنی شاہ صاحب کے اور قاضی صاحب اور معشوق ربانی صاحب
اور گنج شہیدہ کے مزار پر ایکدن گیارہ ۔ گیارہ روپے کی نیاز بریانی
دو گوسفند کی بذریعہ مستحکم جنگ بہادر کے ہوئی سب گاؤن کے غریب
غربا کو اسقدر سیر چشمی سے کہلائے کہ کبہی اسقدر عمدہ بریانی نہیں کہائی
ہونگے تمام لوگ حضور مدظلہ العالی کے حق میں دست بدعا تہے اور
قاضی صاحب کے درگاہ پر نیاز ہونا منظور پایا تہا اوسی شب کو قاضی صاحب
کا منجلا بیٹا سوتے سوتے مرگیا لوگونکا گمان تہا کہ سانپ کے کاٹنے سے
مرگیا ہوگا ۔

اور اس عرصہ میں کاظم علی ناظم تحصیلدار بیرکال کہ جو میرا بہتیجا ہے
اوسکی نظر حضور پر نور میں گذرانا اوسوقت ایک قصیدہ فارسی
اور ایک اردو دیکہکر حضرت کے روبرو پڑہکر سنایا اور حضور بہی

او سکے نیک رویہ کی اور اشعار سے محظوظ ہوے اسیطرح دو تین بار باریاب ہوکر ارد و قصیدہ اور آخر پر ایک عرضی بھی بخیال مستقلی اور سوم تعلقداری سکے گذرانا -

افسر جنگ بہادر محبوب یار جنگ بہادر کو شیروانیان سونے سے کڑہے اور بنگلوس عنایت ہوئے اور حکیم عبد العزیز خانصاحب سکے فرزند کو اور داور مرزا صاحب سکے فرزند کو بھی شیروانیان عطا ہوے -

اور بہار سیمے کارخانہ سکے گولی کوشت سکے ساتہہ سکے سعد بھی پاون سکے انگہوٹہے کو سانپ کاٹا اور آدہی گہنٹہ بعد پاون سوج گیا اور ایسا بیان کرنے لگا کہ ہیرا جی گہبراتا ہے اور کانٹے سو جاتے جہماٹ ہو رہی ہے اوسوقت میں کاسٹک زخم کی جاتے پر لگایا اور سوجن پر مکرر مونیہ اسمیر نے لش بھی لگایا اور پینے کو بھی دیئے اور کچہہ دعا دا ور مرزا صاحب بھی پڑہیے -

الغرض بفضلہ تعالے سم کا زیادہ اثر نہین ہوا اور مریض اچہا ہوگیا اور دوسرے روز دوپہر کو ریل سیے حیدر آباد کو روانہ کر دیا گیا -

۱۵ ماہ شوال روز شنبہ کو بعد غروب سکے حضور پرنور مدظلہ العالی جب سکے

ستنجے کو توشکخانہ میں تشریف لیگئے اور چراغ بہی موجود تہا اور پیشاب
کرتے وقت ایک سانپ نیم گز لانبا آیا اور پیشاب کی کٹوری کو
موںہہ مارتا تہا اور کبہی استنجے کی چہٹی گرلی سے منہہ ہٹاتا اور پہر موںہہ
مارتا حضور بخاطر جمعی کامل استنجہ کرتے رہے اور یہہ حالت دیکہتے رہے بعد
استنجے سے فارغ ہوکر باہر آکر فرمایا کہ توشکخانہ میں سانپ
ہے سب لوگ سب سامان نکال کر دیکہے اور ڈہونڈہے
مگر پتا نہ ملا ـــ
۹ شوال روز یکشنبہ کو تمام رات بارش خوب ہوتی رہی
قریب دو بجے کے ہوئی اور مجہہ کو اوسوقت بندوبست کے بنگلہ کا
برآمدہ گر پڑا اور فقط ایک آدمی کا سینہ پاؤں دو جاسئے سے
ٹوٹا اور کمپونڈر کا سن ٹوٹ انتقال ہوگیا اوسیوقت نواب افسر جنگ بہادر
سب عہدہ داروں سے اول پانی برستے وقت وہاں ہوگئے
اور مجہکو بعدہ بلایا اور مریض کو علیحدہ کرکر رکہا اور نہایت اوسوقت
افسر جنگ بہادر جرات اور تدبیر سے پیش آئے اور ہمدردی
ظاہر کئے تب اوس مریض کو بسبب بیقرار ہونے کے تہوری
عملی پلانے بنگلہ کے دواخانہ کو چارپائی پر ڈالکر روانہ کردیا
گیا دواخانہ کے ڈاکٹر عبد الحسین صاحب نیتشخیص کیا اور

بعدہ سننے مین آیا کہ وہ مریض مرگیا ۔
جب کہ مین وہان پہونچا مکان گرپڑا اور دو بازو کی بڑی لانبی دیوار
باقی تہی مگر اوسوقت افسر جنگ بہادر نے اپنے نیک نیتی سے خوب
تدبیر کی کہ وہ دیوارون کو ہاتہیون سے اور تمام اپنے رسالہ پلٹن کے
لوگون سے رسّیان ڈالکر دیوار کو گرادیا کہ تا دوسرے لوگ
صدمہ سے بچ جائین ۔
یہہ جو مکان گرا وہ حضور کے فرودگاہ کے بنگلہ سے بہت قریب تہا
اوسکے گرنے کی آواز سے حضور مدظلہ العالی بیدار ہوگئے اور سر وقت
کیفیت وہان کی حضور مدظلہ العالی منگواتے رہی کہ کتنے آدمی زخمی ہوی
کون نقصان پائے اور نہایت تاسف کرتے رہی یہہ سب حضور
کے رحم دلی اور ہمدردی پروال سے بعدہ حضور نے اوسکی عورت
کو کچہہ ماہوار کردئیے اور نقد روپیہ سے بہی سرفراز فرمایا ۔
اللہ جل شانہ اونکو باصحت واقبال سلامت رکہی اور جبکہ افسر جنگ بہادر
اور مین اس موقع سے حضور کے روبرو حاضر ہوے تب حضور
نہایت افسوس سے اس مریض کی کیفیت پوچہتے رہی اور بعدہ
اوسیوقت یہہ حکم دیا کہ اسپیشل ٹرین کا بندوبست کرو ہم یہان سے
کل کے روز حیدرآباد کو جائینگے ۔

۲۰ شوال روز دوشنبہ شب کو غلام نبی شاہ صاحب معشوق ربانی
صاحب قدس سرہ کے فاتحہ کو تشریف لیگئے اور خود وکو دو غلاف
چڑھائے اور بعض مزاروں پر ہوائے آپ اور محلات اور مصاحبین
وغیرہ ۱۰ منٹ کم دو بجے رات کو سوار ہو کر منگل کے فجر ۵ بجے
کو بخیر عافیت مع محلات مصاحبین وغیرہ پرانی حویلی میں داخل ہوئی
اب حضور اس چھوٹی سفر میں بہت خوش رہی اور آب ہوا بہم موافق
رہی اور اکثر اشتہا ہونے کی کیفیت بیان فرماتی رہی لیکن دو چار
سبب سے حضور کا دل برخواستہ ہوا ورنہ اور رہتی اور اس سفر میں
بہت کچھ روپیہ خرچ فرمایا ہر ایک مزار پر گیارہ گیارہ پلہ کی
پخت کرائے ۔
اور بہت سے غرباؤں کو ہزار ہا روپیوں کی تقسیم بذریعہ ٹپو خان
ایک دن اول کروائے اور قیدیوں کو چھوڑ دائے اور ہر ایک
مزاروں پر دو غلاف چڑھائے اور مصاحبین وغیرہ کو انعامات
واکرامات سے ممنون ومشکور کر دیا حق تعالے اونکے اور اونکے
اولاد اور اس ریاست کو با صحت واقبال اور عمر طبعی کے ساتھ
قایم دایم رکھے آمین ثم آمین ۔

اخبار حیدر آباد

۱۲ شوال روز شنبہ کو صبح سے خاص پین مین حضرت بندگانعالی شعالی خلد اللہ سلطنتہ و دولتہ بہ خدم وحشم بخیریت تمام ٹکنڈہ سے جلوہ افروز بلدہ حیدر آباد ہوئے۔ عالیجناب نواب مدار المہام بہادر اور جمیع اراکین دولت و امرائے سلطنت اسٹیشن پر حاضر تھے حضرت اقدس کا ارادہ تہا کہ مشغول شیر و شکار رہین مگر دو وجہ سے یہ قصد فسخ کیا۔ ایک تو یہ کہ ٹکنڈہ مین بارش بہت ہوی جس سے ملازمان شاہی کی تکلیف کا گمان ہوا اعلے حضرت سے اپنے غریب ملازمون کی تکلیف گوارہ نفرمائے دوسری یہ کہ ایک روز تشریف لانے سے قبل حضرت جو شبکو استنجہ کو گئے تو معلوم ہوا ایک سانپ طشت پر سو نہہ مار رہا ہے اور حملہ پر حملہ کر رہا ہے حضرت اقدس و اعلے بعد الفراغ اوس حجرہ سے باہر تشریف لائے اور نواب افسر جنگ بہادر کو حکم دیا کہ دیکھو اس حجرہ مین سانپ ہے۔

نواب صاحب ممدوح اور دوسری خادمان بارگاہ جو حجرہ مین گئی تو وہ سانپ نہ معلوم ہوا ہرچند تلاش کئے مگر پتا نہ ملا حضرت کو خیال ہوا کہ جب ایسی محفوظ جائے مین یہ سانپ آیا تو اور خیمون وغیرہ مین کیونکر نہ جائیگا ایسا نہو گا کہ ملازمون اور خادمون مین سے کسیکو گزند پہنچے

دوسرے دن کوچ کا حکم دیدیا ۔

لشکر ظفر پیکر پندرہ دن ہنگمنڈہ مین خیمہ زن رہا ۔ اس عرصہ مین حضرت ظل سبحانی نے ساتھ ہزار روپیہ نقد غربا کو تقسیم کی اور درگاہ عبد النبی صاحب مین گیارہ پلہ بریانی کی پخت ہو کر مساکینون کو کھلائے گئے ۔ دو غلاف کمخوابی اور گیارہ اشرفیے مزار شریف پر چڑھائے ۔ قاضی پیٹہ مین جناب افضل شاہ بیابانی کی مزار پر بھی گیارہ پلہ کی پخت غربا کو تقسیم کیگئی اور اور دو غلاف کمخوابی اور گیارہ اشرفیان نذر کی عرس کے موقع پر حضرت معشوق ربانی کی مزار پر دو غلاف اور بائیس اشرفیان چڑھائے ۔ اور بزرگون کی مزارون پر بھی آٹھ غلاف اور بہت سا روپیہ نذر کیا گیا ۔ مقام گنج شہیدان واقع قصبہ ہنگمنڈہ مین بھی پانچ پلہ کی پخت تقسیم کیگئی اور بہت سے غلاف تمام قبور پر چڑھائے گئے ۔ اور جہان حضرت کی فرودگاہ تھی وہان ایک مکان نبد وبست وغیرہ کیواسطے تیار ہوا تھا وہ گر گیا تھا اور ایک شخص قوم دہیڑ سے مر گیا سرکار کے طرف سے اوسکی تجہیز و تکفین کے واسطے (ماصہ) مرحمت ہوے اور اوسکے ورثا کو ساتھ روپیہ ماہوار مقرر فرمائے گئی ۔

کیفیت سفر مان کوٹہ

بتاریخ ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ بروز دوشنبہ مطابق خورداد ماہ آلہی (۱۲) گھنٹے شبکو حضرت بندگانعالی معہ ہمراہی یعنے نادر جنگ بہادر و جان نثار خان بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم احمد علی صاحب و ٹیپو خان بہادر اسپیشل ریل پر سوار ہوکر (۱۲) تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ کو داخل موضع مان کوٹہ ہوئے۔

اول سے لشکرگاہ اوسی جگہ قرار پایا تھا رونق افروز ہوئے دوسرے روز شکار کیلئے تشریف فرما ہوئے لیکن شکارگاہ مین اتفاق سے شیر نادر جنگ بہادر کے طرف نکلا اور حضور کے طرف آنہین سکتا تھا مجبوراً نادر جنگ بہادر نے گولی چلائی شیر گر پڑا اگرچہ شکار ہوا اور واپس آئے لیکن حضور کو کچھ خوشی نہوئی دوسرے روز جمعہ کو نادر جنگ بہادر کو حکم ہوا کہ بیگم صاحبہ قبلہ اور محلات مبارک اور سلطان الحکما بہادر اور حکیم عبد العزیز خان بہادر اور حکیم محمد عزیز الدین صاحب کو شمشیر سے بلوا کر لاؤ نادر جنگ بہادر نے جمعہ کے صبح کے سات بجے دیوڑھی مبارک مین حاضر ہوکر حضور کا حکم حضرت بیگم صاحبہ قبلہ سے عرض کئے اور دوسرون کو حضرت کا حکم پہونچا دیا بیگم صاحبہ قبلہ اور محلات وغیرہ بارہ ۱۲ بجے شب کے ریل پر روانہ ہوگئے

مان کوٹہ کے دو کوس فاصلہ پر پہونچے ٹھرے رہے اور گیارہ بجے
حضور تشریف فرما ہو کر سب محلات وغیرہ کو اپنے قیام گاہ پر ہمراہ
لائے لیکن حیدرآباد اسٹیشن پر نادر جنگ بہادر کے تار سے معلوم
ہوا کہ حضرت نے جمعہ کے روز سر شام اپنے ہاتھ سے شیر کا شکار
فرمائے اور اوسکی درازی ۹ فٹ تین انچ کی تھی -
۱۷ تاریخ کو ۳ گھنٹے کے قریب شکار کیلئے مصاحبین کے ساتھ
سوائے اس حکیم کے تشریف لیگئے اور شکو آٹھ بجے تشریف
لائے جنگل مین جھوسلے پر سے بڑے قوی ہیکل شیر کو شکار
کیا جسکے درازی (۱۰) فٹ (۳) انچ کی تھی قریب (۱۰) بجے رات کے
لشکرگاہ مین تشریف لائے اور تمام لوگ دیکھکر بہت خوشی ہوئی
اور محلات مبارک کو بہی قانات لگا کر ملاحظہ کروایا اور بعد پوست
نکالنے کا حکم فرمایا -
تاریخ ۱۸ رمضان روز شنبہ (۱۲) بجے شکے خبر آئی تین گھنٹے
کے بعد یہانسے حضور معہ ہمراہیان تشریف لیگئے اتفاق سے
شیر حضور کے سامنے نہ آیا نادر جنگ بہادر کے روبرو
آنے سے انہون نے گولی چلائی شیر کے پچھلے پاون مین
لگی اور شکاریون کے دو تین گولیان چلین شیر زخمی ہو کر

چلا گیا ملا نہین اندھیرا ہونے کے سبب پوری طور سے تلاش نہو سکی -

پھر ایک بار ۱۲ بجے بڑی سخت دہوپ مین شکاریون کے ہمراہ تشریف لیگئے مگر شیر گولی کی مار مین نہین آیا اور بہاگتا ہوا سامنے سے چلا گیا -

اگرچہ وہان رہے تک کئی بار شکار کو گئے مگر سوائے تین شیر کے اور دوسرے شیر زخمی ہوئے اور ایک بار چیتل کا شکار ہوا اسکی سری یا لیکو اکے مصاحبین کو عنایت ہوئی -

لشکر گاہ کی کیفیت

لشکر گاہ کا قیام ایسی جائے ہوا کہ جہان انبہ کے درخت مسلسل مشرق مغرب مین قریب ہزار قدم کے طول مین واقع ہین -

اور عرض قریب دوسو قدم کے ہے اور درخت سایہ دار بہت بلند ہین اسکے مشرق جانب پر حضور کا توشکخانہ اور محلات مبارک کے ڈیرے نصب ہین اور اسکے مقابل مغرب کے جانب کو مصاحبین اور حکیمون کے ڈیرے نصب کئے گئے ہین اور اسی لشکر گاہ کی جنوب جانب چار ہزار قدم کے فاصلہ پر ریل کا اسٹیشن ہے دوسرے جانب کچہہ فاصلہ سے جہاڑی

بہت سی ہے اور لشکرگاہ کی زمین نشیب مین ہے اور زمین کالی رنگت کی سی ہے یہ سُنا گیا کہ یہان سانپ بچھو زیادہ ہین۔
تمام مصاحبین کو خاصہ اور دوسرے ملازمین کو بھتہ ملتا رہا۔
۱۲ تاریخ کو روز جمعہ محل مین سانپ نکلا اور مارا گیا۔

(۳) ہوا کا بیان۔)

یہان کی آب ہوا خوب ہی۔
۱۷ - ۱۸ رمضان کو بارش ہوی اولے برسی شام کے پانچ بجے سے سرد ہوا تیز چلتی رہتی دیرون کو برج ہوا یہ تیز ہوا فرحت بخش معلوم نہین ہوی۔ اکثر لوگ المحفتہ کے عوصہ مین سوء ہضم کی شکایت اور اشتہا برابر سونے کی شکایت کرتے رہی اور مجھکو بھی ایکدن آڑ بخار آنے لگا اور درد اڑ کے ورد سقوط اشتہا طبیعت کی ناتوانی سے بہت ایذا پایا دو چار روز حضور کا مزاج بہ سست رہا جس باعث شکار کو تشریف نہین لیگئے اگرچہ کارہ سونے کی کیفیت ستواتر آتی رہی۔ حضور پرنور سونہ دسونے کے وقت غذا کے تھمہ دانے نکلے اس سبب سے ہمارے دواخانہ سے ہاضمہ کی دوا منگوا کے استعمال کئے۔ دن کو دھوپ تیز رہتی اور گرم ہوا چلتی تھہرا بیٹھ

ایک سو چار درجہ پر پہونچا یعنی گرمی نہایت سخت ناگوار ہوتی تہی ۔

(۴) عام پانی کا بیان

پینیکا پانی اکثر ان جایون سے حاصل ہوتا ہے مثلاً کنوان ۔ ندی تالاب ۔ اور چشمہ ۔

اول کنویے کا پانی پچاس ساٹ فیٹ عمیق کا ہو اور اوسکے اطراف کی دیوار پختہ ہو کنویے کے اطراف مین میلا پانی جمع نہو تو پانی درست رہتا ہے ۔

ندی کا پانی خصوص ابتدائی بارش مین نباتی و معدنی فضلات اور غلیظ اشیا سے مرکب رہتا ہے اور اسکو پینے سے امراض کا اندیشہ ہی ۔ ندی کا پانی دنا زمین سے ہے لیکن پینا بہتر ہے کیونکہ ہر لو کے ساتہہ ہوا کا اثر ہو کر فی الجملہ درست ہو جاتا ہے ۔

تالاب کے پانی کو عمدہ نہین سمجہتے کیونکہ اقسام کی غلاظت آدمی گائین بہینس اسمین نہاتے ہین اقسام کے گرد و غبار شریک رہتی ہے بہ نسبت اور پانی کے تالاب کا پانی ہمیشہ مرکب رہتا ہی

(۵) عمدہ خالص پانی کی صفت

وہ ہے کہ صاف چمکدار بے بو اور اچہا ذائقہ اور شفاف ہو اسمین کوئی حیوانی مادہ نباتی اندیشے وغیرہ نہو خالص پانی اکسیجن

ہیڈروجن اور کاربونک آسڈ سے مرکب ہے ۔
اور ایسے پانی کے پینے سے کوئی امراض پیدا نہیں ہوتے
بلکہ ہاضمہ زیادہ ہوتا ہے اور دل پر تفریح حاصل ہوتی ہے ۔
جبکہ پانی آسمان سے زمین پر آتا ہے تو بہت سی قسم کے
ہوا شریک ہو جاتی ہے بعض وقت زمین کے نمکیات مثلاً
کلورائیڈ آف سوڈیم میاگنیشہ لائم کلورین امونیہ آرگیانگ میاٹر
بھی رہتے ہیں ۔
مثلاً چار گیاسن پانی میں دو سو اسی گرین کلورائیڈ آف سوڈیم
اور ایک سو چالیس گرین کنگ میاٹر ملے رہتے ہیں ۔
پانی میں کاربونک آرتی سالٹ ملے ہو تو پانی نمکین ہوتا ہے
ایسا پانی پینے سے گھینگا اور گردے کے بیماریاں پیدا ہوتے ہیں
سوا اسکے ان اشیا کے پانی میں اور بھی چند چیزیں باریک
بین سے نظر آتے ہیں مثلاً نباتی حیوانی معدنی مادوں کے
روے اور اون وغیرہ کے ریشے بہت سے جانوروں
کے بیضہ اور فضلہ وغیرہ نظر آتے ہیں جنکی تحقیقات آئندہ
کے بیان سے واضح ہوگی ۔
(۶) پانی کی شناخت کہ اسمیں کونسی اجزا ارضی اور حیوانی

شریک ہیں۔
اگر پانی کو جوش دیوین تو سڑے ہوے انڈے کی بو آوے تو
سلفیوریٹڈ ہیڈروجن کے رہنے کی دلیل ہے۔
دوسری ترکیب شیشہ کا کوئی ریزہ مرکب پانی ہیں ڈالنے
سے کالا رنگ سیاہ ہوجاوے تو سلفیوریٹڈ ہیڈروجن کی علامت ہے
اگر کسی پانی میں نیٹریٹ آف سلور ڈیلوٹ نیٹرک اسڈ ملا کر
ڈالنے سے سفید درد تہ نشین ہو تو کلورین ہونے کی علامت ہے۔
کلورین آرگیانک اور ان ارگیانک مادونسے پیدا ہوتی ہے۔
پانی میں اک ڈیلیٹ آف اموینہ ڈالنے سے کچہ درد تہ نشین
ہو تو یقین ہے لیم نہیں ہے اور جس پانی میں کلورین ہو تو
آرتی سالٹ ہونے کی دلیل ہے۔
اموینہ اور فاسفورک آسڈ غلیظ اشیا کے ملنے سے پیدا ہوتے
ہیں اونکی شناخت بغیر آلات کے نہیں ہوسکتی اور تمام
ترکیب پانی کو دریافت کرنے کی یہہ ہے کہ کسی پانی میں تہوڑا
کانڈیس فلوئید قطرہ قطرہ ڈالنے سے پانی کا رنگ اودا ہوکر
چند گھنٹہ قایم رہے اور بہورے رنگ کا کوئی درد تہ نشین ہو تو
پانی میں آرگیانک اجزا ہونے کی دلیل ہے۔

مصنوعی تدبیر پانی کو درست کرنی کی

کسی مقام مین صاف پانی نہ ملے تو پانی کو جوش دیکر ملا کر رکہدین جس سے کاربونیٹ آف لیم اور سلفیورٹڈ ہیدروجن گیاس اور آرگیانک مادے وغیرہ دفع ہوجاتے ہین اور کیڑے جاتے بعد پانی کو چہان کر استعمال کرین۔

دوسری ترکیب پانی کو کسی اونچے مقام سے ٹپکاوین تو اوسمین ہوا کا اکسیجن شریک ہوکر مضر مادون کو دور کرتا۔

تیسری ترکیب پانی کو ادویات سے صاف کرتے ہین مثلاً آلم لیم واٹر پرمیانگنیٹ آف پوٹاش اور پرکلورئیڈ آف ایرن اور چارکینو اور نرملی کا پہل ڈالنے سے آرگیانک مادے نکل جاتے ہین۔

چوتہی ترکیب جلتی ہوی لکڑی یا انیٹ یا لوہا چاندی وغیرہ کو آگ مین سرخ کرکر پانی مین بوجہانے سے بہی پانی صاف ہوتا ہے۔

پانچوین ترکیب تین درجہ کی گہڑونچی بنواکر تین گہڑے اوپر رکہنا ہر ایک کے پیندے مین باریک سوراخ کرنا اور اس سوراخ کو سن یا پروئی سے بند کرنا اوپر کے گہڑے مین

کوئلا اسکے بعد کے کھڑے مین بالو اور اسکے نیچے کی گھڑ مین کنکر رکھین اسکے نیچے صراحی جو پینے کیلئے سے رکھین اگر اس پانی کو جوش دیکر ٹپکا دین تو اور صاف ہوتا ہے لیکن ریتا اور کوئیلا وغیرہ کو ہفتہ عشرہ مین بدلتے جانا۔ اور ضرور ہی کوئیلے کو بہت باریک نہ کرنا۔

خاص مان کوٹ کی باولی کا پانی

اور اسکی تحقیقات اور تختہ اور حضور کیلئے تجویز

اور ڈاکٹر احمد علی صاحب کا احوال

اگرچہ یہان اطراف و جوانب مین باولیان ہین لوگ پانی وہانکا پیتے ہین اور اسٹیشن کے پاس بہی ایک باولی بنی ہوئی ہے جسکا پانی ریل والے پیتے ہین لشکرگاہ کے قریب ایسی کوئی ایسی باولی نہ تہی کہ پانی اچھا کافی ملے لہذا ایک چشمہ قریب مین کہودا گیا پانی نکلا اور تمام لشکر کے لوگ پانی پیتے ہین مگر یہ پانی زیادہ شیرین اور شفاف نہین ہے حضور پرنور بہی انہین چشمہ اور باولی کا پانی منگوا کر استعمال فرماتے تھے۔ لہذا ۲۶ رمضان روز پنجشنبہ حسب الارشاد اسٹیشن کے باولی اور کنوان اور چشمہ کا پانی منگوا کر جوش دیکر

ملاحظہ کر کے رنگ اور ذائقہ سب طرح تحقیقات کر کے ہر قسم کی پانی کا نقشہ بنا کر حضرت بندگان عالی مدظلہ العالی کے روبرو پیش کیا گیا تھا

تختہ

تحقیقات آب چاہ

نام و نشان باولی	صورت آب	ذائقہ	وزن فی گیلن	کیفیت
اسٹیشن کی باولی	شفاف	نادرست	یکہزار	اسٹیشن کے قریب ہے اور یہہ پانی عمیق ہے ریل کیواسطے خرچ کرتے ہین اور پیتے بھی ہین
اسٹیشن کا کنوان	کم شفاف	کم نادرست	یکہزار کم	یہہ کنوان ہے اسکا پانی سب لوگ پیتے ہین اور اسکی خاصیت اچھی ہے
چشمہ	کم شفاف	درست	یکہزار کم	حضور کے فرودگاہ کے قریب مین کہودا گیا ہے دو گز عمیق مین پانی نکلا ہے۔ اور یہہ پانی اچھا مگر بہونکتا ہے سب کوئی پیتے ہین اور یہہ پانی فلٹر ہو کر خاصہ مین آتا ہے اور بچا کر پانی فلٹر کر دیا نہین جاتا۔

بتاریخ ۲۷ بوقت ۱۰ بجے روز پنجشنبہ افسر جنگ بہادر و نادر جنگ بہادر
حکیم میر احمد علی صاحب اور راقم داور مرزا صاحب کے ڈیرے مین
جاکر بیٹھے اوسوقت حکیم احمد علی صاحب نے فرمایا کہ تمنے جو بانی حضور
پرنور کو خالص بتلایا وہ اسطرح نہین ہے اسکی تحقیقات اول تے لوگونکو
کیا معلوم بلکہ ہم حال کے لوگون کو خوب معلوم ہے اور بہت سے
شیخیونکے باتین سبکے روبرو کین مبتلاً میرے خون مین جو کیڑے ہین
کلان بین سے دکہا سکتا ہون حیدرآباد مین گئے بعد میرے خون مین
یہہ کیڑے وہان نظر نہ آئین گے —

اوسوقت مین نے جوابدیا کہ قدیم لوگونکو سب علوم بہت تحقیقات سے
پڑہائے گئے اور تشریح علم قوی اور افعال اور جراحی دایہ گری مین
کچھہ زیادہ تبدیل اسی بیس پچیس برس کے عرصہ مین نہین ہوا ہوگا ہان
بہت سے قیاسات مین طبابت کی ترقی ہونا ممکن ہے اور ادویات
بھی بہت سے نوایجاد بطور پیٹنٹ ہوئے ہین جنسے عام لوگ
بہی واقف ہین یہی ترقی کی صورت ہے مگر ایسے بعض ادویات
مدرسی مین شاگردونکو پڑہانے کیلئے تجویز نہ کئے ہونگے پس
اسصورت مین تمہارے دعوی بے دلیل ثبوت سے خالی ہا ہے
اور یہہ تمہارا کہنا تم کو بیشک نقص مین ڈالتا ہے کیونکہ تمنے بونسٹ

سے وقت میں چند روز پڑھکر چھوڑ دیا ہے ایک مدت کے
بعد لارڈ صاحب کے زمانہ میں لیاقت نامہ پایا جسکو آج عرصہ
چار پانچ برس کا ہوتا ہے اس پانچ چار برس کے عرصہ
میں کوئی دوا خانہ ایسا سرکاری نہ تھا کہ سیکڑوں بیمار دیکھے
ہون اور تجربہ حاصل کئے ہون تمام گفتگو عام لوگون کی
روبرو کرنے میں اور چرب زبانی میں ناواقف لوگون میں بازی
لئے جاتے ہو پھر میں نے یہہ بھی کہا کہ تم نے چند مہینے جو
لوئنٹ صاحب کے وقت میں پڑھکر چھوڑ دیا تھے اوسوقت
کے جو ہم سبق لوگ ہیں اون سب کی کیفیت جریدہ اعلامیہ
میں سرکار کی طرف سے طبع ہوئی تھی مثلا حیدر صاحب
فرزند حکیم محمد اشرف صاحب اور حکیم میر محمد علی صاحب فرزند
اکبر حکیم میر وزیر علی صاحب مگر تمہارا نام نہیں تھے وہ لوگ
اسطرح دعوے نہیں کرتے اور کہتے ہیں سب کا اصول
ایک ہی حالانکہ وہ لوگ اوستاد سے پانچون علم برابر
پڑھے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اوستاد کا مضمون لکھا
اور لیاقت نامہ برسر اجلاس لئے ہے
الغرض بتاریخ ۲ رمضان سنہ [illegible]ھ روز جمعہ مغرب کے

وقت حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی سے حکم صادر ہوا کہ ہفتہ کو روز شہر کو چلینگے ہفتہ کے روز حسب ہدایت بعد حمام وغیرہ صبح کے چار بجے کے قریب مع محلات و مصاحبین وغیرہ ریل پر سوار ہو کر اتوار کے روز گیارہ بجے حیدرآباد اسٹیشن پر پہونچے زنانہ وغیرہ خورابگاہ کو گئے تک ۱۲ بجے تھے اور سی روز عیدین کی نذرین مصاحبین وغیرہ نے گذرانین اور تین روز تک چومحلے مین قیام فرمایا۔

بتاریخ ۴ شوال ۱۳۰۱ھ روز پنجشنبہ ساڑھے تین گھنٹے صبح کے حیدرآباد اسٹیشن سے سوار ہو کر بذریعہ ریل آٹھ بجے مع محلات مبارک اور مصاحبین سوائے ڈاکٹر احمد علیصاحب کے اسٹیشن قاضی پیٹھ پر پہونچے اور تمام دن وہیں رونق افروز رہے شام کے ساڑھے چھ بجے کو زنانہ وغیرہ اور مصاحبین اور حضرت بندگانعالی بگیون کی سواری سے صوبہ داری کی کچہری کے بنگلہ مین داخل ہوئے۔

اس مقام کی آب ہوا گرم خشک ہے اور دن کو شدت سے دہوپ ہوتی ہے حرارت ایکسو پانچ درجہ رہتی ہے یہ مقام بالکل صاف میدان ہے درخت وغیرہ نہیں اسلئے دہوپ

کی شدت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور یہان پینے کا پانی سابق
مین دریافت اور تحقیقات ہو کر پسند کیا گیا ہے سو پانی خاصہ مین اور
سب مصاحبین کے استعمال مین آتا ہے یہان کسی کو خاصہ
مین کچھ نقص نہین ہے اور جنکو دہوپ مین زیادہ پہرنے
کا اتفاق ہوتا ہے بخار و پیچش کا اندیشہ ہوتا ہے اسی
شب مین آٹھ بجے کے بعد حضرت بندگانعالی مع محلات مبارک
و مصاحبین بیگمون کی سواری سے حضرت عبد الغنی شاہ صاحب
قبلہ قدس سرہ کی مزار مبارک کی زیارت اور فاتحہ وغیرہ
سے فارغ ہوئے اور گیارہ گہنٹے شب کے بعد اپنے
قیامگاہ پر واپس ہوئے عابد صاحب کو بخار آنے کی سبب
سے چار روز کی رخصت لیکر اپنے مکان کو مقام حیدرآباد
روانہ ہوئے اور مین نے حضور سے ڈاکٹر محبوب علیصاحب
کے فرزند کے چلہ کے جشن کا خاصہ داخل کرنے کیلئے عرض
کیا تو اعلیحضرت نے منظور فرمایا ۔
مین نے اوسی روز اوس سامان کی تیاری کیلئے پروانگی
لیکر شکنندہ گیا غلام محمد صاحب مزدور نتھو اور اعظم علیصاحب
کو تقریب مین شریک ہونے کو لکھا ۔

بتاریخ ۱۱ شوال المکرم سنہ ۱۳۳۱ھ مہر کو دوپہر کیوقت حضرت بندگانعالی
متعالی نے زنانہ عبد الغنی شاہ صاحب کی درگاہ کو فاتحہ اور چادر چڑھانے
کی غرض سے تشریف لے گئے اور شام کو سواری واپس آئی اسوقت
گیارہ عورتین خاصہ کے سرکار مین گذرنا اور کل مصاحبین
کی دعوت اپنے قدردگاہ پر کرکے کھانا کھلایا اعلیحضرت بھی
تشریف لاکر دسترخوان کو ملاحظہ فرمایا ٹیپو خان بہادر اور
مولوی عبد الکریم صاحب ناظم توشہ خانہ سے ہمکلامی خوب ہوئی
مولوی صاحب نے اپنے بچون کے منصب کے بارہ مین
عرض کی اور کہا کہ سابق مین پیشکار صاحب اور لائق علیخان بہادر
کے وقت تک یہ کارروائی چلکر رکگئی امیدوار اسکی
اجرائی کا ہون اسپر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اوسکا کچھ
ہوجائیگا تم کھانا کھاؤ ۔ اعلیحضرت دسترخوان کو دیکھکر بہت
خوش ہوئے اور قریب پندرہ منٹ کے کھڑے رہے بعد تشریف
فرمانے کے دو لطیفہ ارباب نشاط کے اور ایک لطیفہ
قوالون کا ڈیوڑھی مبارک پر پیش کیا بارہ بجے تک ناچ
اور گانا ملاحظہ ہوتا رہا بعد داخل محل ہوئے خاصہ مین حضرت
بندگانعالی کے پیشگاہ مہجبر ضرغنگ بہادر اور نواب ... خادم الاولیا

میز پر شریک رہی ہر ایک چیز کے حسن و قبح کو ملاحظہ فرماتی رہی
بعد فارغ ہونے خاصہ سے خوان محل مبارک میں بھجوا دیئے قریب
ایک بجے کے برخواست ہوئی مجرمین نے عرض کی کہ میرے بھائی
بھتیجے وغیرہ نذر کے امیدوار ہیں اسیوقت اجازت ہونے سے
میرا فرزند محمد محمود علیخان اور نبیرہ میر وزارت علیخان اور چھوٹے
بھائی غلام محمد صاحب صدر نائب تعلقدار ابکاری اور اعظم علیصاحب
داماد اور ڈاکٹر محمد علیصاحب داماد اور کاظم علیصاحب تحصیلدار
مع برادر اعظم علی وصدیق احمد فرزند صدر نائب صاحب اور ڈاکٹر
محمد محبوب علیصاحب ستیعہ شکنندہ ہو فرزند و محمد عزیز الدینصاحب برادرزادہ
راقم حال ماموریہ ہمراہی اور راقم وغیرہ ہر ایک سے چار
چار روپیہ نذر گذرانے آگئے اور کاظم علیصاحب تحصیلدار نے دو
قصیدہ ایک اردو اور ایک فارسی سے پڑھے اور داخل
کردئیے چنانچہ اسکی نقل ذیل میں مندرج ہے ۔
آج شام کو مولوی عبد الکریم صاحب ناظم شفاخانہ نے
سب مصاحبین کی دعوت مید ان میں شامیانہ لگاکر تکلف
سے میز پر کئی ۔
حضرت شہنشاہ تعالی کیلئے گیارہ خوان محل میں داخل کئے

مگر حضرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا۔
بتاریخ ۱۰ شوال المکرم ۱۳۱۱ھ۔ شام کو صوبہ دار صاحب نے بھی حضور کے خاصہ کے لئے گیارہ خوان داخل کئے اور سب مصاحبین کی دعوت میز پر تکلف سے ہے کئے۔
حضور سواری سے اتر کر بعد دوسی گھوڑے پر سوار ہو کر کھانی کا میز ملاحظہ فرماتے ہوئے محل کی طرف تشریف لیگئے اور تین بجے تک باج اور گانا ہوتا رہا ۱۲ بجے میری اور عبد الکریم صاحب کی یادہوی برخواست تک میں اور عبد الکریم صاحب حاضر تھے۔
بتاریخ ۵ اشوال ۱۳۱۱ھ صبح کے ساتھ بجے سواری مبارک معہ ملازمان و مصاحبین شکمندہ کی میز رکھم کی دیوال دیکھنے کیلئے گئے اور ۹ بجے کے بعد سواری مبارک واپس آئی۔
بتاریخ ۱۶ اشوال ۱۳۱۱ھ دس بجے شب کو یادہوی میں اور تعلقدار اور صوبہ دار اور عبد الکریم صاحب ناظم شیہ خانہ جملہ دس بارہ آدمی میز پر پیشگاہ حضور میں شریک خاصہ رہے ۱۲ بر تین بجے تک گلزار بانو کا طائفہ ناچا اور چین بخش قوال کا گانا ہوتا رہا بعد برخواست ہوئی۔
بتاریخ ۱۷ اشوال ۱۳۱۱ھ روز شنبہ کو موضع عرس میں حضرت معشوق بابا کے

ثانی قدس سرہ کی درگاہ مین سوا گیارہ بجے کو اسرکاری نیاز تھی مین اور محبوب علی صاحب ڈاکٹر وہان دعوت مین گئے تھے لوگون کی کثرت بہی زیادہ تھی روپیہ نذر رکہنے مین وہان حصہ داران مین جہگڑا ہوکر ایک آدمی کو دو تین زخم گلے مین لگے یہ کیفیت سرکار مین معلوم ہونے سے وہان نذر رکہنے کا طریقہ فی الحال موقوف رکہا گیا۔

بتاریخ ۱۹ شوال سنہ روز پنجشنبہ کو ورنگل سے گنج شہیدون سے وہان سوا پانچ بجے کی نیاز تھی مین اور حکیم محمد منیر الدین صاحب دعوت مین گئے خواجہ کریم الدینخان قایم جنگ بہادر قلعہ دار ورنگل سے ملاقات ہوی خورشید محل اور چار کہانین دیول کے دیکہے بہت صنعت اور نزاکت سے بنے ہوے تہے اگرچہ بہت شکست ہوگئی تہین تاہم صنعت نمایان تہی وہان سے کہانے سے فارغ ہوکر رستہ مین بہت دہوپ اور لو کی سختی کے ساتہ گیارہ کے قریب نلگنڈہ کے دواخانہ کو پہونچے وہان اور دو تین گہنٹے تامل کرکے قریب ساڑہے چہ بجے حضرت بندگانعالی معہ زنانہ و مصاحبین گاڑیون کی سواری سے شہدا کی زیارت کو جاکر قریب آٹہ بجے فرودگاہ مبارک کو آگیا

لیکن آتے وقت فیرامرز جنگ بہادر اول تعلقدار بیکے مکان پر حضور پرنور جو بیچے گاڑی سے اترکر باغ کو ملاحظہ فرمایا تعلقدار صاحب موصوف کی زوجہ نے حضرت کو نذر دی روپیوں رو گزرانی مگر تعلقدار صاحب مکان مین نہین تھے جب سواری مبارک فرودگاہ پر آئی بعد تعلقدار صاحب نی یہہ کیفیت سنکر خود بہی نذر دی بعد ۹ دنلں بجے جب مین سلام کو گیا اعلیٰحضرت نی ارشاد فرمایا خضاب بہت کہلگیا مین نے عرض کی کہ فدوی نے مان کو ٹہ کے مقام سے خضاب چہوڑ دیا ہے ۔ اوسی روز اول تعلقدار اور صوبہ دار کے عملہ کو کل نذرین گذرانے کا حکم ہوا ۔

بتاریخ ۱۲ شوال المکرم ۱۳۰۳ھ روز شنبہ شب کے آٹھ بجے سب لوگون کے نذر ہوئیں اول تعلقدار صاحب رعایا نے اور عہدہ دار و نکے طرف سے آڈرس پڑہی مسجد کے پیش امام نے قصیدہ فارسی اردو پڑہا سرکار نے تعریف کی اور ۹ بجے کے بعد فارغ ہوئے شب کے ایک بجے سیری یادہوی عبد الکریم صاحب اور صوبہ صاحب بہی حاضر تھے صبح کے پانچ بجے برخواست ہوئی فقط

بقلم محمد فیاض الدین

تختہ شکار شیر جو حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی نے جو مقامات میں شکار فرمایا

کیفیت	[illegible]	تعداد شیر	تاریخ و ماہ شکار	نام مقام	نمبر
۶	۵	۴	۳	۲	۱
۰	۱۰ فٹ ۷ ۱ انچ	یک	۳۰ رجب سنہ ۱۳۰۶ھ	قاضی پلی	۱
۰	۰	یک	۲ شعبان سنہ ایضاً	"	۲
۰	۰	دو	۰	ہمراہ لارڈ ڈفرن	۳
۰	۹ فٹ ۳ انچ	یک	۷ رمضان سنہ ۱۳۰۸ھ	مانکونہ	۴
۰	۱۰ فٹ ۳ انچ	یک	۱۷ رمضان سنہ ایضاً		۵
			جملہ ۵ شیر		

یہہ ادن شیرون کا ذکر کئے گیا ہے جو عرض وطول مین
بڑے تھے۔
سوائے اس کے بدفعات بہت سے شیر شکار کئے گئے
مگر چندان بڑے نہونیکے وجہہ سے انکا بیان نہین کیا
گیا ٭

ذکر تعداد اسمائے صاحبزادہ صاحبان وصاحبزادیاں حضور پرنور مدظلہ العالی

ہر انسان تہِ دل سے اولاد خصوص فرزند کی خواہش کرتا ہے تا
وہ زینت دنیا اور قایم مقام اور وارث مال ومتاع کا ہو یہ
خیالات بالطبع ہوتے ہین اور اکثر انبیا علیہم السّلام بھی فرزند
کی آرزو اور دعا بھی کرتے رہے ہین فی الحقیقت جن کو خدا نے
اولاد نہین دی گویا دنیا کی زینت نہین بخشا مصرعہ اولاد کا ہونا بھی
بڑی نعمت رب ہے - اور ہر فرد بشر چاہتا ہے کہ اپنا فرزند
علم و مال وحشمت جاہ عمر وعزت مین مجھ سے زیادہ ہو یہہ فطرتی
بات ہے -

الحمد للہ ہمارے اعلحضرت حضور پرنور مدظلہ العالی ایسے خوش قسمت مین
کہ جنکو چھوٹی سی عمر مین اللہ جلشانہ نے متعدد اولاد سے سرفراز
کیا اللہ تعالے باعمر واقبال سلامت رکھے -

نظام النسا بیگم صاحبہ

یہہ پہلی صاحبزادی قبل از تخت نشینی غرہ
شوال سنہ ۱۳۰۳ کو تولد ہوئین اور انکے تولد مین دو تین روز

تک بسبب کمزوری سکے ہنکیہی اور معدسے کی بگاڑ کے سبب سے قی ہو
کرتی تھی اور تولد مین دیری ہونیکے وجہہ سے سب کی رائے ہوئی
کہ ڈاکٹر صاحب بلائے جائین اسلئے ڈاکٹر بومنٹ صاحب بلائے گئے
اور بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے مس ویٹ کو بلوایا اور صاحبزادی
صاحبہ تولد ہوئے اور مس بہاکٹ دایہ بھی ملازم ہوئی اور جبکہ حضرت
سے دن چھلے کے پورے ہوئے اسوقت ڈاکٹر صاحب کو گیارہ ہزار روپیہ
اور مس ویٹ کو پندرہ سو روپیہ معہ انگشتریان جواہر کے عنایت فرمائی
گئین اور مس بہاکٹ کو پانسو روپیہ اور پانچ جواہر کے انگھوٹھیان مرحمت
ہوئین اور دیڑہ سو روپیہ ماہوار سے ملازم کئے گئے اور اسی زمانہ مین محمکو
بھی چار سو روپیہ اضافہ فرمایا گیا چالیس روز تک دونون میم صاحبون
کو اور دواخانہ کے عملہ کو سرکاری باورچیخانہ سے خاصہ ملتا رہا اور حضور پرنور
مدظلہ العالی نے چھلے کے جشن مین لاکھون روپیہ خرچ کئے یعنی جوڑے
تقسیم ہوئے اور خلعت چھوٹے سے بڑے دن تک کو سرفراز
فرمایا۔ اور جلسی روز جشن کے کسینے دیکھا نہ سنا راتدن
ہوتے رہے۔ اور تمام امرا و اعزا اور اہل خدمات
ایک مہینے سے زیادہ تک منجے لے آئے اور ہر ایک کو اسقدر
انعامات اور ملبوسات اور نقد روپیہ انعام مین ملے کہ مالامال ہوگئی اور بعد فرخنگ بنا بر غیرہ سے تجویز فرمایا

کہ سب مصاحبین وغیرہ ایک ایک روز مجھے کے عوض پرانی حویلی میز
خاصہ و پاندان خاد مان خداوند نعمت کیلئے مثل نذر رقم میز خانہ میز
گذران دین مثلاً افسر جنگ بہادر محبوب یار جنگ بہادر دولت
یار جنگ بہادر قدیر جنگ بہادر اقبال یار جنگ بہادر وغیرہ اور
اس راقم نے بھی رقم مثل دوسرون کے بتاریخ ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۳ھ
کو گذران دیا اور حضرت نے شرف قبولیت ملاحظہ سے سرفراز فرمایا
اور دوسرے روز مین نے اپنے مکانمین سب احبا کی دعوت کی حضرت
نے ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۳ھ روز سہ شنبہ کو بوقت ۷ ساعت صبح پرانی حویلی
مین ایک گھڑیال معہ توڑہ زنجیر طلائی بیش قیمت مجھکو عنایت فرمائی
جسکا ذکر عطیات مین بھی درج ہے ۔ حضور پرنور مدظلہ العالی
قلعہ محمد نگر سے دولت خانہ پرانی حویلی مین ہم سبکو ہمراہ
رکاب سعادت لیکر رونق افروز ہونیکے بعد معلوم ہوا کہ مرشد
صاحب بلند اقبال (جنکا اسم مبارک) نواب میر عثمان علیخان
بہادر دام اقبالہ اور جو ولیعہد ہین ۔ بتاریخ
۳ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۳ہجری شب چہار شنبہ
کو تولد ہوے ۔ اب بفضلہ تعالی اونکی عمر شریف غرہ
محرم سنہ ۱۳۱۹ کو پندرہ سال چھہ ماہ کی ہو حق تعالی مرشد زادہ صاحب

بلند اقبال کو زیر سایۂ عاطفت حضور پرنور مدظلہ العالی عمر طبعی عطا فرماوے اور علاج مرشدزادہ صاحب بلند اقبال کا پیدایش سے سات سال کی عمر تک اسی حکیم کے متعلق رہا - جب مین سخت علیل ہوا اوسوقت سے میرا علاج موقوف رہا ہے۔

آپکا قیافہ اسوقت قابل دید ہے احسن الخالقین کے قدرت کا نمونہ ہے۔ آپ بلند بالا خوشرو اور سرخ و سفید جامہ زیب زکی تیز فہم ہین۔

مرشدزادہ صاحب کی تعلیم مذہبی کے لئے حضور پرنور مدظلہ العالی اپنے خاص اوستادونکو یعنے مولوی حافظ انور صاحب کو اور میر اشرف حسین صاحب اور مولوی انواراللہ خان بہادر کو ابتداءً مقرر فرمایا۔ تہوڑے عرصہ مین مرشدزادہ صاحب نے دماغی محنت سے مشقت اوٹہائی کہ علاوہ تحریر اردو کی فارسی مین بھی بخوبی مہارت پیدا ہوی اور علم عربی مین اتنا استعداد بہم پہونچایا کہ قرآن شریف کا ترجمہ فرماسکتے ہین اور نیز پابند صوم و صلوٰۃ اور مسایل شرعیہ اور اکثر قواعد امور مذہبی سے واقف ہوگئے ہین اور تعلیم و فن سپاہ گری اور ریاضت جسمانی کیواسطے حضور مدظلہ العالی نے اپنے خاص اڈیکانگ

کو جو نظام سرکار کے کل افواج باقاعدہ کے سپہ سالار نہایت چست و چالاک کہ جنہوں نے سرکار انگریزیسے میجریکا خطاب پایا اور افسران انگریزی مین بہادر کہتا مین مسمی مرزا محمد علی بیگ المخاطب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ میجر افسر الدولہ بہادر انہین کے حسن سعی کے باعث اس کم سنی مین صاحب زادہ صاحب بلند اقبال سواری اسپ اور نشان اندازی بندوق اور لان ٹینس ٹن پکنگ ریڈنگ اسکول وغیرہ فنون سپاہ گری مین مشاق و ماہر ہوگئے ہین۔

اور علم انگریزی و قواعد و ضوابط وغیرہ کی تحصیل جاری ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ تہوڑے عرصہ مین علوم و فنون و طریقہ حکمرانی وغیرہ مین پورے ماہر ہوجائینگے۔ الغرض اس تہوڑیسی عمر شریف مین ایسے کامل ہونا اعلیحضرت مدظلہ العالی کے توجہ خاص اور نگرانی کا باعث ہے اللہ تعالےٰ حضرت کے عمر و اقبال مین کامیابی کے ساتھہ یوماً فیوماً ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

واضح ہو اگرچہ حضور پرنور مدظلہ العالی کو ۱۲۹۶ھ سے آج تک بہت سے صاحبزادہ اور صاحبزادیان تخمیناً بارہ یا چودہ اللہ تعالی مرحمت فرمایا مگر فقط مین وہ صاحبزادہ اور صاحبزادیونکا ذکر کرتا ہون جو موجود ہین اوسکا تختہ ذیل مین منسلک ہے۔

تختہ ولادت صاحبزادوں و صاحبزادیاں وغیرہ حضور پرنور مدظلہا

نمبر	نام صاحبزادوں و صاحبزادیاں	تاریخ ولادت	کیفیت
١	حضرت نظام النسا بیگم صاحبہ مدظلہا	غرہ شوال سنہ ١٣٠٠ھ	حق تعالی بخت بلند اور عمر طبعی سرفراز فرماوے آمین
٢	نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہ	٣٠ جمادی الثانی سنہ ١٣٠٣ھ دولت خانہ حویلی قدیم مین تولد ہوے	حقتعالی با اقبال صحت عافیت خداوندی مین عمر طبعی عطا فرماوے امین
٣	حضرت آصف النسا بیگم صاحبہ مدظلہا		ایضاً
٤	حضرت غوث النسا بیگم صاحبہ		ایضاً
٥	حضرت سکندر النسا بیگم صاحبہ یعنے حضرت صاحبزادی بیگم صاحبہ		ایضاً
	جملہ ٥		

حالات خاندانی
نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر

انکے خاندان کا سلسلہ حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچکر وہان سے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچتا ہے ؛

نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے جد امجد کا نام شیخ بہاو الدین ہے اور وہ عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد مین خدمت خزینہ داری الہ آباد پر مامور تھے ؛

انکے بعد اونکے فرزند ابو الخیر خان بہادر کو اوس سلسلہ مین نواب مغفرت مآب آصف جاہ بہادر کے دربار سے جاگیر و منصب دو ہزاری و پانصد سوار مرحمت ہوئے اور بالآخر جب آصف جاہ بہادر دکن مین تشریف لائے تو اونکو نیابت صوبہ داری مالوہ اور خدمت فوجداری سرفراز ہوی اور پھر منصب چار ہزاری اور دو ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی پائے ۔ اور سنہ ۱۱۵۵ مین بابو نایک میرٹھہ کے فتنہ کو فرد کرنے کے صلہ مین صوبہ داری خاندیس پر مامور ہوئے اور نواب صلابت جنگ بہادر کے زمانہ مین خطاب شمشیر بہادر امام جنگ عطا ہوا اور نیابت صوبہ داری اورنگ آباد پر مامور ہوئے اور پالکی او جہالر

سے سرفراز ہوے سنہ ۱۱۶۵ھ مین انتقال ہوا ؛

آنکے دو فرزند تھے ایک ابو البرکات خان بہادر جن کا انتقال عالم شباب مین ہو گیا اور دوسرے ابو الفتح خان جنکو دربار غفران مآب نظام علیخان بہادر سے ابو الخیر خان بہادر تیغ جنگ کا خطاب سرفراز ہوا اور رفتہ رفتہ بعد واقعہ قتل رکن الدولہ مدار المہام کے پنجہزاری منصب علم ونقارہ و پالکی و شمس الدولہ کا خطاب عطا ہوا اور بعد ازان شمس الملک و شمس الامرا ہوے اور پائیگاہ خاص مین دس ہزار سوار رکھنے کیلئے سرکار سے حکم ہوا اور سوائے اسکے نہ ہزاری منصب و دیگر لوازمات اعزازی جو خاص مرشدزادون کو عطا ہوتے ہین مثل ماہی مراتب وغیرہ عطا ہوے چنانچہ انکو اعلیحضرت نے خدمت مدار المہامی کے لئے بھی فرمایا تہا مگر انہون ارسطوجاہ کیلئے عرض کیا چنانچہ انہین کے ایما سے ارسطوجاہ دیوان دکن مقرر ہوے بعد انتقال مبارز الملک اونکا فرزند فرخ مرزا ظفر الدولہ قلعہ نرمل پر باعث فتنہ و فساد برپا ہونیکے اوس کے سرکوبی کیلئے جمعیت پائیگاہ بسرکردگی گبا منی میان برادر نسبتی تیغ جنگ بہادر مقرر ہوے - اور بمقام دنبل کنٹہ اس فتنہ کو فرو کیا بالآخرہ ۲ ربیع الآخر سنہ ۱۲۰۵ھ کو انتقال فرمایا -

اونکے فرزند محمد فخر الدین خان بہادر تھے جنکی شادی مرشد زادی صاحبہ سے ہوئی جس کے سبب سے اونکو فخر قرابت شاہان آصفیہ حاصل ہوا۔ اور زعفران منزل حضرت ناصر الدولہ بہادر نے انکو نہزاری منصب اور امیر کبیر بہادر کے خطاب سے سرفراز فرماکر باون لاکھ روپیہ کی جاگیر عطا فرمائی ۔

انکے چار فرزند تھے۔

اول محمد رفیع الدینخان بہادر عمدۃ الملک جن کا انتقال ۱۲۹۴ھ میں ہوا ۔

دوسرے محمد سلطان الدین خان بہادر شمشیر الملک تھے انکی اولاد مین ایک محتشم الدولہ بہادر جو عین شباب مین رحلت کرگئے دوسرے محمد مظہر الدین خان بہادر آسمانجاہ تھے جنکو نواب مغفرت مکان افضل الدولہ بہادر کی صاحبزادی صاحبہ منسوب تھین جو چندے بعد مستعفی ہونے لایق علی خان بہادر کے خدمت دیوانی دکن سے بھی سرفراز رہے ہین ۔

تیسرے نواب بدر الدین خان بہادر معظم الملک اونکی اولاد مین کوئی نہین ہے ۔

چوتھے نواب رشید الدینخان بہادر اقتدار الملک جنکو صاحبزادی صاحبہ

حضرت مغفرت منزل علیہ الرحمۃ کے منسوب ہونے سے
اعزاز بخشا گیا۔ جن کے دو فرزند۔
ایک نواب امیر کبیر سر خورشید جاہ بہادر جنکو نواب
افضل الدولہ بہادر کی صاحبزادی منسوب تھین؛
انکو دو فرزند اون نواب امام جنگ بہادر کہ جن کو صاحبزادی حبیبہ
مغفرت مکان منسوب ہین؛
دوم نواب ظفر جنگ بہادر کہ جن کی کیفیت ابتدا مین
لکھی گئی ہے۔

دوم فرزند نواب رشید الدینخان بہادر

جن کا نام فضل الدین خان بہادر اقتدار الملک سر وقار الامرا
جو فی الحال مسند وزارت پر جلوہ گر ہین انکو
بھی نواب افضل الدولہ بہادر کی صاحب زادی صاحبہ
منسوب ہین۔ جن سے ایک فرزند جن کا نام
سلطان الملک بہادر موجود ہے؛

قطعہ تاریخ محمد امیر الدین المتخلص جلیس تلمیذ حضرت کاشف

شد تولد چو وقار الامرا ؛ یافت عالم جلیس عز و وقار
گفت ہاتف بشوق دل سالش ؛ ہفصد و پنج از عبد ہفتاد و چہار
۱۲۷۴

تختۂ اسماء نواب امیر کبیر امراء حیدرآباد دکن

نشان	نام	تاریخ ولادت	تاریخ [illegible]	تاریخ وفات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	محمد فخر الدین خان بہادر امیر کبیر کلان	سنہ ۱۱۹۵ھ	.	سنہ ۱۲۷۹ھ	
۲	محمد فرید الدین خان بہادر فرزند	سنہ ۱۲۱۷ھ	.	سنہ ۱۲۳۰ھ	
۳	محمد رفیع الدین خان امیر کبیر ثانی منجھلے میاں	غرہ شوال سنہ ۱۲۲۰ھ	.	ربیع الاول سنہ ۱۲۹۴ھ	
۴	محمد بدر الدین خان	۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۰ھ	.	سلخ شعبان سنہ ۱۲۶۶ھ	
۵	محمد سلطان الدین خان	۲۱ رمضان سنہ ۱۲۲۹ھ	.	۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۱ھ	
۶	محمد رشید الدین خان وقار الامرا بہادر اول	۲۲ رمضان سنہ ۱۲۳۰ھ	.	۱۹ المحرم سنہ ۱۲۹۹ھ	

۷	محمد محی الدین خان عرف نواب خورشید جاه بهادر امیر کبیر رابع	۱۵ ربیع الاول سنه ۱۲۵۷			
۸	محمد فیض الدینخان				
۹	محمد انوار اللہ خان				
۱۰	نواب محتشم الدوله بهادر	سنه ۱۲۹۶			
۱۱	نواب بشیر الدوله بهادر	۲ ذیحجه سنه ۱۳۵۷			
۱۲	نواب وقار الامرا بهادر	۲۰ ذیحجه سنه ۱۲۷۴			

سلسلۂ وزارت سلطنت سلاطین آصفیہ

اگرچہ کتب تواریخ سے کیفیت ہر ایک وزیر با تدبیر معہ شان و وقعت
بصراحت معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر اجمالاً یہان گذارش کیجاتی ہے
کہ نواب آصف جاہ بہادر مغفرت مآب نور اللہ مرقدہٗ کے عہد میں چند
اور نواب ناصر جنگ شہید کے وقت حکومت مین صمصام الدولہ شاہ
نواز خان اور نواب صلابت جنگ کے عہد حکمرانی مین رگھناتھ داس
یکے بعد دیگرے دیوانی سے سرفراز ہوتے رہے۔ جبکہ عہد تسلط
حضرت میر نظام علیخان غفران مآب ہوا اوسوقت اولاً راجہ
پرتاب اونکے بعد

نواب رکن الدولہ بہادر مسمی میر محمد یار

دیوانی سے معزز ہوے۔ انکے بزرگ ابتداءً نواب آصفجاہ
مغفرت مآب کے تعلیم پر مامور تھے۔ انکی دو فرزند۔
ایک میر موسی خان جو وقایع نگاری دیورکنڈہ پر۔ اور
نواب منظفر جنگ بہادر کے وقت صوبہ داری بیجاپور پر
مامور ہوے تھے۔
اور دوسرے میر محمد یار جنکو موسی خان کا بھی خطاب
عنایت ہوا تھا۔ اور بعہد سلطنت نواب میر نظام علیخان غفرانمآب

نور اللہ مرقدہ بدفعات سرفرازی پاتے ہوئے۔ ۱۱۷۷ھ مین منصب ہفت ہزاری اور چھہ ہزار سوار اور ماہی مراتب اور رکن الدولہ کے خطاب سے مخاطب اور خدمت دیوانی سے معزز ہوکر ۲۶ صفر ۱۱۸۹ھ مین انتقال کیا۔

سنا جاتا ہے۔ کہ اونکا زخمی ہونا کسی کے ترغیب کے وجہہ سے تہا۔ اسکے بعد مبارز الملک بہادر نے۔ ارالمہامی سے افتخار حاصل کیا ہے۔

غلام سید خان سہراب جنگ

معین الدولہ مشیر الملک ارسطو جاہ بہادر

یہہ فرزند فرخ نژاد خان کے ہین۔ (جو حضرت مغفرت مآب نواب آصفجاہ علیہ الرحمہ کے وقت خطاب خانی بہادر سے مشرف اور صوبہ داری برار سے معزز ہوے تھے) اگرچہ بعض مؤرخین نے انکا سلسلہ نسبتی دور تک پہونچایا ہے۔

بعد اپنے والد کے انتقال کے۔ فیض یاب خدمت اقدس و مقرب حضرت میر نظام علیخان غفرانمآب علیہ الرحمہ ہوکر۔ شریک معرکہ قتل حیدر جنگ اور دیوانی محالات برار۔ اور صوبہ دارے اورنگ آباد سے یکے بعد دیگرے سرفرازی پاکر معین الدولہ

سہراب جنگ کے خطاب سے افتخار حاصل فرمایا۔ چونکہ آپ
نہایت درجہ مدبر و متین اور عالی حوصلہ تھے۔ اکثر مورد عنایات
خداوندی رہا کرتے۔ اور امور سنگین و سترگ کے انجام دینے
منتخب کیے جاتے۔ یہانتک تصفیہ راو پنڈت پر وہان۔ اور معاملہ
رگہو جے بہوسلا کیلئے۔ پونہ اور ناگپور بہیجے گئے۔ اور رفتہ رفتہ بعد
انتقال مبارز الملک مدار المہام کے بعہد حضرت غفران مآب خلعت وزارت
اور خطاب سے مشیر الملک کے اور منصب ہفت ہزاری سوار سے سرفرازی
حاصل کی۔ اور تہوڑے دن مین اعظم الامرا کا خطاب بہی عنایت
ہوا۔
اور سفر بانگل اور معرکہ جنگ ٹیپو سلطان مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب
نواب سکندر جاہ مغفرت منزل علیہ الرحمہ حاضر رہے۔
جبکہ انکے فرزند نوجوان سیف الملک عرف مالی میان کا دفعتاً انتقال
ہوگیا۔ آپ کا غم والم (جو بحید دل پر چہایا تہا) دور ہونے حسب
گزارش میر عالم بہادر مرشدزادہ کیوان جاہ بہادر کو جوایک سالہ
عمر تھی براہ عنایت خسروی دلجوئی کیلئے آغوش رکہنے حکم خداوندی
ہوا۔
بالآخر جبکہ سنہ ۱۲۰۹ھ مین معرکہ جنگ کہڑلہ کا سامنا ہوا۔ بعد ختم ہونے

لڑائی کے مصلحتاً آپ کو والی پونہ پاس رہنا قرار پایا۔
اور آپ وہان تقریباً تین سال رہے اس عرصہ مین آپ کے حسن تدابیر اور فراست کا یہہ نتیجہ نکلا کہ خود والیان پونہ نے بغرض رفع فساد خانگی اپنے اور نیز برائے خوشنودی حضرت غفران مآب آپ کے حیدرآباد جانیکو رضامند ہوگئے۔ اور باعزاز تمام باجیراؤ کے پیشگاہ سے رخصت مع خلعت فاخرہ لیکر۔ اور رگھوجی بہوسلا سے ملکر واپس ہوے تھے۔ کہ بیرون شہر پونہ خفیہ وکیل نانا پہڑنویسی نے (جو قلعہ کوکن مین مقید تھا) سرگوشی کیا۔
آخر کار پھر آپ واپس آکر حسب منشا اوسکے باجیراؤ کی مسند نشینی اور نانا پہڑنویس کی مدار المہامی کا بندوبست کامل کر کر۔ حسب تمنا اوسکے بصلہ سعی قرار داد امر ندا۔ ایک کڑور روپیہ نقد۔ اور تین کڑور کے دست آویزات بعوض خسارہ جنگ کہڑلہ اوراس کے سوا اور محالات۔ و قلعہ دولت آباد مع سند معافی چوتھ بید رحاصل کرکر نہایت عزت اور احتشام سے باسٹی ہزار جمعیت سوار و پیادہ ۱۲۱۳ھ مین فایز دار السلطنت حیدرآباد ہوے۔
اور حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ نے بکمال خوشنودی خیمہ گاہ لالہ گوڑ سے بدولت خانہ قلعہ محمد نگر رونق افروز ہوکر۔ اعظم الامرا بہادر

کی نذر قبول اور فوج ہمراہی کا ملاحظہ فرمایا - اور چتر دار عماری مین (جسکو کہ اعظم الامرانے پونہ سے لائے تھے) سوار ہوکر رونق افزائے بلدہ ہوئے -

اور بعد سماعت کیفیت گزشتہ اور ملاحظۂ دست آویزات و وثائق وغیرہ نہایت محظوظ ہوکر ارسطوجاہ بہادر اور فرزند ارجمند وکیل مطلق ومختار دولت کے خطاب سے - اور منصب ہشت ہزاری اور ہشت ہزار سوار اور ماہی مراتب اور مورچل طاؤسی سے سرفراز فرمایا -

آخرش ۲۸ - محرم سنہ ۱۲۱۹ھ کو بعارضۂ بخار انتقال فرمایا - ۴۴ برس کی عمر پائے - ۲۵ سال مدار المہامی کئے -

اور تفصیلی کیفیت گلزار آصفیہ اور محبوب السلاطین وغیرہم سے ملنا ممکن ہے ؛

میر ابو القاسم المخاطب
میر عالم بہادر

اُنکے والد کا نام میر سید رضی سوشتری - میر سید رضی بعہد حضرت نواب آصفجاہ مغفرمآب ایران سے وارد دکن ہوکر مقیم ایرانی گلی رہے -

ایرانی گلی جو واقع بلدہ مشہور ہے۔ اسیوجہہ سے موسوم۔
حضرت مغفرت مآب کے دربار سے ہفتہ عشرہ کو فیضیاب ہوا
کرتے۔ حضرت نواب نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے
عہد حکومت مین میر سید رضی دس ہزار روپیہ کے جاگیر
سے سرفرازی پائے۔
میر ابوالقاسم بوجہہ لیاقت علمی ؒ اشعار مدحیہ خدمت نواب
ارسطوجاہ پیش کیا تہا۔ اونکے دربار مین حاضر رہنے کی ابتداءً
جگہ پائی۔
اور بعد انتقال میر سید رضی شوستری بوجہہ شمول توجہات
ارسطوجاہ اپنے پدری جاگیر سے سرفرازی ہوے!
چونکہ فلاح وتمول تقدیری تہا یوماً فیوماً ترقی پاتے پاتے آخرکش
سنہ ۱۲۱۰ھ مین پیشگاہ سرکاری سے بہ تقرر پانچہزار روپیہ ماہوار
اور دو لاکھ روپیہ سفرخرچ پاکر حسب الحکم سرکار ابتداءً
راہی کلکتہ ہوسے۔
جب ہی سے روابط واتحاد سرکار دولتمدار وعظمت مدار کی قایم
ہوی ہے۔ وہان سے بعد عہد وپیمان پانچ لاکھ روپیہ کے تحایف
سرکار انگریزی کیطرف سے سرکار عالی کیواسطے لے آئے۔

رفتہ رفتہ یہہ بڑے بڑے امور و رموز سلطنت کے شریک رہنے لگے۔

آخر کار بعض وجوہ ایسے پیش آئے کہ نواب ارسطو جاہ کے دل مین انکے طرف سے عناد ایسا پیدا ہو گیا کہ تا دم مرگ رہا۔ اگرچہ بظاہر صفائی تھی۔

انکو بھیلا انتظام ملک مفتوحہ جو سرکار عالی کے حصہ مین آیا تھا۔ کڑپہ و کنجی کوٹہ وغیرہ کے طرف ارسطو جاہ نے بلدہ سے جدا کر بھیجدیا۔ مگر بوجہہ عزت سفارت جو انکو سرکارین کے درمیان تھی ارسطو جاہ کو خلش تھی۔

اتفاق اس عرصہ مین مسٹر کرک رزیڈنٹ بعلت زنا متہم ہو گیا۔ اور یہہ خبر عیاں ہو کر سرکارین مین اطلاع ہو گئی۔

آخر کار رزیڈنٹ موصوف نے اپنے برات کی بندوبست کیلئے نواب ارسطو جاہ سے۔ اور ارسطو جاہ نے بھی پیش از برات دیوانی کے اپنے خود غرض یعنے میر عالم کی سفارت سے جدا ہونا اور دیوانی مین یہہ خدمت موافقت باہم ہونیکے لئے ضم ہوئے۔

ادہر رزیڈنٹ صاحب کو بوجہہ حسن سعی ارسطو جاہ برات ہوئے۔ اور ادہر میر عالم خدمت سفارت سے بحفظ جان و مال و عزت موقوف اور درد مین مقید کئے گئے اور خدمت شامل وزارت ہو گئی

اور اونکے دو فرزند مسمیون میر دوران اور مستقیم الدولہ جواہر بیش قیمت سلطنت ٹیپو سلطان جو میر عالم بہادر کے چہپا رکہنے پر ظن غالب تہا۔ بتلانے اور سراغ دینے مجبور کئے گئے۔

بعدازان میر عالم کو قلعہ در در سے نکال کر موضع ناگل مین جو متصل قلعہ محمد نگر ہے محبوس کر رکہے۔

اتفاقاً غارات کے وقت گہر کو میر عالم کے آگ لگ گئی۔ قیمتی سامان تلف ہوگیا۔ اسکے بعد میر دوران کا اٹہارویں سال انتقال ہوگیا۔ الغرض صدمہ پہ صدمہ ہوتا رہا۔ آخر کار مستقیم الدولہ فرزند میر عالم نے بسفارش رزیڈنٹ وقت بگریہ فداری حسب منظوری اپنے والد کو محبس موضع ناگل سے گہر لائے۔ چونکہ مستقیم الدولہ کو رزیڈنٹ صاحب اور سب سے راہ و رسم تہا۔

ارسطو جاہ بہادر کو منظور ہوتا رہا کہ بتائید صاحبان انگریزی مستقیم الدولہ اپنے والد کے فروغ کا ساعی ہوکر مراد کو نہ پہونچے۔ لہذا اولاً مستقیم الدولہ کو بطمع خدمت راجہ راجندر دیوانی کے اونکے والد سے مخالف اور رنجیدہ اپنا موافق بنا رکہا مگر وفا نفرمایا۔

اسی اثنا مین میر عالم نے بوجہ قحط سالی حلوا، روٹی فقرا کو بواسطہ ونگرانی مستقیم الدولہ تقسیم ہونے حکم فرمایا اور یہ طریقہ جاری ہوگیا

قبل ازین محبت و روابط کے زمانہ مین زبانی میر عالم بہادر کے ارسطوجاہ نے میر سید رضی سوشتری کا عامل سیفی ہونا۔ اور چلہ کت حلوا روٹی فقرا کو کہلوانا سنا تہا۔ جبکہ یہہ خبر ارسطو جاہ کے سماعت مین آئی وہ مضمون سیفی جو اونکے ذہن مین نقش کالحجر تہا۔ بخوبی یاد آگیا۔ اور مستقیم الدولہ سے نقصان رسانی کا ارسطو جاہ کو یقین ہوگیا۔ حسب منظوری سرکار عالی مستقیم الدولہ کو ارسطو جاہ بہادر نے دگوال مین قید رکہا۔

بالآخر ۱۲۱۸ھ مین مستقیم الدولہ اوس ہی موضع مین انتقال کر گئے۔ تہوڑے دن بعد حضرت نواب نظام علیخان غفرانمآب بہی راہی خلد برین ہوے۔

اور دو ماہ بعد ارسطو جاہ نے بہی انتقال کیا؛

تب پانچوین ربیع الآخر ۱۲۱۹ھ کو میر عالم بہادر بعہد حکومت حضرت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل گہر کے قید سے رہائی پاکر خلعت وزارت سے سرفراز ہوے۔ ساڑہے چہار سال خدمت وزارت پر مامور رہے۔ اس مدت قلیل مین تالاب بارادری تعمیر سرائہا و مساجد حیدرآباد سے اورنگ آباد چینایٹن مدراس پونہ بمبئی دور دور تک۔ اور جلوخانہ و نقارخانہ وغیرہ تعمیر کرائے ہین

جو آجتک انکا یادگار ہے۔

المختصر ۲۴ شوال ۱۲۲۳ھ کو انکا بھی انتقال ہوا سوائے دختر و داماد کے کوئی نہ تھا۔

ذکر نواب امیر الامرا منیر الملک بہادر

اگرچہ یہ نواب صاحب کا نسبی سلسلہ دور تک پہونچتا ہے۔ مختصر یہہ ہے کہ انکے دادا صاحب نواب شیر جنگ بہادر فیض یاب دربار سلاطین آصفیہ حضرت نواب آصفجاہ مغفرت مآب سے تا آغاز جلوس حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ معزز اور جاگیرات سے سرفراز رہے اور صوبہ داری اورنگ آباد مین انتقال ہوا۔

اونکے فرزند نواب غیور جنگ منصب پنجہزاری اور ۳ ہزار سوار سے معزز اور نواب سیف الملک عرف مالی میان فرزند ارسطو جاہ کو انکی دختر منسوب ہوئیہے ارسطو جاہ سے ہی باہمی موافقت بڑی رہی اونکا بھی انتقال ہوگیا۔

منجملہ چہار فرزندان نواب غیور جنگ کے۔

اول ۱ اکرام الملک بہادر ۱۲۱۲ھ مین اونکا انتقال ہوا۔

دوم ۲ اشجع الملک ناظم اورنگ آباد تھے انکا بھی اسی زمانہ مین

انتقال ہوگیا۔

سوم امیر الامرا نواب منیر الملک بہادر۔ انکو حضرت نواب میر نظام علیخان غفران مآب علیہ الرحمہ کے عہد حکومت مین خطابات اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نشان نوبت و عماری و پالکی جھالر دار۔ و خدمت بخشی گری عطا ہوی تھی۔

بعد ازان حضرت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل علیہ الرحمہ کے عہد حکومت مین بعد انتقال میر عالم بہادر مدار المہام کے (کہ یہی نواب داماد اور بجائے فرزند کے تھے) خلعت دیوانی سے سرفراز ہو کر عہد حکومت مین حضرت نواب ناصر الدولہ غفران منزل علیہ الرحمہ کے بھی اپنے مناصب قدیمی اور خدمت دیوانی سے معزز سربلند رہے۔ آخر کار ۱۲۴۸ھ مین اونکا انتقال ہوگیا؛

چوتھے فرزند نواب غیور جنگ کے نواب امین الملک تھے کہ اونکی حالت اعزاز بھی دوسری تواریخ سے ظاہر ہوسکتی ہے؛

ذکر وزارت راجہ چندولال بہادر

راجہ چندولال راجہ نراین داس کے بیٹے اور لچھمن رام کے پوتے اور مولچند کے پروتی ہوتے ہین اینکے بزرگون کا وطن لاہور پایا جاتا ہے۔ اور یہہ قوم کے کھتری تھے۔ اور مولچند بعہد حضرت نواب

آصف جاہ مغفرت مآب خدمت کڑوڑگیری پر مامور ہوے -
اونکے بعد لچھمی رام - اور پھر اس ہی سلسلہ مین لچھمی رام کے بعد
انکے بیٹے راجہ نانک رام بعہد حکومت حضرت نواب نظام علیخان
غفران مآب خدمت مذکور کڑوڑگیری سے معزز رہے -
جو حقیقی چچا چندولال کے تھے - کم سنی مین بوجہہ انتقال ہونے
والد کے راجہ چندولال اپنے چچائے حقیقی راجہ نانک رام کے پرورش
یاب ہوے - اور یہہ خردسالی سے نہایت سنجی نیک رویہ تھے
انکی لیاقت و نیک رویگی سے شمشیر جنگ بہادر واقف ہوکر
اپنے ملازمت سے سرفراز فرمایا -
بعد راجہ نانک رام مرنے اور اونکے فرزند لکپت راو کا ابتر حال
ہونیکے خدمت کڑوڑگیری بدیع اللہ خان کے تفویض ہوی -
اور پھر یہہ خدمت نور محمد خان کیطرف نقل کی - بہردو وقت راجہ صاحب
اپنے بالادستونکی اطاعت کرتے رہتے - اس کم معاشی مین
بھی وقتاً برخاست غریبون کو حسب امکان اسوقت کے خیرات
کیا کرتے - برکت خیرات نے یہہ بات پیدا کی کہ حضرت بخشی بیگمصاحبہ
محل حضرت غفران مآب نے مطلع ہوکر پیلے کا کام سپرد فرمائین -
اور خیرات کی ترقی ہوی - اسی اثنا مین شمشیر جنگ نے -

(جو خدمت نظامت اور کڑورگیری بلدہ اوسنسے متعلق تہے)
حسب منظوری حضور پرنور کارپردازی تعلقہ موروثی راجہ صاحب کے
نام لکہوایا - اوسوقت سال قحط کا تہا - راجہ صاحب کے حسن تدبیر
و خوبی قسمت کہ انہون نے افزونی غلہ اوسوقت بہم کیا - سب بدل
راضی ہوے -
یہہ خبر مشیرالملک بہادر نے پونہ مین سنکر پیش از آنیکے جو عزل و
نصب انہین منظور تہا - بہ موقوفی منظفرالملک تعلقات مکتہل دیورکدرہ
کوئیل کنڈہ وغیرہ کی منظوری سرکار حضرت بندگان عالی راجہ
چندولال کے نام سند لکہوایا -
اور بعد آنے مشیرالملک کے سنہ ۱۲۱۲ھ مین عماری اور خطاب بہادری چہار ہزار سوار
چہار ہزار جوانان بار عنایت اور واسطے بند و بست قلعہ اور موضع
کڑپہ و کینچی کوٹہ وغیرہ کے بہیجے گئے - وہان یہہ نہایت درجہ نیک
نام اور راجہ چیتول مغلوب ہوا؛
الغرض جب کہ انکی لیاقت نیکنامی نمایان ہوگئی - اور میر عالم کے
مدار المہام کا زمانہ آگیا اوسوقت یہہ پیشکار ہوے - جسوقت کہ
جب سلسلہ نواب مشیرالملک بجائے اپنے خسر کے خلعت
وزارت پائے - اوسوقت تو پورا پورا انہین کا دیوانی کاروبار

اور وکالت انگریزی اختیار رہا - اور بعہد سلطنت حضرت نواب سکندر جاہ مغفرت منزل مناصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار و نوبت گہڑیال و جاگیرات سیر محاصل اور خطاب مہاراجہ بہادر - سرفراز ہوے -

اور بعد انتقال نواب منیر الملک کے بلا کہٹکا مستقل خدمت وزارت اور خطاب راجایان راجہ بہادر سے عزت بخشی ہوی - انکے اوصاف ذاتی سے بڑا وصف یہہ تہا - کہ نہایت درجہ سخی تہے -

آخر سنہ ۱۲۹۰ میں انتقال ہوگیا -

ذکر مختصر دیوانی راجہ رام بخش بہادر فرزند راجہ گوبند بخش

کنگہ فرزند راجہ گوبند بخش برادرزادہ حقیقی راجہ چندولال تہے :

بعد انتقال اونکے والد کے بعہد سلطنت حضرت نواب ناصر الدولہ غفران منزل علیہ الرحمہ مناصب پنجہزاری سہ ہزار سوار نوبت و علم و نقارہ و نشان و فیل و پالکی جہالر دار سے سرفرازی ہوی -

اور بعد انتقال ہونے چندولال کے انکو خدمت وزارت سے

حضرت غفران منزل نے عزت بخشی فرمایا۔ تقریباً ایک سال انجام خدمت دیتے رہے۔ مگر قابل رضامندی خداوند سے انجام دہی نہو سکی آخر کا یہہ بھی علیحدہ ہو گئے۔

ذکر مختصر نواب سراج الملک بہادر

یہہ تیسرے فرزند نواب منیر الملک کے ہوتے تھے۔ بعد گذر بنے استعفا راجہ چندو لال کے عہدہ دیوانی سے بتاریخ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۲ھ بعہد حضرت غفران منزل سرفراز ہوے۔ اِن کی بعد اعزاز خاندانی کی بیان کی ضرورت نہیں ہے کہ نواب شمشیر جنگ۔ اور نواب غیور جنگ کے پوتے ہین جیساکہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ دس بارہ برس تک خدمت دیوانی ادا کرتے رہے۔ اور دو وقت معزول و منسوب ہوے۔ ملک برار تفویض صاحبان انگریزی انہیں کے وقت ہوا۔

آخر سنہ ۱۲۶۹ھ مین انکا انتقال ہوا۔

نواب محمد فخر الدین خان تیغ جنگ امیر کبیر شمس الامرا بہادر

چونکہ اس ریاست آصفیہ مین آپ کو امارت موروثی کے سوا وہ تفاخر قرابت حاصل ہے جو کسی امیر کو بہت کم میسر ہوا ہوگا۔

لہذا آپ کا ذکر مختصراً و ہر بھی جداگانہ مرقوم ہوچکا ہے - یہان اسیقدر
کافی ہے کہ آپ بھی بتاریخ ۲۰ شوال سنہ ۱۲۶۵ھ خلعت وزارت سے
بعہد حضرت غفران منزل علیہ الرحمہ سرفرازی پاکر تاریخ ۰
سنہ ۱۲۷۹ھ مذکور جدا ہوگئے ہین -

نواب تراب علی خان سر سالار جنگ مختار الملک بہادر اول

یہہ نواب محمد علیخان کے فرزند - نواب منیر الملک کے پوتے - خاندان
غیور جنگ سے ہین - جنکا ذکر امارت خاندانی نواب منیر الملک کے بیان
مین ہوچکا ہے - آپ نواب سراج الملک کے بھتیجے اور اونہین کے
تعلیم یافتہ تھے بعہد حضرت غفران منزل علیہ الرحمہ بتاریخ ۲۲ شعبان المعظم سنہ ۱۲۶۹ھ
خلعت وزارت سے سرفرازی پائے -

انکے اوصاف جمیل اور حسن تدبیر اور لیاقت علمی اور محنت کشی خیرخواہی
انتظام کا حال لکھنے سے بڑے بڑے لایقون کے قلم قاصر ہین -
بمصداق شنیدہ کے بود مانند دیدہ - لاکھون آدمی
اوسوقت اونکو اور اونکے انتظام کو آنکھ سے دیکھے ہوے موجود
ہین - اور اونکے بعد بھی جو انتظام آج کی تاریخ جاری ہے گویا اونکا
ہی رہنما کے سب مقلد ہورہے ہین - اگر فخر خاندان کہا جائے تو بھی

کچھہ حق تعریف ادا ہوا - وزارت سے انکو فخر نہ تھا - بلکہ اونسے دیوانے کو تفاخر ہونا بے نسبت نہین ہے - اونکی زندگی مین جو انتظامی دادرسی آرائش ملکی ترقی دولت وغیرہ کام ہوے ہین - سلطنت آصفیہ کے ابتدا سے کسے نے نہین کیا ہے - وہ اپنے آپ سے نظیر تھے - قطع نظر اس ریاست کے تمام ہندوستان مین اونکا ذکر خیر بطور یادگار رسالہا رہیگا - دوسرے کتب تواریخ حالیہ سے اصول لیاقت وکارگذاری ظاہر ہوسکتی ہے -

خوشرو و بلند قامت تھے - بمضمون اے ستارہ خاموشی ورثنا ے توحد ثناے تست ؛ پر اکتفا کیا ہون کہ بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ افسوس کہ بہت سے انتظام اور کامونکی آرزو باقی رکھکر - چوپن ۵۴ برس کی عمر مین انتقال فرمایا - اس سرمایہ عمر مین دو فرزند چھوڑ گئے -

فرزند اکبر لائق علیخان بہادر دوسرے سعادت علیخان بہادر ؛

ذکر منصرمی راجہ نرندر پرشاد

یہہ راجہ صاحب راجہ چندو لال کے پوتے موروثی خدمت پیشکاری پر مستقل تھے - جنکا ذکر خاندانی اونکے داداصاحب کے احوال مین بصراحت مذکور ہے - یہان اسقدر کافی ہے کہ بعد انتقال نواب مختار الملک کے بعہد سلطنت آراے خداوند نعمت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

مامور ہوکر تا جلوس حکمرانی حضرت خداوندی منتصری خدمت وزارت ادا
کیا ہے۔ یہہ راجہ صاحب چونکہ راجہ چندولال کے پوتے تھے وصف
جدی ان مین بھی موجود تہا۔ سخاوت اور رحم دلی مین انہون نے
اپنے جد کے نام کو گویا چندے زندہ کر رکہا تہا۔

ذکر نواب لایق علیخان مختار الملک ثانی عماد السلطنۃ

سریر آرائے حضرت خداوند نعمت حضور پر نور دام السلطنۃ
کے دوسرے روز بہ کمال سرفرازی خسروی وخلعت
دیوانی سے معہ جواہر گران بہا خطابات ومناصب سرفراز
ہوکر کچہہ کم تین سال مامور رہے ۔
آخر مستعفی ہوے یہہ مختار الملک اول کے بڑے فرزند
تھے انکا ذکر مختصر کتاب ہذا مین موجود ہے۔ لہذا یہان
بسلسلۂ دیوانی اسیقدر کافی سمجہا گیا ہے۔
آخر ۲۶ سال سنہ ۱۳۰۶ مین انتقال ہوا۔
انکے فرزند مسمی نواب یوسف علیخان اسوقت اس
خاندان عظیم الشان غیور جنگ کے گویا چراغ
موجود ہین۔

ذکر وزارت نواب
امیر اکبر سر آسمانجاہ بہادر

آپ خاندان نواب تیغ جنگ بہادر اور شمس الامرا امیر کبیر سے ہین - جنکا کچھ ذکر تفصیلی علیحدہ ذیل مین مرقوم ہے - یہہ خاندان امارت علی الخصوص افتخار مین دوسرے امرائے بلدہ سے مستثنی ہے - آپکا ذکر یل جسقدر ہوسکے تہوڑا ہے - آپ قایم مقام دولت حضرت رفیع الدین خان شمس الامرا امیر کبیر ثانی اور اونکے حقیقی بھتیجے تھے - متین مدبر ذی مروت سخی شجیع حسین جن کے تعریف مین اتفاقاً سواے اونکے ملازمین علاقۂ پایگاہ کے دوسرے غیر ملازم بلکہ عام رعایا بھی ہمزبان ہے اپنی مالک کی خیر خواہی بلکہ جان نثاری کو اپنا فریضہ سمجہتے رہے - اور نیز اہل ملک کے لئے نیک خیال تھے - نواب رفیع الدین خان شمس الامرا ثانی کے مسند نشینی اور قایم مقامی کو آپ نے زیب دیا - سواے اس امارت جلیل القدر موروثی کے حضرت مغفرت مکان نور اللہ مرقدہ کے شرف دامادی کا بھی اونہین افتخار سرفراز ہوا - بعہد حکمرانی حضرت آقائے

ولی نعمت حضور پرنور دام ملکه وسلطنته بتاریخ ۲۴ شوال ۱۳۱۵ھ خلعت وزارت
کے معہ مناصب وجواہر بیش قیمت سرفراز ہوکر چند سال کام وزارت بخوبی تمام
انجام دیکر جدائی خدمت کو قبول فرمایا اور بتاریخ ۲۸ ماہ صفر ۱۳۱۶ھ ملک فنا سے
راہ بقا اختیار کئے -

اب اونکے فرزند ارجمند نواب معین الدین خان بہادر اوس دولت اور گھر
کے چراغ بفضل ایزدی موجود ہے - بتاریخ   سنہ تولد ہوے -

قطعۂ سنہ فرزند حضرت کاشف

روانہ از جہان شد آسمانجاہ ۞ خلایق گشت زان از بسکہ بیجان
چو سالش فکر کردم گفت ہاتف ۞ سنہ گو سیزدہ صد شانزدہ سال

ذکر نواب فضل الدین خان اقبال الدولہ سر وقار الامرا بہادر

آپ نواب تیغ جنگ بہادر اولی کے خاندانسے ہین - اور چوتھا واسطہ رکھتے ہین سوا آن وقعت
وشان خاندانی کے (جو سب مین مستثنے بتلائی گئی ہے) آپ ذاتسے بھی مجموعۂ اوصاف
جمیل ہین - جوان خوش صورت نیک سیرت محنت کش قدردان نیک خیال متین
سخن ور شجیع اور نواب رشید الدین خان اقتدار الملک وقار الامرا بہادر امیر کبیر ثالث کے دوسرے فرزند حضرت
نواب سکندر جاہ مغفرت علیہ الرحمہ کے نواسے علاوہ حضرت مغفرت مکان نور اللہ مرقدہ کے داماد ہونیسے
شرف وافتخار پاے ہوے ہین - بہ تفضلات و مراحم خداوندی بتاریخ   سنہ ۱۳۱۱ھ خلعت وزارت
معہ جواہر بیش قیمت سے اونکے لئے لنگر ازبخشا گیا ہے جو آج کے تاریخ تک بحال ہے فقط

نقشہ اسامی وزرائی ملک دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن

کیفیت	تاریخ وفات	تاریخ وزارت	تاریخ ولادت	نام	نشان سلسلہ
۶	۵	۴	۳	۲	۱
۷۳ برس کی عمر پاکے ۲۵ سال الہامی کے دایرہ میر مومن میں دفن	۲۰ شوال ۱۲۲۳ھ	۴ ربیع الثانی ۱۲۰۹ھ	۰	رکن الدولہ ارسطو جاہ میر عالم بہادر	۱
نواب منیر الملک بہادر کے انتقال کے بعد وزارت اور خطاب سے سرفراز ہوے	۷ شوال ۱۲۴۴ھ ۱۲۰۵ھ	۵ رجب ۱۲۲۴ھ	۰	منیر الملک بہادر داماد میر عالم راجہ چندو لعل داماد میر عالم	۲
۵ ذیحجہ ۱۲۶۴ھ معزول ہو کر دوبارہ ۲۰ شعبان ۱۲۶۷ھ کو بحال ہوے	۱۷ شعبان ۱۲۶۹ھ	۱۷ ذیقعدہ ۱۲۶۳ھ	۰	سراج الملک بہادر ۲ بار	۳
۵ مہینے ۶ روز خدمت دیوانی پر رہ کر بتاریخ ۱۰ رمضان ۱۲۶۵ھ معزول ہوے ؛	۱۲۷۹ھ	۳ ربیع الثانی ۱۲۶۵ھ	۱۱۹۵ھ	نواب محمد فخر الدین خان شمس الامراء امیر کبیر بہادر	۴

[illegible]	نام	تاریخ ولادت	تاریخ عطائے خطاب	تاریخ وفات	کیفیت
٥	نواب مختار الملک بہادر سر سالار جنگ بہادر	٢٤ جمادی الثانی سنہ ١٢٤٤	٢٢ شعبان سنہ ١٢٦٩	٢٩ ربیع الاول سنہ ١٣٠٠	
٦	راجہ نریندر بہادر منصرم		غرہ ربیع الثانی سنہ ١٣٠٠ھ		انکی منصرمی ٥ ربیع الثانی سنہ ١٣٠١ھ تک رہی
٧	نواب میر لائق علیخان بہادر عماد السلطنۃ	٨ رجب سنہ ١٢٨٠	٧ ربیع الثانی سنہ ١٣٠١	٨ ذیقعدہ سنہ ١٣٠٦	٢٤ رجب سنہ ١٣٠٤ کو مستعفی ہوئے
٨	نواب سر آسمانجاہ بہادر		١٣ شوال سنہ ١٣٠٥	٢٨ صفر سنہ ١٣١٦	
٩	اقبال الدولہ بہادر	٢٠ ذیحجہ سنہ ١٢٤٣	١٣ شوال سنہ ١٣٠٥		
١٠	نواب میر سعادت علیخان منیر الملک مرحوم فرزند سالار جنگ بہادر مرحوم	٢٣ ذیقعدہ سنہ ١٢٨٠	×	١٣ جمادی الثانی سنہ ١٣٠٧	

ذکر پیشکاری راجہ کشن پرشاد بہادر

یہہ راجہ صاحب بہ قایم مقامی خاندان راجہ چندولال متوفی کہ جنکا ذکر سلسلۂ وزارت اوپر ہوچکاہے مامور ہے۔ یہہ راجہ صاحب کو راجہ چندولال سے جنہوں نے مختاری کامل دیوانی بھی کی ہے۔ چوتھا واسطہ ہے راجہ چندولال کے فرزندون سے۔ اول راجہ بالا پرشاد بہادر کہ اونکو بعہد سلطنت حضرت مغفرت منزل خطاب راجگی سرفراز ہوچکا تھا۔ اور صدر محاسب تھے۔ بعہد حضرت ناصرالدولہ غفران منزل علیہ الرحمہ راجہ دہیراج خطاب منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار وعلم و نقارہ ونوبت وعماری و پالکی جہالر دار معہ جاگیرات کے سرفراز ہوے۔ اور سنہ ۱۲۶۵ میں اونکا انتقال ہوگیا۔

بعد اونکے فرزند راجہ نرہندر پرشاد بہادر نے بتاریخ ۲۲ شعبان سنہ ۱۲۹۹ بعہد حضرت غفرانمآب منزل علیہ الرحمہ اپنی خدمت موروثی سے معہ مناصبت آبائی سرفرازی پاے۔ جنہوں نے چندے منفردی مدارالمہامی بھی کی ہے۔ بتاریخ سنہ ۱۳ انتقال کیا۔

اونکے داماد یعنے راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند راجہ صاحب یعنے پیشکار صاحب حال وزیر افواج ہین۔ یہہ راجہ نرہندر پرشاد کے آغوشی بھی کہلاتے۔

یہہ راجہ صاحب ممدوح اس زمانہ کے رواج و تہذیب کے موافق خوب
تعلیم یافتہ ہین - انگریزی و فارسی و محاسبی و فن سپاہ گری گھوڑیکی
سواری نشان اندازی وغیرہ مین کامل - علاوہ اسکے اچھے شاعر اور
حضرت خداوندنعمت حضور پرنور مدظلہ العالی سے فیضیاب تلمذ ہین کہ
جن کا کلام نہایت بامزہ اور ممتحنون کے نزدیک لایق پسند اور تعریف کے
ہے - جوان خوشرو اور مہذب کنایہ شناس تیزفہم بتاریخ
۲۲ شعبان بعہد سر پرآراے آقائی ولی نعمتی خداوندی خدمات
پیشکاری سے مع مناصبت قدیمی و نوبت عماری سرفرازی پاکر
بمراحم خداوندی بتاریخ ۱۸ ماہ اسفندار ۱۳۰۲ فصلی خطاب وزیر افواج سرکارعالی
سے سرفراز و ممتاز ہوے ہین :

ذکر خاندان راجہ راے رایان امانت ونت بہادر

تحقیق سے ثابت ہوا کہ دفتر راجہ راے رایان بہادر قدیم و باوقعت
ہے - ابتدا انکے خاندان کی کرشنا جی پنڈت سے ہے -
جو متوطن ... گانون وغیرہ تعلقہ ناکلی علاقہ دولت آباد کے تھے -
اور عہد شاہ جہان بادشاہ دہلی کے وقت ۱۰۶۵ھ مین منصبداری سے معزز تھے
انکے دو فرزند مورو پنڈت اور نارو پنڈت - بوجہہ خدمت آبائی عہدہ

پیشکاری سے ۱۱۶۳ھ مین سرفراز اورمورد عنایت نواب آصفجاہ مغفرت مآب رہے۔
نارو پنڈت سے دو فرزند رائے شنکرجی پنڈت اور ہریاجی پنڈت ۔یہہ بھی امیرالممالک صلابت جنگ کے عہدہ حکومت مین محافظ دفتریسے ۱۱۶۴ھ مین ممتاز رہے۔جبکہ ان ہردوکا انتقال ہوا تو شنکرجی پنڈت سے دو فرزند رائے ناناجی اور دھونڈاجی۔اور ہرباجی پنڈت سے لکشمن پنڈت کا وجود باقی رہا۔سلسلہ محافظی دفتر و اعزاز کا اگرچہ جاری تھا مگر ابتدائی سلسلہ خطاب کا بعہد غفران مآب رائے ناناجی پنڈت سے نانک رام امانت ونت سے۔ ۲۶ ذیقعدہ ۱۱۸۵ھ ہجری کو سرفرازی ہوی۔
اور دوسرے بھائی دھونڈاجی فرزند شنکرجی پنڈت کو بجائے راجہ گیگذ رپیشکاری اور خطاب راجہ رائے رایان دیانت رام بود یانت دیانت عنایت ہوا۔
الغرض اس خطاب کی ابتدا دھونڈاجی فرزند شنکرجی پنڈت سے ہے۔منجملہ ہرسہ فرزندان دھونڈاجی پنڈت رائے رامکاداس فرزندخرد کو بیس ۲۰ برس کی عمر مین ۱۲ صفر ۱۱۹۰ھ کے اور سرفرازی خدمات وخطاب بالا اور لوازم اعزازی علم نقارہ آفتاب گری

موچیل عماری سے عزت بخشی ہوی - اور تمام صوبہ جات دکن کی
سرویس باندگی دیئے گئی اور جاگیرات انعام التمغہ مع جواہر
عنایت ہوئے - بلکہ بعہد اعظم الامرا اپونا جانبکے خدمات وزارت کا انجام
چندے دیتے رہے - انکا خطاب شاہراج اہلدار پالکی تھا -
اور یہانتگ کہ یوماً فیوماً ترقی ہونے ہوتے ۲۹ - شعبان ۱۲۳۷ھ
کو انکا انتقال ہوگیا -
انکے بعد رائے اپاراؤ فرزند ثالث دھونڈاجی کو سرفرازی ہوی
اسیطرح سے علے الترتیب راجہ کرشناراؤ و بھوانی شنکرراو راجہ
کہ جن کی پرورشی و رسوم بتفضلات خداوندی حضرت بخشی بیگم صاحبہ
قبلہ کے پاس محل مبارک مین ہوئے -
اور راجہ جمنارام ہرسہ فرزندان راجہ شاہراج بہادر - راجہ جیرام راؤ
برادرزادہ و راجہ جمنارام - نرہر راؤ عمزاد - راجہ جیرام راؤ نرنگ
یکے بعد دیگرے خدمات آبائی سے معہ لوازم اعزازی سرفرازی
پاتے رہے - اور افسوس کہ نوجوان انتقال کئے -
انکے ایک فرزند مسمی شنکر راؤ اپنے والد کے حین حیات غرہ
ربیع الثانی ۱۲۷۳ھ کو اپنے تمامی خدمات اور لوازم اعزازی
اور جملہ معاش سے بعہد افضل الدولہ بہادر سرفرازی پائے

اور بہت کریم الطبع خیر خواہ ریاست تھے :: ۔ ن

ذکر راجہ لچھمن راؤ حال راجہ رایاں دیانت ونت بہادر

راجہ شنکر راؤ نے باتفاق رانی صاحبہ اول برادری کے فرزند دوئم سے راجہ لچھمن راؤ کو تولد کیوقت سے اپنے فرزندی کیلئے منتخب اور موسوم بہ (متبنگی) وقایم مقام فرما رکہا تھا۔ چنانچہ تاریخ ۸ جمادی الثانی ۱۲۹۹ہجری کو روز پنجشنبہ رسم مونج راجہ صاحب اور رانیصاحبہ بالاتفاق ادا فرمائے تھے۔ راجہ شنکر راؤ بہادر کے انتقال کے وقت یہہ راجہ صاحب حال چونکہ بہت کم سن تھے۔ اسواسطے نگرانی املاک منقول وغیر منقولہ راجہ صاحب کے کیلئے ۱۸۸۶ عیسوی مین اولاً راجہ سرکانوراشنکر راؤ بعد ۱۸۸۷ء مین حسب الحکم سرکار عالی ایک کمیٹی خاص جسمین راجہ مہاراجہ راجہ نرہندرپرشاد پیشکار بہادر۔ اور کرنل مارشل صاحب پرائیوٹ سکرٹری سرکار عالی۔ اور نواب محبوب یار جنگ بہادر اور مسٹر ای سجے ڈنلاپ صاحب اور مسٹر دا آسوندی رام معتمد کمیٹی مقرر ہوئے۔

اور بعد چندے بعہد وزارت سرآسمانجاہ مرحوم ۱۸۸۹ عیسوی مین مولوی

محمود علی صاحب تعلقدار جاگیرات قرار پائے اور کارخانہ کورٹ آف وارڈس کے تفویض رہا۔

الغرض یہ راجہ صاحب ممدوح تعلیم پانے کے لئے سنہ ۱۸۸۶ع مین مدرسہ عالیہ داخل ہوئے۔ اور نہایت ہمہ تن سوزی و مشقت سے تحصیل علم کے طرف متوجہ رہے۔ اور سنہ ۱۸۸۹ع مین بورڈنگ ہوز مین سکونت پذیر رہے۔ اور بدفعات ڈسمبر سنہ ۱۸۸۸ عیسوی مین دست مبارک خداوندی سے۔

اور ڈسمبر سنہ ۱۸۸۹ عیسوی اور سنہ ۱۸۹۰ عیسوی مین سرفرازی انعام کا تفاخر حاصل کیا۔

یہانتک کہ سنہ ۱۸۹۱ عیسوی مین خداوندنعمت حضور پرنور بندگانعالی مدظلہ العالی کے جشن سالگرہ مبارک کے موقع پر۔ خود راجہ صاحب نے اپنے کمالات شہسواری ظاہر فرمایا۔

رزیڈنٹ صاحب بہادر سے پیالہ نقرہ بوجہ کمال خوشنودی جوہر بتادیا گیا حاصل کیا اور نواب

سے آسمانجاہ بہادر سے بھی نیزہ بازی کے صلہ مین یونیورسل حاصل ہوا۔
الحاصل راجہ صاحب موصوف نے سنہ ۱۸۹۲ عیسوی مین امتحان مڈل سے کامیابی حاصل کی۔
بعدچندے تحصیل میاٹرک کے طرف شاغل وساعی رہے بلکہ مینگاہ خداوندی سے بوجہ قوت علمی کتاب قیمتی انگریزی سے راجہ صاحب نے سرفرازی پائے۔
بالآخر راجہ صاحب نے ۲۴ جنوری سنہ ۱۸۹۴ عیسوی کو دولت خانہ تشریف لائے۔ اور اپنے املاک سے واقف۔ اور امور خانگی کے متوجہ ہوے۔
نگرانی کے زمانہ مین ۵ می سنہ ۱۸۹۲ عیسوے کو یہ کمال شان و وقعت رسم لگن راجہ صاحب ادا ہوا۔ اور سرکار عالی کے طرف سے جو رقعات دعوت تقسیم ہوے اوس پر برخوردار راجہ لچھمن راؤ کے خطاب و الفاظ سے عزت بخشی ہوے۔ اور نیز بالتخصیص بعد شادے جواہر قیمتے اور قبل نکاح سہرا باندھنے سے اعزاز بخشا گیا۔ چونکہ

راجہ صاحب اوائل عمری - سے بلوغ اور شعور تک نیک رویہ - لائق - ذی علم وہنر حلیم الطبع - محنتی معاملہ فہم - مدبر - متین - مستعد - منتظم ثابت ہوگئے - جو سرکار عالی کے تربیت اور نگرانی اور کوشش کا نتیجہ تھا -

لہذا ۱۳۱۳ ہجری میں پیشگاہ اقدس خداوندی سے کل اختیارات کی راجہ صاحب موصوف کو اونکی معاشں اور کارخانہ کے نسبت سرفرازی ہوگئی -

اور منفی الواسقعے نہایت چستی اور خوبی اور نیک رویہ گی سے بوجہ احسن اپنے کارخانہ اور خدمات کا انجام دے رہے ہیں -

اور اپنے کو اونھین نے اپنے ہمعصروں مین فخر خاندان قطعی ثابت کر دیا ہے شجرہ اسماء سلسلۂ خاندانی معہ مدت حیات ومہمات وکیفیت ضروری اسکے ساتھ منسلک ہے ؛

ذکر دفتر راجہ شیوراج بہادر
و مرلی منوہر بہادر

نواب آصف جاہ مغفرت مآب علیہ الرحمہ نے حیدرآباد دکن کو آتے وقت راجہ ساگرمل کو شاہجہان آباد سے ہمراہ لائے۔ اور دفتر مال کی دیوانی سپرد فرمائے۔ چنانچہ راجہ ہائے موصوف نے اولاً بذات خود

بعد بعہد نواب ناصر جنگ شہید و نواب صلابت جنگ غفراللہ ہما بشرکت دو فرزندان خود مسمیون راجہ بھوانی داس وہرم ونت بہادر۔ و راجہ درگا داس دیانت ونت بہادر مامور خدمت موصوفہ رہ کر حضرت نواب نظام علیخان بہادر غفران مآب علیہ الرحمہ کے عہد حکومت مین بھی معہ ہر دو فرزندان موصوفین۔ و نیز بشرکت نبیرہ خود مسمی راجہ کنول کشن بہادر۔

جو فرزند راجہ بھوانی داس کے تھے۔ بحال خود مامور رہے

بعد نواب سکندر جاہ مغفرت منزل۔ راجہ کیول کشن نے بوجہ عارضہ جسمانی اپنے چچا زاد بھائی راجہ خوشحال چند کو۔

جو فرزند راجہ درگا داس دیانت ونت کے تھے۔ بجائے خود بہ منظوری خداوندی مامور کراکر کنارہ کشی اختیار کی۔

راجہ خوشحال چند بہادر کہ۔ اونکے فرزند راجہ راجا کل چند راے راے بہادر۔ بعہد سریرآرائے حضرت غفران منزل علیہ الرحمہ بحال۔ اور مناصبت ہفت ہزاری۔ اور ہفت ہزار سوار و علم نقارہ نوبت و خطاب و جاگیر ہائے سیر محاصل سے ممتاز ہوے تھے۔ اور لاکھون روپیہ کے اخراجات برادری۔ اور فرزندون کیواسطے کرنے سے بہت نیک نام رہے۔

بعد راجائے موصوف کے تین بھائی۔

اول سمیون راجہ رام پرشاد لال بہادر۔

دوسرے راجہ موتی پرشاد کیرت بہادر۔

تیسرے راجہ الجی پرشاد پرتاب بہادر۔

ہر ایک تینون لایق مہذب سخی طبایع اور ہمیشہ اپنے بھائی

یعنے راجہ جاکرچند بہادر کے معین اور خیر خواہ نہ ہے۔
اور راجہ جاکرچند کے فرزندان سمیون راجہ کرن بہادر۔
اور راجہ اندرجیت بہادر۔ اور راجہ اندرمل بہادر بھی لیاقتین
شہرۂ آفاق تھے۔ اونکے دیکھے ہوے بعض لوگ
اس تاریخ تک اکثر زندہ اور شاہد حال ہین
راجہ رام پرشاد لالہ بہادر کے فرزندون سے راجہ
دہتراج اور راجہ بہومراج بھی یکتاے روزگار
کہلائے۔
اب راجہ اندرجیت بہادر متوفی کے فرزندون
سے راجہ شیوراج بہادر ونت۔ اور راجہ مرلی
منوہر بہادر ونت ہین۔ آج کے روز یہہ راجایان موصوف
کو بھی فخر خاندان اونہا بے لنسبت نہین ہے۔
علی الخصوص راجہ شیوراج بہادر کو خاص و عام نے عرض بالا
عرض دعاے خیر کرتے ہین۔ اور بدل ثناخوان۔ اور راجہ
مرلی منوہر بہادر بھی منتظم قانون دان انگریزے علم کے لائق
جوان محنتی مناصبت قدیمی و خدمت موروثی کے سواد فتر صدر
محاسب سرکار عالی پر مامور کارگذار ہین؛

فصل ہفتم عطیات

اگرچہ یہ بات ظاہر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول مؤید ہے
کہ عزت الدنیا بالمال و عزۃ الاخرہ بالاعمال صالح یعنے عزت
دنیا کی مال سے ہے اور آخرت کی عزت عمل صالح سے ہے -

اور حصول مال کے بہت سے ذرایع دنیا مین پائے جاتے ہین
جیسے زراعت تجارت صنعت وغیرہ وغیرہ اور اسمین کروڑ ہا
روپیہ مال کے پیدائش کی گنجائش موجود ہے مگر جو عزت
دنیا مین اپنے مالک کی دی ہوی نوازشات سے حاصل
ہوتی ہے وہ کبھی اس قسم کے دوسری باتونمین پائی
نہین جاتی ہے اور خصوصا ایسے مالک کے جانب سے جو بادشاہ
وقت نے عنایت خاص سے اپنے نمک خوار تابعدار کی عزت
افزائی فرمادین تو آیندہ نسلون کے لئے ترغیب اور فخر کا
سرمایہ سمجھا جاتا ہے اور یہ بہی مستعدد اور متواتر حدیث اور اقوال
حکما سے ثابت ہو چکی ہے کہ شکر نعمت کو زیادہ کرتی ہے اور
کفران نعمت کو کم کرتی ہے مجہیر مدرجہ نا دانست ہوا کہ جو کچھ اپنے
آقائے ولی نعمی کے بذل و عنایت قدردانی سے آج تک
کامیاب ہوا ہون انسکو اپنے آیندہ نسلون کیلئے قلمبند کرون

تاکہ میرے بعد یہ عطیات اور نوازشات کا ذکر بطور یادگار رہے
و واضح رہے کہ سعدی کا حکیمانہ قول ہے جو اکثر واجب العمل سمجھا
جاتا ہے۔ ؎ منت منہ کہ خدمت سلطان ہمین کند۔ منت شناس
از وکہ بخدمت گذاشتت۔ پس جو شخص کچھ محنت کرتا ہے تو
اوسکا مزد اپنے ماہوار کے ذریعہ سے پاتا ہے مگر سرکار جو
نوازشات کہ اوس مقررہ مزد کے سوائے عطائی نقد منصب
وخطاب وجاگیر وغیرہ سے فرماتے ہیں وہ اس قسم کے
سرفرازی سمجھے جاتی ہے جو اوسکے مقررہ حقوق سے زیادہ
ہوتی ہے اور کوئی خدمت وکارگذاری ایسی نہیں ہے جو
سرکار کے اس احسان سے سبکدوش کرسکے مگر شکرگذاری
ضرور برکت کا باعث ہوتی ہے۔
خدمت کے مقررہ مزد اور اضافہ کے سوائی جو نوازشات ہوتے
ہیں وہ اکثر مفصلہ ذیل اقسام پر محیط رہتے ہیں۔
مثلاً اول (۱) اضافہ (۲) منصب (۳) خطاب (۴) جاگیر (۵) نقدیات (۶) لوازم
کی پرورش اور عزت افزائی میں دل شکرگذار ہوں
اس خدا کا جسنے مجھکو ایسے ملک میں پیدا کیا اور تعلیم دلایا
اور ایسے سلطنت کا نمک خوار بنایا کہ جسکے بے حساب بخشش اور

اور کمال قدردانی کی وجہ سے مین کل نوزرشات اور وارد و
دہش مین حصہ پا چکا ہون -
کچھ یہہ حضور پر نور کی داد و دہش بعد از حکمرانی کے
جاری نہین ہوئی بلکہ پیش از حکمرانی کے جو فطرتی بات ہے
ظہور مین آئی مثلاً مجھکو بہت جامہ واری رکلس تو نیٹ
اور خلعت دو شالہ تا و کمخواب تا سرفرز فرمائی اور اسیطرح
فقط مجھکو عنایت نہین ہوئے بلکہ ہر ایک کو ہر ایک کے خور شر
اور حوصلہ سے زیادہ مرحمت فرمائی جسکی تفصیل آئندہ کی
تحریر بلحاظ خبس کے اور تختہ منسلکہ سے جو بلحاظ تاریخ کے لکہا
گیا ہے معلوم ہوگی -

اول کیفیت اضافہ

ابتدای تیس روپیہ ماہوار سے بدفعات اضافہ ہوتے
ہوتے چہ سو روپیہ تک پہونچا اوسکی پوری کیفیت اوپر لکہی
گئی مگر جسوقت مین بفضل خدا در دولت شاہی آستان بوسی
سے مشرف ہوا اوسکے چند روز تک وہی سابقہ ماہوار پاتا رہا
بالآخر ۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۱۲ ہجری روز پنجشنبہ کو عرضداشت ملاحظہ
خداوندی مین پیش کیا کہ آستان بوسی شاہی کے یادگار

کچھ اضافہ سے سرفرازی فرمائی جائے اور سید اعلیٰ حضرت
دفتر معتمدی سے میری ماسوار کی کیفیت دریافت فرما کر
میری عرضی باستصواب آغا مرزا صاحب بہ سررشتہ دار منصرم
مدار المہام کے پاس بھیجدئے مگر اتفاق سے وہ عرضی گم ہو گئی
میں نے پھر مکرر ایک عرضداشت ۲۲ ذی قعدہ سنہ کو
پاس التجا پیش کیا کہ سرکار اضافہ سے اور اس ماسوار کے
شریک سررشتہ تقسیم محلات ہونیکے حکم سے سرفرازی بخشیں
چنانچہ حضرت پیر و مرشد کمال مراحم خسروانہ سے بعد
درج منظوری اضافہ کے منصرم مدار المہام کے پاس بھیجدئے
اور مجھے ارشاد فرمائی میں نے منظوری دیدی تو میں فوراً
مدار المہامی میں حاضر ہوا بعد معلوم کیا کہ میرے خیال سے زیادہ
یعنی چار سو روپیہ کے اضافہ سے عزت بخشی ہے -
دوم تنخواہ کا منصب میں شریک ہونا اور اسکی کیفیت
اسکے بعد میری التجا پر میرے سابق تیرے (حاشیہ) روپیہ سررشتہ
منصب رکاب باسنحاوت میں منتقل ہو گئے اور سوقت میری
درخواست پر بموجب تفصیل ذیل میرے حقداروں پر تقسیم
کردئے چنانچہ منصرم مدار المہام نے پاس عبارت عرضی بذا ملاحظہ

جہان مطاع ۸ ۲ شعبان ۱۳۲۰ھ صدور آمدہ حسب اجرائی احکامات بعمل آید) بنام سید وزارت علی نبیرہ خود (ماہانہ ۴ بنام شرف النساء بیگم (ما) بنام لطیف النساء بیگم (۵ بنام محمد وزیر علی (ماہانہ

چنانچہ ان مضمون کے سوالات سررشتہ رجسٹری شوستر سے پیش ہوکر بعد دستخط معتمد صرفخاص کے دفتر روانہ ہوئی چنانچہ وہی عمل اسوقت جاری ہے -

سوم خطاب

مجھکو سرکار نے دو مرتبہ خطاب سے سرفراز فرمائی ہیں اولاً خطاب خانی بہادری سے تخت نشینی کے ایک روز بعد بتاریخ ۲ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ روز سہ شنبہ خلوت مبارک میں سرفرازی فرمائی کہ جسکا منصب یکہزاری مقرر ہیں دوم بتاریخ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ روز شنبہ دربار نوروز میں خطاب سلطان الحکماء بہادری سے سرفرازی بخشی دونو خطابات کی تجویز نامہ کہ جو دفتر نواب عزیز الدولہ بہادر صدر بخشی سرکار عالی سے آئی ہیں اسکی نقل درج ذیل ہے -

چہارم جاگیر وغیرہ

اور کیفیت مکان حکیم بادشاہ

اولاً جسوقت مین در دولت پر حاضر ہوا اپنے ذاتی مکان
مختار گنج مین رہتا تہا اور حاضر بارگاہ ہوکر اپنے فرض منصبی
کو ادا کرتا تہا ایک روز اتفاقاً خداوند نعمت کے پاؤن مین
صدمہ آیا یعنے (دسلوکیشن آف دی پٹلا) ہوا اگرچہ کہ
مین قریب ہی مین موجود تہا مگر مجہکو بالکل اطلاع نہین ہوی
اور ڈاکٹر ہومنٹ صاحب بلائے گئے اور علاج شروع ہوا
اور اس واقع کے ۳۰ منٹ بعد مجہکو خبر ہوی اور مجہے
اس واقع سے سخت افسوس ہوا کیفیت کو سنکر بالاتفاق
مولوی مسیح الزمانخان صاحب وکلارک صاحب و ڈاکٹر صاحب
کے یہہ تجویز قرار پای کہ کوی مکان حسب عادت حکیمان قریب
ڈیوڑھی مبارک کے ملنا چاہیے تاکہ حکیم ہر وقت حاضر رہسکے
اوسوقت ایک مکان دولتخانہ حویلی قدیم کے پاس
خالی تہا جسمین عوسیات کا باورچیخانہ تہا وہی مجہکو عطا ہوا
اور جناب مدار المہام سرکار عالی وہان سے باورچیخانہ
علیحدہ کرکے وہ مرے تفویض کئے یہہ مکان حکیم بادشاہ
کا سرکاری ضبطی مین آیا ہوا ہے۔
الغرض اس مکان کے عطیہ کا حکم بپیشگاہ اقدس خداوندی حضور پرنور مدظلہ

باستصواب مولوی مسیح الزمانخاں صاحب زبانی مردہ وحیات نشست مردہ محمد غفور سیکے صادر ہوا چنانچہ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ روز جمعہ اس عنایت کی نذر پیش کیٔ گیٔ اور یہہ عطیہ درج سیاہہ ہوا اور نذر قبول فرمانیکے وقت زبان مبارک سیسے ارشاد ہوا کہ مکان کی مرمت وغیرہ کرکیے زنانہ وغیرہ لاکر اتر دو۔ اور یہہ مکان کی وضع قدیم اور ستر برس سیسے زیادہ کا بنا ہوا ہوگا۔

شاہی بخشش ہمیشہ پائدار ہوتی ہی

ایک مرتبہ سفر کلکتہ سیسے واپس ہوتے وقت ریل میں نواب محبوب یار جنگ بہادر نے مجھسے فرمایا کہ حکم رزنی کے دربار سیکے بعد اعلیحضرت جو محلہ میں رہینگے تو یہہ مکان شاید چھوڑ دینا ہوگا تو میں نے جواب دیا کہ سرکار محبوبیہ کے عادت سیکے خلاف ہے اور شیر جو آقا کا حکم ہوگا اوسکی تعمیل ہوگی مگر بعد واپسی میں نے خداوندنعمت سیسے یہہ کیفیت گوشگذار کیا تو فرمائی کہ شاید وہ ہنسی سیسے کہے ہونگے کیونکہ یہہ اس سرکار کی عادت نہیں ہے۔

اوس دن سیسے مجھے کامل یقین ہوا اور اوسکی مرمت

بھی بست کچھ تصرف زر کثیر تیاری عوض کہ جسمیں انکسا بدت سے پانی نہیں آرتا تھا و بنگلہ و طویلہ و بیت الخلا وغیرہ از سر نو تیار کر دیا تا کہ میری اولاد و وال کے پاس یہہ بھی ایک مستقل یادگار نوزرشات شاہی کا باقی رہی ۔

کیفیت زمین وغیرہ قلعہ گولکنڈہ

جبکہ حضور پر نور مد ظلہ العالی قلعہ مذکور میں واسطے تبدیل ہوا کے تشریف فرما تھے اوسوقت حضور مد ظلہ العالی کی تجویز صاحبونکو مکان و باغ بنانیکیلئے زمین عطا ہونیکی شہرت پائی اور اڑی کان اور مصاحبین کو عنایت ہوئی اوسوقت ڈیوڑی کے قریب ایک مکان نواب بشیر الدولہ بہادر کے علاقہ کا تھا اودستے نرگ اوس مکان کا عملہ جو بینہ دروازے دریچہ پٹرنلم وغیرہ سب توڑ کر کھود کر لیگئے اور خالی جائی کر دی اوسوقت میں نے ایک عرضی مذریعہ افسر جنگ بہادر کے گذرانا کہ یہہ ویوار دنکی زمین جو قریب ڈیوڑی کے ہے مکان بنانے کیلئے مجھکو عطا ہو اوس عرضی کی نقل یہہ ہے

نقل عرضی

بعرض عالی میرساند

فدوی اندرون قلعه یک مکان تعمیر نمودن میخواهد یک قطعه زمین
که عقب دیوڑی مبارک افتاده است تجویز کرده است عطا
شود مستدعی است. زمین مذکور عمله علاقه نواب بشیر الدوله بهادر
بود لیکن چند عمله از قسم چوب وغیره بعلاقه نواب صاحب
ممدوح رفته است وصرف صحن و دیوارهای شکسته باقی
مانده اند لهذا عرض رسانیده ام که برای عطا شدن زمین مذکور
از پیشگاه اقدس حکم شرف نفاذ یابد تا فدوی به تعمیر مکان
پردازد زیاده حد ادب ۹ ذی قعده

انہوں نے میری عرضی بذریعہ اپنے روبکار کے معتمد صاحب
کے پاس بھیجدی جسکی نقل یہ ہے ۔

روبکار برگیڈ افسر فوج قلعہ گولکنڈہ واقع

خلاصہ مقدمہ

درخواست سلطان الحکما محمد وزیر علیخان بہادر برای زمین قریب
دیوڑی مبارک بجہت تعمیر مکان

بجواب روبکار نشان ۶۰۳ مورخہ ۲ رمضان سنہ ... مقدمہ
معروضہ عرضی نگار مشعر بریں کہ سلطان الحکما برائے زمین

که عقب دیوڑهی مبارک است و سابق محله علاقه آسمانجاه بهادر
در زمین مذکور بود حالا هیچ عمله در آن باقی نیست مگر دیوارهای
شکسته موجود اند و درخت زیست گذر رنیده اند اگر جائے مذکور
بحکیم صاحب عوض داده آید در آن هیچ نقصان سرکار متصور نیست
اسپر حکم صادر ہوا اور اسوقت میں نے حسب ضرورت
ایک حجره بناکر اوسپر چھت کے پتھر کا سائبان رکھا اور باہر کا
دروازه بنایا اور کچھ ضروری مرمت کر کے چھوڑ دیا -
الغرض جبکہ حضور مدظلہ العالی چند مہینے رہکر حیدرآباد میں تشریف
لائے سبب کے سبب واپس آگئے پھر اودہر کا کچھ خیال نہیں
فرمایا میں نے بھی اوس مکان وغیرہ کا کچھ خیال نہیں کیا
اور نہ بنایا اسصورت میں بعضی لوگ دروازه را دربار سے نکال
لیگئی - آخر شش اب ۱۳۲۱ھ میں اوسکے بنانیکا خیال
آیا اول تو ایک عرضی موسومه نواب سر آسمانجاه بہادر کو لکھا
کہ جسکو نقل یہ ہے -

بعرض عالی رسانند
خداوند نعمت حضرت بندگانعالی متعالی مدظله العالی جبکہ ملوکھ گولکنده
میں رونق افزا ہوئے تھے اوسوقت تمام مصاحبین اور حکیم مرزا صاحب

کو قلعہ میں تہوڑی تہوڑی زمین دیوڑہی مبارک کے اطراف
بغرض مکانات و باغ بنانے کیلئے عنایت ہونے لگی ہے کیفیت
سنکر آپکے کارپرداز کہ جو ایک مکان کہنہ شکستہ دیوڑہی
مبارک کے قریب تہا اوسکا کل عملہ یعنے سفال دریچہ ما دروازہ
چوبینہ اور تمام پتھر تلم وغیرہ کہ جو سو دو سو روپیہ سے زاید
نہوگا نکال لیگئے اوسوقت فدوی نے بندگان فخر جنگ بہادر
درخواست اوس زمین کی کیا عنایت ہوئی تب دفعہ ضرورت
کے واسطے اوسپر فقط جست کا پتھر کا سائبان ڈلوا دیا تہا
اب اوسکو بنانا چاہتا ہے بہذا فدوی امیدوار فضل و کرم
کا ہوں کہ وہ عمدہ قدیم مکان مذکور کا جو تمام بیکار پڑا ہوا
ہے اور وہ فدوی کے بکار آمد اور اس مکان کیواسطے
موزوں ہے عنایت فرماویں کہ تا مکان کی ترمیم ضروری
کرکے حضرت کے اقبال و عمر کیواسطے دعائے خیر اور شکرگذاری
کرتا رہیگا زیادہ حد ادب مرقوم ۲۴ ذیحجہ سنہ ۱۲۳۰ روز جمعہ —
نور صاحب ممدوح نے اوسکے درجواب بقلم سید رکن الدین صاحب
اید نگانگ جو تحریر فرمایا نقل یہ ہے
حسب الحکم سرکار

ماریہ ہے سلطان المکانہ آپکے روضہ پر کہ جو آپ نے علمای علم پیر تلم وغیرہ مکان قلعہ گولکنڈہ کی درخواست پیش کرکے تھے سرکار نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہاں قلعہ کا جو مکان شکل ہے وہاں پر جو کوئی خانہ تیار ہوتا ہے لہذا حمد مذکور وہاں صرف ہوگا مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ دستخط سید محمد رکن الدین ۔

آخرش بحکم ضرورت رجب ۱۳۰۹ھ میں دس مکان کی تعمیر بخیال تلف چوبینہ وغیرہ شروع کیگئی ۔

جبکہ اس زمین کی اجازت عطا ہوی اوسمیں جو صحن وقوع تھا وہ تخمیناً آٹھ دس گز کا ہوگا اوسمیں کوئی خانہ باغ وغیرہ تیار نہیں ہو سکتا تھا اسلئے میں نے پھر قطعہ عرضی نذر بوا فسر جنگ بھاور اوسکے عطا ہونے مقطوعہ منگم شکل دوسری مصاحبین کے بارگاہ میں حضرت سے گذرانا کہ جسکی نقل یہہ ہے ۔

نقل عرضی حالی — پیر نذر

سرکار اولیا مکان اور باغ بنانے کیلئے سب مصاحبین وغیرہ کو زمین سرفراز فرمای فدوی باقی رہا ہے لہذا امید وار ہوں کہ مثل دوسرے مصاحبین وغیرہ کے زمین قلعہ میں باغ وغیرہ بنانے منگم کا مقطوعہ جو ملکار ہے وہی سرفراز فرمانا فقط

افسر جنگ بہادر بذریعہ اپنے روبکار کے بمحکمہ معتمد صاحب
یعنے موتمن جنگ بہادر بھیجدیا اور یہہ درخواست پیش ہونے
کے بعد حضرت نے براہ سرفرازی و پرورش کے منظور فرمایا
اور حکم نواب افسر جنگ بہادر پر بذریعہ روبکار یون صادر ہوا
کہ مانند دوسرے مصاحبین کے زمین درخواست گذار کو
دیجائے جسکی نقل یہہ ہے ۔

نقل

روبکار محکمہ معتمد صاحب حضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی مورخہ ۲۴ دیماہ الٰہی ۱۲۹۵ف مطابق ۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۴ھ

نشان ۶۹ نشان مثل سنہ ۱۲۹۶ف

معروضہ

سلطان الحکما کی درخواست متعلقہ کی زمین ملنے کے
نسبت باغ اور مکان بنانے کیلئے بدفتر سرگید افس قلعہ گولکنڈہ
حسب الحکم اعلیحضرت ۔ جو رب مین روبکار نشان ۱۲۶ واقعہ ۲۴
ذیحجہ سنہ گذشتہ کہ جسمین مثل دوسری مصاحبین کے حکیم صاحب
موصوف کو بھی زمین ملنے کے نسبت رائے دیگئی ہے ۔
لکھا جاتا ہے کہ بحسب ضرور بدیدافسر جنگ یہہ مکان بنانے

کیونکہ سطح زمین دکھائی اور مقدار اور محاصل اراضی مطلوبہ سے اس دفتر کو مطلع کیا جائے فقط شرح دستخط ترسیل حسب الحکم نواب افسر جنگ بہادر سیٹی درجواب معتمد صاحب کے روبکار ذیل جاری کیا۔

روبکار گولکنڈہ برگیڈ انفنیس مورخہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۰۵ھ

نشان صدر ۱۲۹۱

نشان متفرقہ ۱۸۵

خلاصہ مقدمہ

مرحمت ہونا خنگلم کا مقطعہ سلطان الحکما کو واسطے بنانے مکان اور باغ کے جو قلعہ گولکنڈہ میں واقع ہے۔

برائے اطلاع دفتر معتمد صاحب حضرت بندگانعالی مدظلہ العالی بجواب روبکار دفتر آن معتمد صاحب نشان ۶۹ مورخہ ۲۴ دی ۱۲۹۶ فصلی م ۴ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ منشعر دیئے جانے مقطعہ خنگلم کا منجملہ دوسری مقطعات کے واسطے بنانے باغ ومکان کے سلطان الحکما محمد وزیر علیخاں کو۔

لکھا جاتا ہے کہ موافق حکم اور مسل دفتر کے خنگلم کا مقطعہ واقع اندرون قلعہ محمد نگر حکیم صاحب موصوف کے قبضہ میں مکان اور باغ بنانے

کیواسطے دیا گیا اور مہتمم صاحب صفائی کو کاغذ حسب ضابطہ تیار کرنیکے واسطے حکم دیا گیا اس مقطعہ کی زمین کا مقدار چھہ بگھہ ہی جسمیں ۴۲ درخت بیریکے اور ۴۶ درخت تمر ہندی اور ایک درخت نیم کا واقع ہے۔ اور محاصل اسکا تینتیس روپیہ سے کچھہ زیادہ ف سنی اسکا تعلقدار صاحب ضلع اطراف بلدہ۔

اور مسلت مہتمم صاحب صفائی قلعہ کو واسطے تکمیل کرنیکارروائی وضابطہ اور تیاری کاغذ کے روانہ کیا گیا۔

ایک نقل اسکی محمد وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما کے پاس روانہ کیگئی۔

جبکہ زمین اور مقطع حسب الحکم سرکار مل گیا اور میرا قبضہ برابر ہو گیا اور کاغذ بھی بنگیا تب ۱۰ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ روز شنبہ کو نذر گذرانا نذر کے روپیہ حسب معمول خزانہ میں داخل کیے گئی اور حسب الحکم نیاز علی چوبدار نے سنا یا میں ایسا لکھوایا یہ نذر وہ ہے کہ حکم کا مقطعہ واقع اندرون قلعہ گولکنڈہ نایع کیواسطے اور فوارے شمشیر الدولہ بہادر کے علاقہ کی جاسے مکان بنانیکیلئے پیشگاہ اقدس سے عطا ہوی اسکے بابت اسکی نذر ہی۔

آخر سن بعد تحریرات متعدد وسائل ورسائل روبکاری ہے

وقار جنگ بہادر نشان ۱۰۴ واقع ۱۱ رجب سنہ ۱۳۲۸ھ ورجوع
روبکار معتمد صاحب نشان ۲۷ ۱۲۴ مرقومہ بستم جمادی الاول سنہ ۱۳۳۰ھ
بحوالہ روبکار تعلقدار صاحب ضلع نشان ۲۷ مرقومہ غرہ ربیع الثانی
سنہ ۔ اس مضمون جاری ہوا کہ تعلقدار صاحب نے بذریعہ روبکار
نشان ۱۲ ۲ زمین کی اجازت کا حکم جاتا تھا دیا جاوے چونکہ
حضرت نے نواب وقار جنگ بہادر اور اقبال یار جنگ بہادر
اور حکیم الملک بہادر اور سلطان الحکما بہادر کو زمین عطا کی
اور آج تک کوئی پٹہ وار وغیرہ نہیں تھا اور اس زمین پر
سلطان الحکما بہادر نے کچھ روپیہ بھی صرف کئے ہیں اس لئے
حکم قطعی بنام تعلقدار صاحب ودستخطی مرتبی قبالہ وثنقت
کے دیا جاوے نظر برین معتمد صاحب نے ایک روبکار بنام
تعلقدار صاحب ضلع اطراف بلدہ تحریر فرمایا اوسکی
نقل بجنسہ درج ذیل ہے ۔

نقل

بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی

روبکار دفتر معتمد مجلس پیشی اعلیحضرت مرقومہ ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۰ھ
م ۱۲ اردی بہشت سنہ ۱۳۲۱ف

نشان ۱۲۵ صیغہ اضلاع بیگم مال سنہ ۱۳۲۹ف

مقدمہ

علمائے زمین مقطوعہ جنگم واقع قلعہ گولکنڈہ بہ سلطان الکلام بابر تیاری باغ ۔

باطلاع تعلقدار صاحب ضلع اطراف بلدہ ۔ بسلسلہ اجرای روبکار اینیدفتر نشان ۲ ۹۲ مورخہ ۱۱ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۱۱ء بمقدمہ مندرجہ عنوان بعد غور تاییہ سرکار روبکاری متعلقہ مقدمہ مذکور بتر سیل نقل روبکار معتمد اعلیٰ حضرت بابتہ عمل تو جنگ بہادر نشان ۶۹ مورخہ ۲ دیماہ الٰہی سنہ ۱۲۹۶ف ترقیم است کہ فی الفور بلالحاظ کدامی عذر وحک درنگ درتعمیل حسب روبکار مذکور بعمل آمدہ حسب ضابطہ قبالہ ونقشہ بحکیم صاحب دادہ شود ف ۲ متضمنہ ہذا درجواب روبکار سلطان الکلام متمم دواخانہ دولت خانہ عالیہ نشان ۶۵ مورخہ ۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۰ھ مرسل فقط ۔

الحاصل تعلقدار صاحب ضلع اطراف بلدہ نے بذریعہ روبکار نشان ۶۹ ۱۷ مشمولہ مورخہ ۲ مہر سنہ ۱۲۹۶ف مطابق ۲۳ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۴ھ کے ساتھ نقشہ حدود اربعہ بابتہ زمین مقطوعہ جنگم ارسال فرمایا اور سکے نقل بجنسہ ذیل میں درج ہے ۔

نقل

روبکار صدر کچہری ضلع اطراف بلدہ صرفخاص ورخہ ۲۴ مہر ۱۲۹۶ف مطابق ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۰۴ھ -

نشان متفرق ۱۰۲۶ — مہر کچہری اطراف بلدہ

علاقہ زمین منقطعہ خنگم واقع قلعہ گولکنڈہ بہ سلطان الحکما بہادر

نسبت تیاری نقشہ

برائے اطلاع جناب سلطان الحکما بہادر محمد وزیر علیخان -

بوصول روبکار سررشتہ صفائی ضلع ہذا نشان ۱۴۲۱ ورخہ ۱۸ شہریور ماہ الہی ۱۲۹۶ف معہ نقشہ مرتبہ سررشتہ مذکور بمقدمہ مندرجہ عنوان بعد نظر ثانی روبکار محکمہ ہذا نشان ۱۳۲۶ ورخہ ۹ شہریور ماہ الہی سالہ حال نگارش ہے کہ جو زمین مستدعیہ سابق حسب روبکار معتمد صاحب صرفخاص ومنشی اعلیٰ حضرت نشان ۱۳۰۵ ورخہ ۱۳ اسفندارمذ بہشت ماہ الہی ۱۲۹۶ف

تحصیل سے تفویض آپکے ہو چکی تھی اب نقشہ حدود اربعہ روبکار سررشتہ صفائی سے بعد پیمایش کے جو مرتب ہوا ساتھ اسکے اسناداً مرسل ہے فقط

ف ۲ واضح ہوئی کہ کل مقدار زمین معطیہ کے آٹھ بیگہ تیرہ بسوہ ہے

حد شمالی اُوسکی تا مکانات آبادی متصل موتی دروازہ اور
حد غربیہ تا زمین علاقہ سید امام اور راستہ نافذہ
حد جنوبیہ تا اراضی ناتی باؤلی وچاہ خوردہ - حد شرقیہ تا فصیل
قلعہ وبرج - پس مطابق حدود بالا مندرجہ نقشہ زمین
مذکور اپنے قبضہ میں رکھیں نقشہ منسلکہ میں تمامی کیفیت
مندرج ہے فقط شرحدستخط صاحب رزیڈنٹ اول تعلقدار ضلع اورنگ آباد
پس ختم کارروائی باضابطہ ہو چکی اور رقم از سیر واقعات
منصرف سے یہی اُنکا ریجاری تھا ہے -

- کیفیت عطای زمین سیف آباد -

جبکہ حضور پرنور مدظلہ العالی سیف آباد میں تشریف فرما ہوئیں
اور سب مصاحبین وغیرہ کو زمین عنایت ہوئی ہوند
میں بھی ایک عرضی درخواست زمین کی بذریعہ کرنل مارشل
صاحب پرائیوٹ سکرٹری کے گذرانا کہ جسکی نقل یہہ ہے -

بعرض اقدس — میر سائیں

بعرض حاشیہ بوسان بساط فیض نماط خداوند خدایگان
حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی دام ملکہ -
فدوی امیدوار ہے ایک قطعہ زمین کا جو تخمیناً چار بیگہ عقب

مکان امیر ممتاز علی صاحب اور دامن پہاڑ کے قریب میں جو
اور درمیان ملٹری کلب اور مکان کپتان پارنیٹ کے
واقع ہے مکانکے تیار کرنیکی مرحمت اور منفرااز سو روپیے نہایت بندہ نوازی
سے زیادہ حدادب فقط مرقوم ۸ رجب ۱۲۸۶ ہجری
عرضی مارشل صاحب نے منظوری لیکر نیول صاحب کے
پاس بھیجدی انہو نے کہا تھا کہ تم کسی دن مجھ سے آؤ تو میں آکر
وہ زمین حسب الحکم تمکو دونگا۔
آخر شمس میں نے ایک روز مقرر کر کے گیا نیول صاحب کو ایک
زمین بتلایا تو انہوں نے بہت تھوڑی زمین دینا چاہا اور
میں ناراض ہوکر واپس آیا تب دو روز بعد کہلا بھیجا اگر
وہ زمین جو مختصر ہے نہیں لینا چاہتے ہو تو میں آکر دوسری
زمین بتلاتا ہوں لے لیو ۔
آخر ستمبر میں ایک زمین پہاڑ و ن پر رسالہ کے قریب نہایت
رونقی جاسئے پر کہ جو قریب چار بیگہ کے ہو گئے نشان ڈالدیا
فیلسو(؟) صاحب ایک رو بکار مورخہ دوم جولائی
۱۸۶۹ء نشان ۳۰۵۶ جو لکھی اوسکی نقل مع ترجمہ
مندرج ذیل ہے ۔

نقل

No 3056.

H. H. the Nizam
R. Troop
Hd. Quarter Hyderabad
Safeabad.

From
The Br. Qr. Master
H. H. the Nizam R. Troops
To. Dr. Meer Vazeer Ali
Sooltanool Hookma
Dated 2nd July 1887.

Subject.

Sir
I am directed by the Commander H. H. the Nizam R. Troop that you may take possession of the plot No 5 in the extended limit of Safeabad which has been given to you in accordance with the orders of H. H. the Nizam. The plot has been marked out and pointed out to you by me and you can commence building at once.

I have the honor
to be
Sir
Your most obedient
(Sd.) Thomas Bayly
Captain
Brigade Quarter Master

مسال ٥٦

فوج باقاعدہ کے بریگیڈ کوارٹر ماسٹر
عہدے سے ڈاکٹر میر وزیر علی سلطان الحکما
کو ۔ مورخہ دوم جولائی سنہ ۱۸۸۷ء

کیفیت کاغذ [illegible]

حسب الحکم فوج باقاعدہ سے
تمکو اطلاع دیتا ہوں کہ تمکو
حضور پرنور کے حکم سے سیف آباد
میں پلاٹ نشان ۵ کی زمین اپنی
تعریف میں لیلیں وہ جگہ
نشان کر کر تمکو بتلا دی گئی اور
تمکو اس پر مکان بنانے کی اجازت
ہے میں تمہارا بڑا تابعدار

ٹی بیلی
بریگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ

سیف آباد میں زمین معلومہ اپنے قبضہ میں لا لینے مکان بنانے اور نقشہ تیار کرنے کے بارہ میں خورد مکان نشانی ۳۲۱۴ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۷ء دفتر متعین صاحب سے بھیجا گیا اسکی نقل حسب ذیل ہے —

نقل

From The Brigade Quarter Master Regular Troops To. Dr. Meer Vazeer Ali Hyderabad Dated 20th July 1887. No 3214 Subject: Conveys the Commander's Sanction to his taking possession of the plot of land marked out for him by the Commander in Safeabad to his building as soon as he choses. A Survey of the plot should be prepared & sent for the Counter-Signature of the Commander as such Survey becomes a Title deed. By order Sd/ T. Bayly B.Q.M. Captain R. Troops	برگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ سے ڈاکٹر میر وزیر علی حیدر آباد مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۷ء نشانی ۳۲۱۴ کیفیت سیف آباد کے کمانڈنگ میں نشان کر کر دی گئی سو زمین کو اپنے قبضہ میں لا لینے کی اجازت کمانڈنگ سے ہاتھی سے جس وقت چاہیں مکان بنا سکتے ہیں نقشہ تیار کر کر کمانڈنگ کی دستخط کو روانہ کیا جائے تاکہ وہ نقشہ سند کامل قبالہ ہو ویسے حسب الحکم نے بھی برگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ

نقل روانہ کئے بعد دستخط بیسے بذریعہ روبکار نشان ۳۲۲۴ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۸۸۷ء واپس ہوا جسکی نقل مرقوم ہے۔

برگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ ڈاکٹر میر وزیر علی حیدرآباد کو مورخہ ۲۳ جولائی ۱۸۸۷ء کیفیت نشان ۳۲۲۴ نسبار یوسف آباد کی زمین کا مساحتی نقشہ فوج باقاعدہ کے کمانڈنگ سے دستخط ہوکر واپس ہوتا ہے یہہ نقشہ اور ٹکٹ [illegible] زمین کا روبکار زمین کی سند ہے حسب الحکم ٹی بیلی کپتان برگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ —	From The Brigade Quarter Master R. Troops To. Dr. Meer Vazeer Ali Hyderabad Dated 23rd July 1887. Subject. No. 3224. Returns Survey plan of his land in Saferbad duly Countersigned by the Commander R. Troops This plan and the docket granting him the land becomes the Title Deed of the land. By order Sd/- T. Bayly Captain Brigade Quarter Master Regular Troops

ابتدا میں ہمارے مکان اور راکفورٹ صاحب مکان
کے درمیان کی تھوڑی جگہ جو ہمکو ملنے کی تھی وہ رستے رستہ
رسالہ کے لوگ وغیرہ کے نیول صاحب چھوڑوا دئے
تھے بعد چند عرصہ کے راکفورٹ صاحب نے چاہا کہ
دیوار اوٹھا کر راستہ بند کر دیوے اور وہ زمین
اپنے علاقہ میں لیلیوے تب میں نیول صاحب کو
اطلاع دیتا میں اونہوں نے اوربکار نشان ۱۴۹۵
مورخہ ۲۰ جون ۱۸۸۸ء کو بھیجا اوسکی نقل مرقوم ہے ۔

No. 1495. From The Brigade Quarter Master H.H. the Nizam's R. Troop To. Meer Vizeer ally Esqr. Soltanool Hookma Dated 20th June 1888. Subject. Sir In reply to your letter to Col. Nevill without date I am directed to state that you have been mis-inform in the matter the road leading to the African Cavalry Guards between you	نشان ۱۴۹۵ برگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ سے میر وزیر علی بہادر سلطان الحکما کو کیفیت آپ کرنل نیول صاحب کو بغیر تاریخ کے روانہ کئے ہوئے خط کے جواب میں یہ لکھا جاتا ہے کہ آپکو پوری کیفیت اس راستہ کی جو ہماری اور راکفورٹ صاحب کے

Compound & Mr. Rock Foto can under no circumstances be give to either of you 2 - In respect to your request for more land at back or northern side of your ground I am to inform you that at your request the Commander already extended your land near the rocks and he now regrets that he can-not possibly given you any more land at the back. I am sir Your obedient servant Sd/ T: Bayly Captain Brigade Quarter Master Regular Troop.	مکانوں کے درمیان سے اقرکمن کیولری کو جاتا ہے مشہوری اور وہ جگہ تم دونوں میں سے کسی کو ہرگز نہ ملسکیگی۔ آپ کے مکان کے پیچھے یا شمال طرف کچھ زیادہ زمین ملنے کے باب میں جو آپ درخواست کئے تھے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ آگے ہی کمانڈر صاحب آپکی زمین کو چٹانوں پر زیادہ کر دئے اب کوئی جگہ پیچھے میں نہیں مل سکیگی کر کرکمانڈر صاحب افسوس سے فرماتی ہیں میں آپکا بڑا تابعدار ٹی بیلی کپتان برگیڈ کوارٹر ماسٹر فوج باقاعدہ

بعد اوسکے نقشہ پر جسپر دستخط نیول صاحب نے کیا تہا اوسپر
مارشل صاحب نے بہی دستخط کرکے مجہکو دیا تب مین نے حسب
نشان دہی نقشے پایہ کہدواکر حاطہ کی دیوار بنائی -

اور ایک باؤلی کہدوائی جسمین پتہر نکلا کہ جسکے واسطے
ہزارہا روپیہ خرچ ہوے مگر ہنوز پانی برابر نہین نکلا -
اوسکے سوا ایک بنگلہ کی بنیاد ڈالی کہ جسپر مکان بنانا
باقی ہے اور وہان پہاڑون کے پہوڑنے کے واسطے
ہزارہا روپیہ خرچ ہوئے ابہی پہوڑنا باقی ہے اور ایک طویلہ بہیکوکے
لئے بہی صفائی بنایا گیا ہے -

فہرست مضامین باب کتاب تمرۂ حیات نواب سلطان الحکما

فصل اول - کیفیت مقطعہ خاندانی مولف واقع موضع انت وارم وسرفرازی جاگیر انت وارم
از سرکار عقد ورپر نور اعلیحضرت بندگان عالی - اسمین پانچ مضمون ہین -

مضمون اول - حالات حضرت سید عباس شاہ صاحب قدس سرہ العزیز عرف ابو شاہ ضا ولی وکیفیت قدیم معہ مقطعہ داران وغیرہ

(۲) مضمون دوم - کیفیت خاندان مولف وتوضیح حسب ونسب وشاخ شجرہ وتختہ تاریخہائے ولادت ووفات وغیرہ

(۳) مضمون سوم - کیفیت اجرائی یومیہ مصارف عود وگل درگاہ حضرت ابو شاہ صاحب ضا ولی
قدس سرہ معہ نقل سند یومیہ

مضمون چہارم - بعد اجرائی یومیہ درگاہ شریف مولف کا انت وارم جانا اور
عرس شریف وغیرہ کی کیفیت

مضمون پنجم - کیفیت سفر دوم موضع انت وارم وحالات عرس شریف وانتظام
اخراجات درگاہ شریف وہدایات ونصائح مولف نسبت سجادہ صاحب ودیگر اقربا وغیرہ

فصل دوم - اسمین دو شاخین ہین -

شاخ اول - کیفیت قدیم موضع انت وارم وذکر عطائے جاگیر معہ نقل سند وغیرہ وکیفیت
مفصل موضع مذکور حسب رپورٹ پیش کردہ محمد کاظم علی برادرزادہ مولف مشتمل مردم شماری
وخانہ شماری وغیرہ

شاخ دوم - کیفیت حالیہ موضع مذکور وتفصیل آمدنی سابق وحال انتظام قولبندی وغیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ وآلہ

(مضمون اول)

ذکر حضرت زبدۃ السالکین وقدوۃ العارفین مولانا سید عباس شاہ صاحب قدس سرہ العزیز (عرف ابو شاہ صاحب ولی وکیفیت مقطعۂ ابتدائی اور خاندان مولف معہ شاخ شجرۂ کیفیت حصہ داران وغیرہ) میرے خاندان اور سلف کے بزرگون کا مسکن موضع اننت وارم ہے چنانچہ اس وقت تک یک مقطعہ وہان ہمارے قبضہ مین موجود ہے۔ اور اس مقطعہ مین مزار مبارک حضرت ابو شاہ صاحب جو واقع ہے۔ ہمارا خاندان انہین حضرت کے آل سے ہی چنانچہ سلسلۂ نسب شاخ شجرہ سے ثابت ہو گا

خاص موضع اننت وارم اور اطراف واکناف کے باشندگان قدیم اور مسن ہندو مسلمان اور پٹیل پٹواری، اور خصوصاً اقرباؤن مین جو حضرت برہان صاحب وعلی صاحب نہایت مسن سے تھے اون کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح جناب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ کے ہمراہیون سے ہین اور اس سرزمین پر تشریف فرما ہو کر مختلف مقامات اپنے رہنے کے لئے ملاحظہ فرمائے جب حضرت کا گذر اس موضع اننت وارم پر ہوا

یہہ جا ئے پسند آئی اور یہین اقامت کئی یہہ حضرت سالک مجذوب صفت تہی چند مدت تنہائی اور چلہ کشی مین بسر فرمائی چونکہ حضرت سادات صحیح النسب سے تہے اور صاحب دل ذاکر و شاغل اور اکثر خرقہ عادات ظاہر ہوا کرتے تہے اس وجہہ سے موضع مذکور اور اطراف واکناف مین آپ کی شہرت ہوئی اور شدہ شدہ اس نواح کے حکام مثل (زمینداران) وغیرہ کو بہی معلوم ہونے سے اکثر معتقد ہوے اور حضرت کے مصارف ضروری کے لئے تیس روپیہ ماہانہ یعنے سالانہ تین سو ساٹہہ روپیہ کیا محاصل زمین بطور مقطعہ ساٹہہ روپیہ ین سے سند کر دئے - ابعہ چند مدت کے حکام معتقدین مذکور نے ایک شریف قوم شیخ کی لڑکی سے جنکے والد بہی حضرت کے مرید و معتقد تہے ازدواج کی ترکیب کئی - اور اون سے فقط ایک دختر تولد ہوئی اور وہ دختر مولف کے جد اعلی سے منسوب ہوئے

(۱) اور حضرت موصوف کا ارشاد ہوا تہا کہ میری نشانی تہارے خاندان مین ہوگی کہ زبان مین لکنت اور کوئی نہ کوئی شخص اولاد مین مجذوب صفت بہی ہوگا اور لڑکیون مین جلال زیادہ رہیگا چنانچہ یہہ علامتین ہمارے خاندان مین اس وقت تک موجود ہین جلال کا یہہ حال تہا کہ ایک دفعہ کمال خان کے علاقہ دارون سے ایک شخص نے کسی معاملہ مین مقطعہ پر ضبطی لایا اوس وقت دادا صاحب قبلہ کہرپے کے سفر مین تہے

والدہ صاحبہ نے لکہی کہ مین سیدانی ہوں اور میرے شوہر سفر مین ہین بعد اون کے آنیکے ضبطی کرنا اسوقت مجھے نہ ستاؤ ورنہ مین بدعا کرون گی مگر وہ شخص نہ مانا اور کہا اگر تم سیدانی ہو تو تمہارے دامن مین آگ ڈالتا ہون چنانچہ سانپے کولسو نکی آگ اوس پاک سیدانی بی بی کے دامن مین ڈالی گئی اور وہ فوراً تہنڈی ہو گئی اور کپڑا مطلق نہ جلا اس واقعہ کے دوسرے روز وہ شخص نوکری سے معزول ہوا اور تپ محرقہ ہے مر گیا

(۳) المختصر حضرت ممدوح اسّی برس کی عمر تک یہین تشریف فرما رہے اور یہین حضرت ممدوح کا وصال ہوا اور یہی مقطعہ کے زمین مین مدفون ہوئے۔ حضرت کا تقدس خداپرستی کا حال اس سے ظاہر ہے کہ اب تک بہی صدہا ہندو مسلمان آتے ہین اور مزار مبارک سے زیارت سے مشرف ہوکے نیاز وغیرہ ادا کرتے ہین اور اپنے اپنے اعتقاد کے بموجب اپنی مقصد پاتے ہین۔

(۴) حضرت ممدوح کے دختر موصوفہ سے متعدد لڑکے اور لڑکیان ہوئی اور اس تمام خاندان کے لوگ مشایخون کی مانند طریقۂ بیعت وغیرہ جاری رکہے اور ہر مقام دور و دراز پر جا کے خلائق کو ہدایت اور خداپرستی کی تعلیم فرماتے تہے لیکن ایک شخص خاندان مین جو عمر و لیاقت و کمال مین زیادہ ہوئی اپنے مسکن پر بجائے حضرت بادشاہ صاحب ولی قدس سرہٗ

بطور سجادہ کے رہتے اور سکونت اس خاندان کی متصل مزار شریف حضرت
ممدوح کے ہے اس وجہہ سے اس مقام کا نام عام مین ترکا گوڑا ہوا چنانچہ اب تک
اس نام سے مشہور ہے ۔
اس خاندان کے صلحا اور متقی حضرات کے شہرت زیادہ ہونے سے اننت وارم
جو ایک جزوی محاصل کا موضع تہا سرکار سے بطور جاگیر ملا تہا ۔

مقطعہ اننت وارم کی کیفیت

اور زمین پیداواری و محاصل مقطعہ و کیفیت حصہ داران وغیرہ اور بوجہہ تمادی
ایام و انقلاب زمانہ و تغیر و تبدل حکام اور نیز نزاع باہمی جو کثرت اولاد
کی باعث تہی ۔ یہہ جاگیر ضبط ہوگئی ۔ اور کسی نے اس کے بحالی کے طرف
توجہہ نہین کی حضرت برہان صاحب فرماتے ہین کہ یہہ مقطعہ بزمان
عہد حکومت سلاطین قطبیہ حضرت سید ابو شاہ صاحب ولی قدس سرہٗ
کو بطور مدد معاش ملا تہا اور یہہ زمینات متفرق جائے مین تہے ہر شخص
اپنے اپنے وقت قبضہ کر لیا جس کے کیفیت بعد مین موجود ہے اور جملہ
زمین مس مقطعہ کی (ما طیہ) بیگہ تہی پونسو بیگہ ملکہ اور پچاس بیگہ زراعت
کی جسمین ۔ جوار ۔ چنا ۔ کرڑ ۔ دہان ۔ وغیرہ تری سے ہوتے ہین اور
پہلے اس مقطعہ مین چار باولیان چلتے تہے جن کے نام یہہ ہین ۔
بڑی باولی ۔ نیکی باولی ۔ مری باولی ۔ بڑی باولی ۔ نیکی باولی وجہہ

جسکو تم نے محمد میران صاحب کے معرفت تین سو روپیہ خرچ کرکے درست کروائے ہین اور پہلے اس مقطعہ مین تین کنٹے بہی تہے گرکنٹہ۔ مری کنٹہ۔ پری کنٹہ۔ پہلے اس مقطعہ کا پن یعنے سرکاری محصول کم تہا اور اب سرکاری لوگون سے کم زور اور بیوسیلہ رعیت تصور کرکے زیادہ کردئے ہین چنانچہ اب (سے) روپیہ پن لیا جاتا ہے اور آمدنی اس مقطعہ کی تخمیناً حسب ذیل ہے۔

محاصل زراعت (سے) درخت املی (سے) درختان سیندہی (ہ) گل مہوہ (للعہ) درخت کہرنی (للعہ) درخت کویث (للعہ) درخت آم (ہ ز) الغرض ایسی جملہ رسم وصول (ہ مہ) جو بعد وضع ہو (سے) سرکاری پن کے مبلغ (ہ مہ) باقی رہتے ہین اور حسب قرارداد سابق جملہ ورثا مین تقسیم ہوتی ہے حضرت برہان صاحب فرماتے ہین کہ اس مقطعہ کے قریب کدم نامی ایک قطعہ زمین بہی سابق سے ہمارے بزرگون کے قبضہ مین تہی حال مین ہری کشن جاگیردار جو اپنے سرحد مین داخل اور اپنے کاشتکار کی اجازت لیتے کو جو کہتا ہے یہہ غلط اور خلاف دستور اور عملدرآمد قدیم سے کیونکہ یہہ زمین بہی عطیۂ قطب شاہان ہے اور جو زمین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اسپر ہمارے اجداد نسلاً بعد نسلاً قابض متصرف ہے اسمین کسی حاکم یا زمیندار وغیرہ کا دخل نہین تہا ہری کشن جاگیردار سو جاگیر ملکے کوئی تیس برس کا عرصہ ہوتا ہے اور دس

عرصہ مین بہی کبہی جاگیردار مذکور سے اجازت کاشت کار نہین لیگئی واقعہ یہہ ہوا
کہ مناقشہ محدود شاہ آباد و اننت وارم کے زمانہ مین اکثر زمینات سرکاری افتادہ
رہی اور اوسوقت یہہ زمین بہی افتادہ رہی ایام قانون ضلع بندی مین جاگیردار
مذکور اپنے جاگیر کی پیمایش کرتے وقت کدرم زمین کو بہی شامل جاگیر کرلیا اور
ہمکو دہوکہ دہی کے طور پر فہمایش کیا کہ مین تمہارے انعام کی زمین نہین
لونگا بیشک وہ زمین تمہاری ہے اور اسکے بعد جاگیردار مذکور نے کہا کہ زمین
مذکور شریک جاگیر ہے مجہہ سے اجازت کاشتکار لیا کرو چنانچہ اسی بنا پر ہم نے
سرکار مین استغاثہ کیا کہ کدرم زمین ہمارے اننت وارم کے علاقہ کی ہے
سرکار مگر جاگیر مذکور کی پیمایش کر کے ہماری زمین کدرم حسب سابق اننت وارم
مین شریک فرمادیجائے۔ بموجب درخواست ہمارے تعلقدار صاحب نے واسطے
دریافت کے تحصیلدار صاحب کو حکم دئے اور صاحب موصوف موقع متنازعہ پر تشریف
لا کے جاگیردار مذکور کو مع اسناد طلب کئے مگر جاگیردار مذکور خود آیا نہ اسناد لایا فقط
اپنے لڑکے کو تاریخ معینہ پر روانہ کیا تب تحصیلدار صاحب نے اطراف و اکناف کے
وطن داران واقف کار سے اس بات کی شہادت لیکے تصفیہ کئے کہ فی الحقیقت
زمین کدرم بابتہ انعام متعلقہ موضع اننت وارم ہے اور ہری کشن جاگیردار کا بیان
غلط ہے اور ایسا ہی فیصلہ تحریر فرما کے تعلقدار صاحب کے منظوری کے لئے
روانہ فرمائے اور منظوری حاصل کئے۔ چنانچہ وہ فیصلہ شریک مثل ہے

اور نقل تمہارے پاس موجود ہے لیکن جاگیردار مذکور ابتک تعمیل نہین کرتا اور
شر و فساد کو موجود ہے حضرت برہان صاحب فرماتے ہین کہ علاوہ اس مقطعہ
اور زمین گذم کے خود موضعہ انت وارم بہی (دسا) ہین ہے ہمارے بزرگون
کے نام سرکار سے جاری تہا جسمین زراعت وغیرہ کرکے سارا خاندان پرورش
ہوتا تہا ورنہ اس ایک مقطعہ سے اسقدر آدمی کی گذر کیون کر ہوتی اگر تم
بموجب سابق سرکار سے موضعہ مذکور حاصل کرو تو اپنا خاندانی حق ملتا ہے
اور بزرگون کا نام روشن ہوتا ہے - حضرت موصوف کے اس آخر جملہ کا اثر
میرے دل پر بہت ہوا اور مین نے سرکار مین درخواست اور موضعہ کو پہلے
جیسا سابق پن سے حاصل کیا - اور اسکے بعد میرے آقائے قدردان وجوہر شناس
اعلیحضرت نے تالیف حصہ اول کتاب ہذا کے صلہ مین موضعہ مذکور
جاگیر التمغا بقید نسلاً بعد نسل حسب دستور پادشاہان بعطائے سند وغیرہ سرفراز
فرمائے جسکی مفصل کیفیت معہ نقول احکام فصل دوم مین شامل ہے -
بعد عطائے جاگیر انت وارم سرکار نے مراحم خسروانہ سے اوس مقطعہ قدیم کا پن
بہی بعنوان مقطعہ پن بذریعہ مراسلہ نشان واقع ۲۰ فروردی سنہ مجکو بخش دیا
چنانچہ اب (دس) روپیہ مقطعہ بن برابر سے محاصل جاگیر مین شریک ہوتا
د مقطعہ قدیم کی کیفیت حالیہ اور کیفیت مزار مبارک حضرت ابو شاہ صاحب
ولی تقسیم حصہ داران وغیرہ -

گذشتہ کیفیت مقطعہ وغیرہ کی بموجب ارشاد حضرت برمان صاحب تحریر کیگئی تھی اسکے بعد مولف نے بچشم خود دیکھا وہ بھی حسب ذیل ہے۔

مقطعہ مذکور موضعہ ننت وارم تعلقہ ناگرنول مین واقع ہے اور اسمین مزار حضرت سید ابو شاہ صاحب ولی قدس سرہ کا بھی موجود ہے مزار مبارک کے پاس کوئی مکان وغیرہ اسوقت نہین ہے صرف ایک چبوترہ گز بھر کا بلند اور چار گز طول کا ہے اور اوسپر مزار مقدس ہے اور بازو مین حضرت کی مزار کے ایک اور قبر ہے اور نیچے اوس چبوترہ کے اور قبور ہمارے جملہ بزرگون کے واقع ہین اور سامنے درگاہ شریف کے ایک درخت نیم کا ہے اور اوسپہ چنبیلی کی بیل چڑہی ہوی ہے۔

حضرت برمان صاحب کی زبانی معلوم ہوا تہا کہ یہہ درخت نیم قدیم کا نہین ہے بلکہ کوئی پچاس برس سے ہی۔

اب اس مقطعہ مین دو باولیان چلتے ہین اور اوسکے قول کے تیس تیس روپیہ حالی وصول ہوتے ہین اسکے سوا ۵ بیگہ زمین خشکی کی ہے اور کلالی کے ۵ للو اور تم ہندی ۱۰ اور گلمہوہ کے (۱۰) روپیہ وصول ہوتے ہین۔ الغرض جملہ آمدنی ست (۵) روپیہ مقطعہ مین داخل جاگیر ہونیکے بعد بھی حسب قرارداد قدیم بقیہ رقم سے (۹) کا حصہ مین لیتا ہون اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ اسکے متعلق دفاتر سرکار مین کچھہ اخراجات وپیروی کے ضرورت ہوئے مین اپنے ذات سے کیا چنانچہ میرے جملہ حصہ داروقربا نے ایک قرارنامہ وراضی نامہ بھی مجھے اس مضمون کا لکھدی تھی

نقول اسنادمین شریک ہے اوراسوقت تک وہی عملدرآمد ہے اورکسیکو کسی قسم کی شکایت
نہین باقی اٹھہ آنہ مین سے ۴ ہر علیصاحب کا حصہ ہے اور دو آنہ شاہ علیصاحب
اور دو آنہ حیدرصاحب کا حصہ ہے مولف نے اپنا حصہ (۸ ر) جواس مقطعہ سے
وصول ہوتا ہے اپنے فرزند برخوردار محمود علیخان بہادر کے نام ہبہ کردیا اور قابض کردیا ہے
اس مقطعہ مین تہوڑی زمین لیکے مین نے برضامندی جملہ حصہ داران ایک
باغ مسمی لطیف باغ اپنے دختر لطیف النسا بیگم کے نام تیار کیا ہے اور
یہہ باغ بصرف زرکثیر تیار ہوا بعد انتقال لطیف النسا بیگم دختر کے مین نے
یہہ باغ برخوردار محمود علیخان بہادر کو ہبہ کرکے قابض کردیا ہے اور چونکہ
جملہ ورثا کیلئے مضمون پنجم مین حسب مناسب تجاویز عمل مین آئے ہین اور
ہر شخص اوسکے موافق اپنا اپنا حصہ پاتا ہے اس باغ مین ہی سجادہ صاحب
درگاہ یا کسی دوسرے حصہ دار کو کسی قسم کا دخل نہین اور کوئی مستحق نہین ہے

مضمون دوم

خاندانی کیفیت یعنی شاخ وشجرہ وغیرہ معہ تختہ وغیرہ

مولف کے اقربا مین حضرت برہان صاحب ایک مسن اور رشتہ مین تایہ ہوتے تہے
اور علیصاحب ہی مولف کے عزیزو مین ایک معمر آدمی تہے ان حضرات کے بیان
سے جو خاندانی پچہلی کیفیت مولف کو معلوم ہوئے ذیل مین تحریر کیجاتی ہے

حضرت برہان صاحب ملتے ہین کہ ہمارے جد اعلی حضرت قاسم حسینی صاحب کے
چار فرزند حضرت جہانگیر صاحب حضرت حمید صاحب حضرت عبد النبی صاحب
حضرت امام الدین صاحب جو ہمارے دادا ہوتے ہین ان سے حکام و مریدین
سابق معتقد ہونے لگے اور آمدنی کے ذرایع زیادہ ہونا شروع ہوئے۔ جس سے
تمامی برادران بنی عم رشک و حسد کرنے لگے یہانتک نفاق بڑہا کہ ایک وقت
محمد امام الدین صاحب کی ہمشیر صاحبہ اپنے کسی عزیز کی شادی نہایت تکلف سے
کئے تہی عین شادی مین برادرون اور حصہ دارون نے بفرط حسد مکان کو اگ
لگا دئے جس سے تمامی مکان و اثاث البیت و اسنادات و شاخ شجرہ وغیرہ جلکے
خاک ہوگئے اور دونہا دولہن بہی بصد آرزو و ارمان جان بحق تسلیم کئے
یہہ بات ہمارے دادا صاحب کو انتہا کی ناگوار ہوئی ترک وطن و مسکن کرکے
بے سر و سامانی سے صعوبت غربت کو اپنے پر گوارا فرمایا اور اپنی بی بی اور فرزند
مسمیان پہلوان حسینی صاحب عرف حسن محمد صاحب و غلام محی الدین صاحب
اور ایک دختر مسماۃ زہرہ بی بی صاحبہ کو ہمراہ لیکے موضع بموضع سفر کرتے ہوئے
سمت بلدہ حیدرآباد روانہ ہوئے اس حالتمین اکثر مریدین و معتقدین سلوک
کرنیکے علاوہ بعضون نے اپنی سعادت جانکر حضرت کی ہمراہی اختیار کئے یہانتک
کہ بمقام سکندر نگر عرف تاڑبن جو اوسوقت شرفا و معززین سے آباد تہا پہونچے
اور بعد چندے تاڑبن مین جہانگیر حسینی ایک فرزند اور پیدا ہوئے متصل

بھی وہی مقام پر ہوا اور مدفن بھی وہین ہے ان کے آمد کی کیفیت
نواب نیاز بہادر خان صاحب کو معلوم ہوا چونکہ نواب صاحب موصوف
غریب دوست اور غربا پرور اور معتقد مشائخین و فقرا تھے حضرت
امام الدین صاحب کو بنہایت عزت و تعظیم سے بلا کے اپنے گہر مہمان
رکہا اور حضرت کے حالات اور عادات سے واقف ہونے کے بعد جزوی
یومیہ بقدر کفاف مقرر کرکے بہت عزت و قدر و منزلت کی۔
منجملہ قدیم حالات کے حضرت برہان صاحب مولف کتاب یہ صاحب
یہہ بھی فرماتے ہین کہ جسوقت دادا صاحب حضرت امام الدین صاحب
انت وارم سے تاڑبن کو بوجہ مناقشہ باہمی قرابت داران چلے آئے
اوس وقت قحط کے صدمہ سے ہزارہا مخلوق کی جانین تلف
ہو رہے ہین اگر تمہارے والد حسن محمد صاحب اپنی لیاقت
وجوہر ذاتی کو کام مین نہ لاتے تو یقین تہا کہ تمام خاندان برباد
ہو جاتا۔ ہرچند کہ حسن محمد صاحب بظاہر علمی استعداد زیادہ
نہ رکہتے تھے مگر جملہ افعال پسندیدہ اور اقوال سنجیدہ اور اخلاق
شریفہ سے جو طبیعت کا اصلی مادہ تہا اچھے اچھے اہل علم پر سبقت
لیجاتے تھے اور فخر رکہتے تھے چنانچہ راستی اجد قبیلہ پروری حیا۔
دیانت۔ شجاعت۔ اولوالعزمی۔ عالی ہمتی۔ عاقبت اندیشی

ان کا دستور العمل تہا جس قدر ان کے حالات و کیفیت مجہ کو معلوم ہے اون مین سے کچہہ ایک بیان کرتا ہون جس سے تم کو مرے کہنے کی پوری تصدیق ہوگی۔

جس وقت تازبن مین تمہارے دادا حضرت انتقال کئے اور تمام گہر کی خبر گیری تمہارے والد حسن محمد صاحب کے سر ہوے اور گرانی غلہ کا یہہ حال تہا کہ اکثر بندگان خدا روٹی روٹی پکار کر جان دے رہے تہے۔ علاوہ اس کے تمام قرابتدار گاون کے تباہ ہو کے یہان پناہ لینے آئے۔

ایسے خطرناک حالت مین بہی حسن محمد صاحب نے عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی سے کام لئے اور فضل رزاق مطلق سے کامیاب ہوے چونکہ ماہوار ان کی تیس روپیہ تہی ہر روز ایک روپیہ کی جوار لاتے اور اوس کی روٹی بنوا کے علی السویہ تقسیم کرتے تہے اور انتظام یہہ کئے تہے کہ بڑون کو ایک روٹی اور بچون کو نصف دیتے تہے اور اسی حساب سے خود بہی لیتے اور اپنے اہل و عیال کو بہی دیتے تہے جس حالت مین کہ روپیہ کی تین سیر جوار بکتی تہی اس ہمت و ترکیب سے انہون نے جملہ خاندان کی جان بخشی کی ورنہ ایسے تباہ او برباد ہوتے کہ خاندان مین کوئی

متنفس باقی نہ رہتا جس سے بقائے نام ہو اللہ تعالے انکو جزائے خیر عطا فرمائے
چند مدت کے بعد مہدیون سے مذہبی لڑائی شروع ہوئی اور نواب صاحب
معزکو حرارت اسلام زیادہ تہی اپنے جمیعت ہمراہی سوار وپیدل
اور مع مصاحبین برسر پیکار آمادہ ہوے۔ چونکہ حضرت امام الدین صاحب
بہی قطع نظر ذاکر وشاغل ہونے کے بہادر اور جری اور دلیر
اور حرارت اسلام مین یکتا تہے نواب صاحب موصوف کی ہمراہی
مین سب سے اول معرکہ آرا ہوے۔ میدان کارزار مین بڑے
بڑے شجیع اور بہادرون کے روبرو ایسی داد جوان مردی
کی دئے کہ زبان دوست ودشمن سے صدای تحسین وآفرین
بلند ہوئے اور متعدد زخم چہرے اور ہاتون پر کہائے آخرکار
بیہوش ہوکر گہوڑے پر سے جدا ہوئے نواب صاحب موصوف بہ حالت دیکہکر اپنی
سواری خاص کے لیئے مین تامرین کو روانہ کئے اور بعد اسکے اسی معرکہ مین نواب صاحب
واکثر ہمراہی اور مصاحبین شہید ومجروح ہوے اوس
وقت ہمہ کار عالی اور سرکار عظمت مدار سے مہدیون
کے ہنگامے کا انتظام ہوا اور نواب صاحب
شہید کا کوئی وارث جایز نہونے سے
کارخانہ وسوار وپیدل وتعلقات دوسرون پر

منتقل ہوئے اور نواب صاحب مغفور کے وابستہ وعلاقہ دار
پریشان و پراگندہ ہوئے۔
ازآن قبیل حضرت محمد امام الدین صاحب جراحت سے صحت پاکر معذوری و بے
سروسامانی کی حالت مین اپنی لڑکی مسماۃ زہرہ بی بی کو ایک شریف وذی عزت
مسمی محمد حسین صاحب ساکن بیگن پلی سے جو قدیم ملازم راجہ چندولعل متعلق کشن داس
ساہو ساکن کاروان تھے شادی کردئے بعد چندے حضرت امام الدین صاحب نے
جان شیرین جہان آفرین کے سپرد کئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اوس وقت
پہلوان حسینی عرف حسن محمد صاحب ان کے والد نابالغ تھے رفع تکلیف کے لیے
محمد حسین صاحب جو بہنوئی ہوپا تھے حسن محمد صاحب کو نے اپنے اطمینان و سفارش
سے کشن داس ساہو کے پاس خزوی ماہوار سے مرد آدمیون مین ملازم کرادئے۔
تہوڑے عرصہ مین صاحب موصوف نے اپنی لیاقت اور اولی العزمی و فراست بازی
کا پورا ثبوت دیا اوس زمانہ مین چنور مادبا پور مین دجو حیدرآباد کا کالا پانی مشہور تھا)
ساہو جی مذکور کا چوبینہ ساگوانی کے متعلق گتہ تہا اور اس معاملہ مین اکثر
خورد و برد اور بے انتظامی ہوتی ہے اسلئے ساہو جی مذکور نے حضرت حسن محمد
صاحب کو تہوڑا اضافہ اور زیادہ قدردانی کرکے وہان کے انتظام کے لئے
داروغہ مقرر کرکے روانہ کئے ایک مدت تک کارگزاری اور اپنے آقا کی خوشنودی
اور خیرخواہی مین مصروف رہے۔ بالآخر ہوپا صاحب نے بہ مشورہ حضرت فاطمہ بی بی

بدرہ مولف جو خاندان مختار خان صاحب قدیم سکنائے موضع چول پلی سے تہا
میرے والد ماجد یعنے حضرت حسن محمد صاحب کے واسطے شادی کی تجویز کئے۔
اور ایک شریف اور معزز شخص کی لڑکی سے نسبت مقرر کرکے شادی کردئے
اسکے بعد پھوپا صاحب نے انتہا درجہ کی کوشش کرکے حسن محمد صاحب کو ساہوکے
موصوف کے علاقہ کے باغات کے داروغگی پر بلدہ مین طلب کرادئے اور علاوہ
باغات کے محاصل مقطعہ و کرایہ ملگیات وغیرہ کا کام بہی تفویض ہوا۔
مدت العمر اسی کام پر نیکنامی سے اور داروغہ کے نام سے بہت مشہور رہے

آخر الامر اسّی برس کے
سن مین لعارضہ استقی ۱۲۹۶ھ مین انتقال ہوا۔ اللہم اغفر وارحم۔ سلطان حسن خان
و محمود نواز خان کا قبرستان جو قریب بازار سین واقع ہے وہان دفن ہوئے۔
حضرت محمد امام الدین صاحب کے انتقال کے وقت ان کے دوسرے فرزند
یعنے مولف کے چچا اسمی حضرت غلام محی الدین صاحب تخمیناً آٹھ سال کے تہے
لفضلہ تعالیٰ حسن محمد صاحب ملازم ہو چکے تہے پھوپا صاحب کے نگرانی و توجہ سے
ہر دو برادروان کی بسر پرداختی طور سے ہوتی رہی۔
من بعد جو وقت پھوپا صاحب نے حضرت حسن محمد صاحب کے شادی کی اور کسی
قدر قرض وغیرہ ہوا تو چچا صاحب یعنے غلام محی الدین صاحب کے لئے بہی نوکری کی

فکر کرنے لگے چونکہ غلام محی الدین صاحب نہایت تنومند اور جوان قوی ہیکل تھے
اور روز مند ایسے تھے کہ قبل از بلوغ کے بڑے بڑے جوانوں پر سبقت لیجاتے تھے
اسی وجہ سے جسوقت پھوپا صاحب نے صاحب موصوف کو کشن داس سا ہو کے
روبرو لے گئے دیکھتے ہی باوجود کم سنی کے مرد آدمیوں کے زمرہ مین کامل
ماہوار سے مامور کر لئے ۔ اور چند مدت تک ساہو نے موصوف نے ان کو اپنی
پیشی مین رکھے اور ان کے ہوشیاری و دیانت داری بخوبی ظاہر ہوئے ہماری
دادی صاحبہ قبلہ اپنے چھوٹے بیٹے کی شادی کیلئے والد ماجد اور پھوپا صاحب پر
ہمیشہ متقاضی رہتی تھین ۔ ہر دو صاحبون نے چچا صاحب یعنے غلام محی الدین صاحب
کی شادی سید احمد صاحب ساداتِ بارہا کے دختر سماۃ وزیر بی بی سے کئے سید
احمد صاحب موصوف کسی بات پر اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہو کے موضعہ شاہ پور
مین سید عبداللہ حسینی شایخ کے یہان گھر داماد ہوئے تھے جو مقطعہ دار موضعہ
مذکور کے تھے اور ابتک وہ مقطعہ اون کے اولاد مین قایم ہے ۔ الغرض
چچا صاحب کی شادی ان کی دختر سے اچھی تکلف سے ہوئی چنانچہ کل قرابت دار
و عزیز موضعہ شاہ پور مین جمع ہوئے اور شادی کے رسوم وغیرہ مین شریک
رہے بعد اس کام کے دادی صاحبہ نے بعارضہ جذام جو پہلے سے لاحق تھا
انتقال کئے اور ان کا مدفن تاڈبن مین ہے ۔
ایک مدت کے بعد بہ لحاظ نوکری مولف کے والد حسن محمد صاحب تر پ بلارمین

اور غلام محی الدین صاحب چچا کاروان مین مع اپنے اپنے علائق کے ساتھہ
سکونت اختیار کئے۔ اس زمانہ مین کشن داس ساہوکنے نواب طالب الدولہ بہادر
کوتوال سے دس گہوڑون کے آسامیان جو تعلقہ نرائن کہیڑہ مین تھے خریکر کے
اوسکی افسری پر غلام محی الدین صاحب کو کچھہ اضافہ ماہوار کے ساتھہ تعلقہ
مذکور کو روانہ کئے اسکے چند سال بعد پہوپا صاحب یعنے حضرت محمد حسین صاحب
انکہکا قدح اور نیز کچھہ بیماری سے بحالت کبر سنی انتقال کئے کاروان مین
ندی کے کنارے صحن مسجد مین مدفن ہے اور چچا صاحب کا بوجہ تعلقہ نارائن
کہیڑہ مین رہنے کے اس واقعہ مین شریک نہوسکے اور باقی سب برادری والے
خرد و بزرگ موجود تھے۔

اسکے بعد طالب الدولہ کا انتقال ہوا اور غالب الدولہ بہادر نامور بکار ہوے
کشن داس ساہو سے خلاف کر کے وہ دس آسامیان برطرف کر دئے تب
ساہوے موصوف نے غلام محی الدین صاحب کو قصبہ ملاریڈی پر کارخانہ چاول
وغیرہ کی نگرانی کے لئے ماسور کئے آخر عمر تک صاحب موصوف اسی کام پر رہے
۹ ۲۰ رمضان ۱۲۷۹ھ آمین دل کی بیماری سے وہین قصبہ ملاریڈی پیٹہ مین
انتقال کئے کشن پیٹہ کی عیدگاہ کے صحن میں مدفن ہے۔

(مولف کے جد امجد حضرت محمد امام الدین صاحب کے اولاد کا تذکرہ)

زہرہ بی بی صاحبہ یعنے مولف کی پہوپی صاحبہ قبلہ موضع اننت وارم پیدا ہوئی تھی

اور انکی شادی جیساکہ اوپر بیان ہوا تاڑبن مین محمد حسین صاحب سے ہوئی تہی
لاولد رہنے کے سبب سے اپنے بڑے بہائی حسن محمد صاحب کے فرزند کلان مسمی
محمد کریم الدین صاحب یعنے مولف کے برادر صاحب کلان کو اپنی آغوشی مین لئے اور
جوانی تک پرورش کرکے اپنا زرذاتی صرف کرکے شادی بہی کئے۔ حسن وقت
پہوپا صاحب کا انتقال ہوا ایک برس تک پہوپی صاحبہ غم والم مین رہے آخر کو
ارادہ حرمین شریفین کا کرکے روانہ ہوے چنانچہ پانچ برس تک سیاحت کرکے
بیت المقدس وغیرہ کی زیارات سے بہی مشرف ہوے اور مدت تک ملک شام مین
رہے ہین بعد جسوقت مولف شفاخانہ اورنگ آباد پر متعیم تہا واپس تشریف لائی
چندروز تشریف رکہکے حکیم منیر الدین صاحب کے پاس نلگنڈہ مین گئے پہر
حیدرآباد تشریف لائے اور ترپ بازار مین رہنا اختیار کئے اور بتاریخ ۲۴
جمادی الثانی ۱۳۱۳ ہجری بعارضہ بخار انتقال فرمائے اور محلہ کے قبرستان
مین اپنے بہاوج وزیر بی بی کے بازو مین دفن ہوئے۔
مولف کے چچا حضرت غلام محی الدین صاحب کے واقعات تو ضمناً پوری طور سے
رقم ہوچکی اب انکے اولاد کا ذکر حسب ذیل ہے حضرت موصوف کو چہہ لڑکیاں
ہتین ازانجملہ تین لڑکیاں صغیر سنی مین انتقال کیئے اور تین لڑکیون کے
شادیان ہوئین۔ اور تین لڑکے بہی تہے اول چاند بی بی جنکی شادی
منشی قربان علی صاحب والد حضرت علی صاحب سے ہوئی اور لاولد ہے۔

دوم امنہ بیگم انکی شادی سید رحیم الدین صاحب ولد سید نظام الدین صاحب داروغہ اصطبل سرکارعالی سے ہوی انکو تین لڑکیاں اور لڑکے ہوے دو لڑکے اور لڑکیان انتقال کئے اور اسی غم والم مین بعارضہ زچگی ان کا بہی انتقال ہوا بہونرے کی کہڑکی کے باہر قبرستان مین مدفون ہین اب ان کی فقط ایک لڑکی ہے۔

سوم امام بی مرزا عبداللہ بیگ صاحب ولد مرزا دلاور بیگ صاحب منشی علاقہ کوتوالی بلدہ سے شادی ہوی ان سے دو لڑکیان اور دو لڑکے تولد ہوے لڑکیان انتقال کئے لڑکے مسمیان احمد بیگ و محبوب بیگ موجود ہین لڑکیون کے غم والم مین امام بی کا بہی انتقال ہوا فرمان باری کے قبرستان مین مدفن ہے۔

حضرت غلام محی الدین صاحب کے تین فرزندوں مین دو صغیر سنی مین انتقال کئے تیسرے حکیم محمد بشیر الدین صاحب ہین انکی شادی مولف کے بڑے بہائی صاحب قبلہ حضرت حکیم محمد مولانا صاحب کی صاحبزادی سے ہوی۔ اور ان سے ایک لڑکی اور دو لڑکے ہوے لڑکی مسماۃ فخر النسا بیگم جوان ہوکر بغیر شادی کے عارضہ گوبری سے تباریخ ۱۴ شعبان سنہ ۱۳۰۶ انتقال کی فرمان باری کے قبرستان مین بہت عمدہ مقبرہ بناکے دفن کئے۔

لڑکا مسمی محمد ضیاء الدین چہوٹے سن مین بمقام پالمور کہانسی اور زکام کے

عارضہ سے ۲۶ صفر ۱۲۹۲ ہجری کو انتقال کیا حسینی علم کے عاشورخانہ کی صحن مین دفن ہے

دوسرا لڑکا غلام زین العابدین موجود ہے۔

حضرت امام الدین صاحب کے فرزند کلان حضرت پہلوان حسینی عرف حسن محمد صاحب

مولف کے والد ماجد ہین اور ان کا اجمالی ذکر بہی اوپر گذرا تفصیل اولاد کی یہہ ہے

کہ حضرت موصوف کو چار لڑکیان اور چار لڑکے ہوے۔ جسمین دو لڑکیان مسماۃ

مراد بی بی وامت اللہ بی بی قبل از بلوغ وشادی کے انتقال کئے محلہ کے

قبرستان مین دفن ہین۔

تیسری دختر مسماۃ مالن بی بی کی شادی سید جمال الدین صاحب ملازم کڑوڑگیری

سے ہوئی اور لاولد تخمیناً چالیس سال کے سن مین بعارضہ سرطان انتقال

کئے بوڑلیپنا کی کہڑکی کے باہر قبرستانمین بازو اپنے شوہر کے دفن ہوے

دختر چہارم عصمت بی بی انکی شادی محمد علی صاحب ولد حضرت علی صاحب

ملازم سرکار سے ہوئی اور ایک لڑکی احمدی بیگم تولد ہوئی احمدی بیگم کی

شادی ہوئی اور ایک لڑکا رحمت علی پیدا ہوا اور اسی زچگی مین بیمار ہوکے

احمدی بیگم کا انتقال ہوا اور فرمان باری کے قبرستان مین دفن ہوئے

اور عصمت بی بی بہی عارضہ ہیضہ انتقال کئے اور لعل دروازہ کے پاس

انکے مکان کے قریب کے قبرستان مین دفن ہوئے۔

حضرت حسن محمد صاحب کے فرزند اول یعنی مولف کے برادر کلان محمد کریم الدین صاحب

عرف چندا صاحب ہین جو حضرت پہوپا صاحب کے متبنی تہے انکی شادی حافظ محمد جمال صاحب کی دختر سماۃ امیری بی بی سے ہوے اور چار فرزند مسمیون محمد عزیز الدین و محمد تاج الدین و محمد فیاض الدین و محمد حفیظ الدین اور ایک دختر سماۃ محبوب بی تولد ہوے اور بفضل خدائے تعالی سب موجود ہین ۔

دوم حضرت حکیم محمد مولانا صاحب انکی شادی محمد حمزہ صاحب ولد محمد افضل منصبدار سر رشتہ راجہ رائے رایان ایک گہوڑے سے ملازم تہے انکی دختر سماۃ رحیم النساء بیگم سے ہوئی اور اون سے ایک فرزند تولد ہوا تہا اور کم سنی مین انتقال کیا اور دو دختر تولد ہوے اول شاہزادی بیگم انکی شادی حکیم محمد منیر الدین صاحب سے ہوی اور دوسری دختر کی سید ابراہیم علی صاحب سے شادی ہوی بفضل خداوند عالم سب موجود ہین ۔

علاوہ اس کے حضرت حکیم محمد مولانا صاحب نے اور تین بی بیونکو اپنے حبالہ نکاح مین لائے جنکی اولاد و حالات کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

(۱) سماۃ مرتضی بی ساکن محلہ گل باغ بمکان منشی غلام محی الدین صاحب مرحوم ماہ جمادی الاول ۱۲۶۶ ہجری مین نکاح ہوا اور ان سے دو لڑکے مسمیان محمد کاظم علی کار آموز تحصیلدار جنکی شادی رحیم بیگ داروغہ کی دختر سے ہوی دوسرے محمد اعظم علی ہنوز ناکتخدا ہین ۔

اور ایک لڑکی جسکی شادی بلدہ مین ایک شریف خاندانی شخص سے ہوی

موجود ہے اور سماۃ مذکورہ یعنے مرتضی بی ۱۳۱۱ھ ہجری مین بمقام قصبہ بہونگیر فوت ہوئے اور متصل درگاہ حضرت جمال بہار قدس سرہٗ دفن ہین۔

(۲) سماۃ روشن بی سے ماہ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ ہجری مین بمقام گلشن آباد میدک عقد کیا گیا ان سے ایک لڑکی سماۃ جمال النسا پیدا ہوی تہی اور نہایت صغیر سن مین انتقال کی۔ اور ایک لڑکا مسمی محمد غیاث الدین تحصیلدار جن کے شادی رحیم بیگ صاحب موصوف کی دوسری لڑکی سے ہوی سماۃ روشن بی ۱۲۹۴ھ ہجری مین بمقام گلبرگہ شریف جہان بحق ہوئین اور عقب مسجد درگاہ حضرت بندہ نواز حسینی رح مدفون ہین۔

(۳) سماۃ عزیز بی سے ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ ہجری مین ازدواج ہوا اور وہ لاولد رہے اور ۱۳۱۷ھ ہجری مین انتقال ہوا اور فرمان باری کے قبرستان مین مدفون ہوے۔

حضرت کریم الدین صاحب و حضرت حکیم محمد مولانا صاحب دونو مولف کے بڑے برادر ہین ان دونو سے محمد کریم الدین صاحب جو ہم مین برادر کلان ہے تباریخ ربیع الثانی ۱۳۱۷ھ جام وصال نوش فرمایا۔

اور یہہ جملہ کیفیت مندرجۂ بالا حضرت حکیم محمد مولانا صاحب کے تحریر فرمائے مین درج کتاب ہذا کیگئی اور مولف کے چہوٹے برادر غلام محمد صاحب نے بہی اپنی کیفیت جو لکہدی ہے ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

غلام محمد صاحب فرزند خرد حضرت پہلوان حسینی عرف حسن محمد صاحب
مختلف خدمات پر مامور رہے آخر بعہدہ صدر عاملی ٹپہ خانہ سرکار نظام بماہوار
یکصد روپیہ مامور ہوئے اور انکی شادی دختر مولوی محمد عبدالقادر صاحب
میر منشی دفتر نواب اقبال الدولہ بہادر سے ہوے ان سے ایک لڑکی تولد
ہوکے ایک برس کی عمر مین انتقال کی ۔
بعد دیڑہ سال کے ایک فرزند ہوا اور نام اوسکا صدیق احمد ہے بعد تولد ہونے
فرزند کے اوس بی بی کا انتقال مرض سل سے ہوا اور بہونرے کی
کہڑکی کے باہر قبرستان مین مدفون ہے ۔
بعد اسکے ایک غریب شریف کی لڑکی مسماۃ فاطمہ بی کو نکاح مین لائے
اون سے دو لڑکیاں ہوئین پہلے لڑکی مسمی بدرالدین منشی دفتر نظم جمعیت
جو کہ خاندان مشایخ سے ہین شادی کردیگئی دو سال کے بعد وہ لڑکی
وبا کی شدت سے انتقال کی ۔
دوسری لڑکی بہی اوسی منشی کو دیگئی اور اب اونکو تین لڑکے دو لڑکیاں موجود ہین
بعد غلام محمد صاحب کی شادی غلام محی الدین صاحب قاضی نلگنڈہ
کی ہمشیرہ زادی سے ہوی اس بی بی کو دیڑہ سال کے بعد ایک
لڑکی ہوی ۔ اور نام اوسکا بدرالنسا بیگم رکہا گیا اور اس لڑکی کی شادی
مسمی محمد قمرالدین صاحب منصبدار نائب محی الدولہ بہادر بخشی و معتمد مذہبی

کے ساتہہ کیگئی اب وس لڑکی کو ایک فرزند محمد معین الدین موجود ہے
اور وہ بی بی بیس بائیس سال زندہ رہے بعد انتقال کئے اور اون کو فرمان
باری کے قبرستان مین دفن کیا گیا۔
قبل از انتقال بی بی مذکور سماۃ امیر بی بی سے نکاح کیا گیا تہا اور ان کو
دو لڑکیاں اور ایک لڑکا مسمی فاروق احمد ہوے جسمین ایک لڑکی وبا کے
مرض سے انتقال کی اب صرف ایک لڑکی ایک لڑکا موجود ہے۔
بعد اسکے سماۃ برہانی بیگم دختر سید احمد حسین صاحب منصبدار صرف خاص کو
اپنے نکاح مین لائے ہین۔
اب مولف اپنے کیفیت ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

(محمد وزیر علی خان المخاطب سلطان الحکما مولف کتاب ہذا)

مولف نے بروقت تعیناتی اورنگ آباد بنی مرزا صاحب پیش امام مسجد
جالنہ کی دختر سماۃ فاطمہ بیگم سے عقد کیا تہا اور اون سے دو لڑکیاں
احمدی بیگم اور محمدی بیگم پیدا ہوئین۔ احمدی بیگم دو برس کی عمر مین فوت
ہوے اور اوسی وقت ایک فرزند مسمی غیاث الدین پیدا ہوا اور یہہ بہی
نو دس برس کے سن مین بمقام حیدرآباد فوت ہوا اور تکیہ فرمان باری مین
مدفون ہوا جہان پانسو روپیہ کی زمین خرید کی اور چبوترہ وغیرہ بنا لیے
ہین اور اسی مین جملہ اقرباے اپنے اموات کو دفن کیا کرتے ہین فقط محمدی بیگم موجود ہین

اسکے بعد مولف کی شادی ایک عالی خاندان کی لڑکی یعنے حکیم عافیت طلب خان کی پوتی اور رحمت علیصاحب کی دختر سماۃ بشیر النسا بیگم سے ہوی اور ان سے دو لڑکیاں پیدا ہوئین ایک لطیف النسا بیگم جسکی شادی مین نے حکیم میر وزیر علی صاحب کے فرزند ڈاکٹر میر محمد علیخان بہادر سے کردی تہی اور ایک لڑکی خیر النسا بیگم پیدا ہونیکے بعد لطیف النسا بیگم کا انتقال ہوگیا۔ الموجب تفضل ایزدی خیر النسا بیگم موجود ہے پہر بشیر النسا بیگم سے دوسری لڑکی سماۃ سبحانی بیگم پیدا ہوی ہے اور خیر النسا بیگم طولعمرہا دختر لطیف النسا بیگم مرحومہ یعنے میری نواسی کا عقد بہی محمد محبوب علیخان صاحب مددگار نظم جمیعت کے فرزند سے جو مسمی محمد محی الدینخان ہے کردیا گیا ہے صرف رسوم شادی ادا ہونا باقی ہے۔

ایک نواسہ بہی مولف کا یعنے میر وزارت علیخان بہادر محمدی بیگم کا بطلی لڑکا جو میر اعظم علی فرزند عباس علیصاحب کو منسوب ہے موجود ہے۔

اور مولف کی تیسری زوجہ سماۃ رحمت بی بی سے ایک فرزند محمد محمود علیخان بہادر موجود ہے اور یہی میرا وارث ہے اور قابض ملک و املاک و معاش وغیرہ ہے چنانچہ ہر اولا د و احفاد و اقربا کی حق رسانی حتی الوسع مین نے کردی ہے اب جو کچھہ کہ مین نے میرے فرزند محمد محمود علی خان بہادر کیلئے دیا ہے دیا جو کچھہ باقی ہے وہ سب فرزند مذکور کا ہے اور پوری کیفیت تقسیم کا ہو لڑا

(مضمون سوم) کیفیت اجرائی یومیہ عود وگل درگاہ حضرت ابو شاہ صاحب ولی قدس سرہٗ

جبکہ میرے آقائے ولی نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی
کے مسند نشینی کا جلسہ ہوا اور بقدرت قادر مطلق جل شانہ
اعلیحضرت بذات اقدس حکمران ہوے تب حسب عادت خاندان
آصفی برکتنا بزرگوں کی درگاہوں کیلئے مصارف عود وگل اور فقرا و مشائخین کے
لئے یومیہ و ماہوارات وغیرہ جاری ہونے کی تجویز ہوی اور یہہ بھی
فرمان شاہی نافذ ہوا کہ اگر کوئی درگاہ کسی بزرگ کی بلدہ مین یا اضلاع
مین جہان کہین بے معاش ہو اوس کے مصارف عود وگل کے لئے
یومیہ کی درخواستین پیش کیجائین۔

مجھے خیال ہوا کہ موضع انت وارم مین درگاہ حضرت ابو شاہ صاحب ولی
جو بے معاش ہے اور بہ لحاظ خاندان ہمارے جد اعلیٰ ہوتے ہین اسکے
یومیہ عود وگل کے لئے درخواست گزرانی چاہیئے چنانچہ اوسی وقت
مین نے قطعہ درخواست اپنے نام سے لکھکے نواب سرور جنگ بہادر کے
پاس بغرض پیش کرنے ملاحظہ اقدس کے روانہ کیا بہادر موصوف نے
مجھے یہہ رائے دی کہ تم ایک خاص وابستگان شاہی سے ہو تم اپنے نام سے
ایسی درخواست کیون دیتے ہو اگر کسی اپنے قرابت دار کے نام سے لکھکے
پیش کرو تو مناسب ہے۔

بہادر موصوف کے کہنے کے موافق مین نے اپنے اقربا و اعزہ سے مشورہ کر کے درخواست یومیہ بنام برادر کلان کریم الدین علی شاہ صاحب گزرانا اور نواب سرور جنگ بہادر نے درخواست مذکور کو بحوالہ سفارش راقم پیشگاہ اقدس مین گزرانے چنانچہ بتاریخ ۳ محرم ۱۳۰۸ھ ہجری محمد کریم الدین علی شاہ صاحب سجادہ درگاہ حضرت ابو شاہ صاحب رضاولی قدس سرہ کے نام ایک روپیہ یومیہ کی منظوری پیشگاہ اقدس سے صادر ہوی۔

اور حسب دستور سند یومیہ مذکور بھی بہ مہر و دستخط دیوانی سرفراز ہوی جسکی نقل ذیل مین درج ہے۔

بعمالان حال و استقبال سائر و منازل نزول وغیرہ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد نوشتہ می شود۔ ابو شاہ صاحب رضا قدس سرہ

کہ مبلغ یکروپیہ یومیہ وصولی در وجہ اخراجات عود و گل درگاہ حضرت بنام کریم الدین علیشاہ سجادہ باولاد و احفاد بموجب سوال و دستخطی درعوض سائر ضر بورا ز بابت وسوم آذر ماہ الٰہی موافق غرہ محرم ۱۳۰۸ھ ہجری ایام ۱۲۹۲ فصلی مقرر گشتہ باید کہ مبلغ مذکور روز بروز بلاناغہ بہ حساب ماہ الٰہی بہ مشار الیہ رسانیدہ قبض الوصول معتبر موافق ضابطہ سرکاری گرفتہ باشند کہ صرف عود و گل درگاہ موصوف نمودہ شب و روز بہ عبادت الٰہی و دعائے دوام عمر و دولت ابد مدت مشغول و موظف باشند۔ ثانی الحال بموجب

ہمین سند وقبوض درجمع وخرچ سائر مزلور مجرا ومحسوب خواہد شد۔

عصہ۔ یومیہ وصول ۱۳۰۱ھ

تحریر فی التاریخ ہفتم ماہ ربیع الثانی

شرح تصدیقی دفتر کمشنر انعامات

اس سند کی تصدیق دفتر دار الانشاء صرفخاص سرکار ذریعہ مراسلہ نشان ۶ واقع نہم آذر ۱۳۰۲ف اور دفتر مال نشان ۳۴ واقع دہم آبان ۱۳۰۱ فصلی سے کیگئی لہذا یہ سند نہایت صحیح اور باوقعت ہے اور داخلہ اسکا رجسٹر عطایا جدید مین لکھا گیا مرقوم ۱۲ ماہ آذر ۱۳۰۲ف

شرح دستخط
نواب اقبال یار جنگ بہادر کمشنر انعامات

بعد اجرائی یومیہ بھی جملہ مصارف عود وگل وعرس شریف کا انتظام مولف ہی کرتا ہے اسلئے مجھے خیال ہوا کہ موضع اننت وارم چلکے زیارت سے مشرف ہونا چاہیئے اور اپنا مقطعہ خاندانی بھی دیکھنا چاہیئے بالآخر ۱۳۰۲ ہجری مین مجھے اس بات کا موقعہ ملا چنانچہ مفصل کیفیت سفر وعرس شریف وغیرہ بطور روزنامچہ درج کیجاتی ہے

(مضمون چہارم) تقریبوں کے بعد مولف کا مقطعہ انتت وارم کو اول بار جانا
اور کیفیت فروصالات عرس شریف بطور روزنامچہ

ایک مدت دراز سے مجھے بھی خیال تہا اور علیصنا صاحب ساکن مغل گدہ میرے قرابت دار کہتے بہی تہے کہ کسی وقت چلکے اپنا مقطعہ خاندانی دیکھیے لیکن مجھے کوئی موقعہ نہ ملا تہا اتفاقات سے علی صاحب کے دختر کی شادی ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری کو مقرر ہوئی۔ او نہون نے میرے اور جملہ مستورات کی دعوت کی۔

ہر چند کہ حضرت ابو شاہ صاحب ولی قدس سرہٗ کا عرس اوسوقت نہ تہا مگر بدین بوجہ شادی دختر علی صاحب ارادہ جانے کا کیا اور مستورات وغیرہ کو روانہ کرنے بہی راضی ہوا۔

الغرض بتاریخ ۱۴ ربیع اول سنہ ان روان اپنے دونون بی بیون کو علاوہ ماہوارات مقررہ اخراجات نیاز شریف وغیرہ کیلئے زیادہ روپیہ دیکے اور سواری اور بدرقہ کا انتظام حسب ذیل کرکے روانہ کیا۔ علاوہ چہہ نفر جوانان ذاتی اور دو عرب علاقہ قدیر جنگ بہادر اور دو جوان کوتوالی کے زنانہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا اور منجلے بہائی صاحب کو بہی ہمراہ زنانہ روانہ کیا۔ زنانہ کیلئے ۱۰ رتہہ مقرر تہے علاوہ اس کے شکرم کرایہ سے منگواکے حکیم محمد مولانا صاحب قبلہ و محمد علیصاحب

واعظم علی صاحب و فیاض الدین صاحب وغیرہ حضرات کو بہی معیت زمانہ روانہ کردیا۔ بفضل خدائے تعالیٰ یہہ سب لوگ ایک شب ٹون پلی اور دوسری شب فرخ نگر مین مقام کرکے تیسرے روز بتاریخ ۶ ماہ مذکور روز پنجشنبہ پہونچے مغلگدہ مین محمد میران صاحب کے مکان مین مع الخیر و عافیت پہونچے۔

چونکہ اس وقت تک مین بلدہ مین موجود تہا حضرت حکیم محمد مولانا صاحب قبلہ کے خط سے معلوم ہوا کہ شادی کے مکان مین سب لوگون کو میرا انتظار ہے پہلے بہی عرض کیا ہون کہ مقطعہ دیکہنے اور زیارت درگاہ شریف اور جملہ قرابت دارون سے ملنے کا مین بہی شایق تہا۔ بعرض خداوند نعمت اعلیحضرت حضور پرنور بندگان عالی مدظلہ العالی دو نشست کی رخصت حاصل کرکے تین گہوڑون کا ٹپہ مقرر کیا اور ساڑہے ساتہہ بجے بلدہ سے روانہ ہوا اور تین پہر کے وقت مغل گدہ کو پہونچا۔

(کیفیت ملاقات حضرت سید حسین صاحب مجذوب در شمس آباد)

اثنائے راہ مین ٹپہ بدلنے کیلئے قریب عیدگاہ شمس آباد تہوڑی دیر ٹہرنا پڑا۔ ایسے مین ایک دوست سے ملاقات ہوئی۔ جو وہان کے باشندے تہے اونہون نے مجہہ سے فرمایا کہ یہان ایک بزرگ مجذوب صفت لایق ملنے کے رہتے ہین چونکہ مجکو قدیم سے بزرگون سے ارادت کامل ہے

بصد اشتیاق ہمراہ اوس دوست کے کیفیت پوچھتا ہوا اون کے مسکن تک پہونچا
دیکھا۔ کہ ایک مرد بزرگ جن کی عمر قریب ساٹھہ برس کے ہوگی اولجھی ہوئی
باتین مثل دیوانون کے کر رہے ہین یہہ کیفیت ہے کہ کبھی ہوا سے
لڑتے ہین اور کبھی در و دیوار سے بگڑتے ہین مگر لطف یہہ ہے کہ
اون کا دیوانہ پن بھی دانائی سے خالی نہین ہے خوشا حال شوریدگان غمش
وگر ریش بہنید و گر مرہمش ٭ اگر اون سے کوئی سوال کیا جائے تو جواب
ایسا دیتے ہین کہ تشفی ہو جائے۔ المختصر مین روبرو جا کے آداب بجا لایا۔
اوس وقت حضرت ایک لکڑی سے دیوار کہود رہے تہے نہ میرے سلام کا
جواب دئے اور نہ میرے طرف متوجہ ہوئے بالآخر مین وہان سے
دیوار کے آڑ مین آ کے اپنے دوست سے آہستہ پوچھا کہ حضرت نذر بھی قبول
فرماتے ہین یا کیا ابھی یہہ جملہ ناتمام تہا کہ آپ نے اوس حجرہ کے اندر سے
جواب دیا کہ نذر کچھہ ضرور نہین۔ اس بات سے میرے دل کو کسی قدر ہمت
ہوئی اور مین نے روبرو جا کے نذر پیش کی حضرت نے پھر انکار فرمائے۔
مین نے دست بستہ عرض کی کہ میرے سعادت ہے۔ تب فرمائے کہ اچھا ٹہرو
دستار سر پر رکھہ لیتا ہون جب شملہ باندھہ چکے ایک شطرنجی بچھا سے
اور مجھکو بیٹھنے کا حکم دئے اور میری نذر لئے بوقت رخصت مین نے
دعا کی درخواست کی ارشاد ہوا کہ تیرے دنیا اور عاقبت بخیر ہو۔

انڈا ہے اور کلہتی کی کڑہی کہایا کرکہ تیری بادی گہٹ جاویگی تو خود حکیم ہے
تجہسے زیادہ کہنے کی ضرورت کیا ہے۔
القصہ مین نے حضرت سے رخصت ہوا اور مغلگدہ کو پہونچا بوقت واپسی بہی
مین نے ان بزرگ سے ملاقات کی اور انہون نے بہی مثل سابق مجہہ سے نادر لئے
مزاج مبارک درست اور میرے حال پر متوجہ پاک مین نے عرض کی کہ حضرت
اپنی کیفیت سے ایما فرماوین تو مناسب ہے۔
فرمانے لگے کہ میرا نام سید حسین ہے اور مین قاضی زادہ رائیچور کا ہون دس
سال ہوئے یہان آکر اور مجکو بادشاہت سے ٹکسال کی اور حسین دوست خان
کے بازار کی اور میرے پاس ایک بہت بڑہی مہر ہے۔ پہر پوچہنے لگے
کہ آیا تو سیندہی پیتا ہے یا کیا مین نے انکار کیا۔ لیکن حضرت نے ایک پیالہ
چینی کا فوراً بہر کے لائے۔ مین بہت گہبرایا اور خداوند عالم سے امن
چاہا کیا وجہ کہ مین نے کسی وقت ایسا فعل نہین کیا تہا۔ اور ٹالنے کی غرض
کہا کہ اس قدر کیا بس ہوگی زیادہ دیجئے تو مین گہر جاکے باطمینان پیون
تب حضرت نے ایک لوٹا بہر کے لادئے اور مین باہر لاکر اوس سیندہی کو
پہینک دیا۔
میرا مقصد اس بیان سے یہہ ہے کہ ایسے بزرگون کے افعال وحرکات کو بری
نظر سے دیکہنا موجب ضلالت وشقاوت ہے۔ سہ خاکساران جہان را بحقارت منگر

اتو یہ دانی کہ درین گرد سوالیست باشد یا شاید شاہ صاحب اپنے کو ظاہر ایسا بنا
لیتے تہے اور معلوم نہین کہ اوس سینہ مین کیا بہید تہا ۔ یا ان کو میرا
امتحان منظور تہا واللہ اعلم بالصواب بہرحال مین نے بپابندی شرع شریف
سینہ نہین پی الغرض منگلدہ کو پہونچکر جملہ قرابت دارون سے ملا
اور اوسی روز علی صاحب کی دختر کی شادی تہی بعد فراغ طعام شب مین بہی شریک بارات ہوا
دوسرے روز موضع اننت وارم کو جہان مزار مقدس حضرت ابو شاہ صاحب ولی
کا واقع ہے سب لوگ روانہ ہوئے ۔ یہ مزار ایک جنگل مین ہے جہان مکان
وغیرہ کچھہ نہین ۔ ایک چبوترہ پر مزار شریف ہے اور اطراف اوس چبوترہ کے
تمام قبور ہمارے اقربا کے ہین بہ سبب نہونے مکان کے مین نے نرسہوار پٹیدی
کے پاس سے دو ڈیرے منگوا کے استادہ کیا جس سے رہنے کا آرام ملا ۔
الغرض بتاریخ ۱۴ روز جمعہ صندل شریف اور دوسرے روز چراغان
شریف حضرت کے کئے گئے اور بروز چراغان شریف جملہ مسلمانان ۔ قصبہ
منگل گدہ ۔ ہوزم جاٹ ۔ من مری ۔ کیسورام ۔ جون پلی ۔ شاہ آباد وغیرہ کو
دعوت دیگئی اور کہانا نہایت عمدگی سے بریانی و مزعفر پکوا کے کہلایا گیا
اور چراغان شریف تکلف سے روشن کئے گئے اور تمام رات مولود شریف
پڑہا یا گیا ۔ اسی شب ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو قابل یاد رکہنے کے ہے
جب کہ دعوتی لوگ کہانا کہا چکے اور چراغان شریف روشن ہوئے اور

مولود شریف شروع ہوا ہے کہ دفعتاً ایک مہدوی پٹھان علی احمد خان نامی گھوڑے پر سوار نہایت مخمور حالت نشہ مین شور کرتا ہوا آیا جس سے تمام لوگ پریشان ہو گئے خان مذکور کی یہہ کیفیت ہے کہ بار بار حملہ کرتا ہے اور ہر ایک کو تفنگچہ تبلاتا ہے ہزار تفہیم کی گئی لیکن کسیکی نہین سنتا بالاخر بہ مجبوری میرے ملازمین و احباب نے چاہا کہ خان مذکور کا تفنگچہ چھین کے مشکین باندھ لین اور حوالہ پولیس کر دین ایسے مین لچھارڈ ہی پٹیل آئے اور ہنگامہ دیکھکر کہنے لگے کہ یہہ پٹھان صرف اپنے کاسبہ کیواسطے یہہ شرارت کر رہا ہے۔

مین نے پوچھا کہ آخر اسکی کاسبہ کہان ہے دریافت سے معلوم ہوا کہ مغل گدہ سے جو طائفہ عرس شریف مین آیا ہے اسی مین ایک اسکی بہی آشنا ہے۔ مین نے کہا کہ اوسکی معشوقہ اوس کے حوالہ کر دیجائے یہان ہمارے لوگو تین بہی ضد پیدا ہوئی کہ طائفہ مین سے کبہی نہ جانے لیکن مین نے سب کو سمجہا کے خاموش کیا کہ ہم ایک بزرگ کا عرس کرنے کو آئے ہین نہ کہ فساد بڑہانے حاصل یہہ کہ علی احمد خان مذکور اوس کاسبہ کو ہمراہ لیکے چلا گیا ہر چند اوس وقت یہہ ممکن تہا کہ خان مذکور کو باندہ کے پولیس کے سپرد کیا جائے اور وہان سے حسب ضابطہ چالان ہو کے سزا بہی ہو جائے۔ لیکن مین نے بپاس خاطر بعض مہدویان چنچل گوڑہ

و بیگم بازار جو اکثر مجھہ سے محبت رکھتے تہے اور میرے علاج کے معتقد تہے مین نے اونکی ایسی حرکت ناشایتہ سے درگذرا سہ در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔ الغرض بعد فراغ صندل و چراغان شریف پہر ہم مغل گدہ کو واپس آئے علی الصباح ایک پٹہان آگے مجہہ سے ملاقات کرگئے اور باتین معذرت کی کرنے لگے تہوڑی دیر کے بعد راگہو نند دیپانڈیہ آگئے اور کہنے لگے کہ قوم مہدوی مین اکثر اچہے لوگ ہوتے ہین مگر سنے مین آیا کہ علی احمد خان نے عرس شریف کے روز کچھہ شرارت کی حاصل کلام میرے اوس تحمل و برداشت کا عمدہ نتیجہ یہہ ہوا کہ علی احمد خان مذکور راگہو نند دیپانڈیہ کے ساتہہ آکے نہایت خجالت سے عفو قصور چاہا اور اپنے گذشتہ حرکت پر نہایت نادم ہوا۔

جبکہ اننت وارم سے پہر مغل گدہ کو سب کے سب واپس ہوئے تو مین اپنے جملہ اقربا زن و مرد سے ملا اور اونکے مفلوکی اور تنگ دستی دیکہکر سخت افسوس ہوا اور حسب مناسب ہر ایک کو پارچہ و روپیہ وغیرہ تقسیم کیا اور حیدر صاحب کو مکان بنا لینے کیواسطے روپیہ دیا اور شاہ علیصاحب کو درگاہ شریف کا جاروب کش مقرر کرکے ماہوار کردیا اور مین اوسی دن یعنی ۲۴ تاریخ کو پہر بجے دن کے مغل گدہ سے بدستور گہوڑون کا ٹپہ مقرر کرکے روانہ ہوا اور شام کو بلدہ پہونچ گیا

اور مستورات وغیرہ دوسرے دن وہان سے نکلے ایک رات پالماکول مین
مقام کئے اور دوسری شام کو بخیر وعافیت مکان پہونچے چونکہ پہلے
وقت مین گیا تہا اور براہ ارادت مین نے بہت تکلف کیا جس مین تخمیناً پانسو
روپیہ صرف ہوے یہہ مصارف خاص عرس شریف کے ہین اور اخراجات
ذات وہمراہیان ومستورات وباربرداری وغیرہ اس کے علاوہ ہوے ۔
الحاصل بلدہ پہونچنے کے دوسرے روز تبرک عرس شریف یعنے مالیدہ
وشیرینی وعوذی وغیرہ پیشگاہ اقدس مین اعلیحضرت کے بذریعہ
ماما وزیر گذرانا اور حسب دستور دفتر سیاہہ مین داخلہ لکہا گیا ۔
(مضمون پنجم) دوسرے دفعہ مولف کا موضع اننت وارم جانے اور حضرت
ابوشاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ کا عرس شریف کا حسب عادت کرنے کی کیفیت
اور روصیت مواف نسبت انتظام اخراجات وغیرہ بندگان اقدس متعالی مد ظلہ العالی
سنہ ۱۳۰۶ ہجری مین پہر مولف نے اپنی آقائی ولی نعمت حضور پرنور اعلیحضرت
کی پیشگاہ اقدس سے رخصت ایک ہفتہ حاصل کرکے بغرض حصول
سعادت زیارت وادائے عرس شریف حضرت موضع اننت وارم
گیا اس سفر کی مفصل کیفیت ہی ذیل مین درج کیجاتی ہے بتاریخ ۲۵
ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۶ ہجری روز شنبہ بوقت ہفت ساعت صبح مین پرانی حویلی
سے بگی مین سوار ہوکے روانہ ہوا اور ساڑہے آٹھ بجے تو دریکی پہونچے

چونکہ مین نے ٹپہ کا بندوبست پہلے سے کیا تہا ٹونڈ پلی مین صرف گہوڑے بدلنے کیلئے تہوڑی دیر ٹہیرنا ہوا اور وہان سے پونے دس بجے پالماکول پہونچا وہان سنے مین آیا کہ ایک عورت حاملہ دو تمے اور ایک دست ہونے سے فوت ہوگئی۔ پالماکول سے گہوڑے بدلنے کے بعد چلور پہونچا۔ اس راستہ مین ایک نالہ دس گز کا ملا اور اسکے سوا کسی قدر سڑک بہی ناہموار تہی جس سے تہوڑی دور تک بگی آہستہ چلانا پڑا باقی راستہ بالکل درست تہا اچہی طرح تیز چلی۔ چنگوڑے سے آگے چہلک راستہ ہوا گیا من بعد بدقت تمام پہر راہ راست پر پہونچے الغرض دو بجے مین موضع اننت وارم مین داخل ہوا مستورات کو حسب عادت قدیم ایک روز قبل روانہ کرچکا تہا اور جوانان ہمراہی وغیرہ حسب ذیل تہے۔

مستورات وغیرہ ۹ نفر	علاقہ جنگ بہادر جوانان ۸ نفر	باستثنا اہل قلعہ و پیشکار	عمائدین علاقہ کنندگان
بہشتی سوار	ـــ	چار شتر رب	ـــ

جملہ اشخاص ہمراہی کو دو آنہ فی نفر کے حساب سے روزانہ بہتہ دیا گیا پانچ چہہ روز تک وہان رہنا ہوا۔

جملہ اخراجات عرس شریف وختم شریف وغیرہ فرد حساب نشان الف والفا ج سے واضح ہونگے۔ علاوہ اسکے مزار مبارک کا غلاف ہر سال کو نیا تیار کیا جاتا ہے۔

مقدم پٹواری ــــ دفعہ ــــ

سبزی ۔۔ سبزی

برنج ــ گوسفند ــ کہاران ــ المناموغیرہ

یکسیر

حصہ مار

یک من

حصہ صبح صاف

اور گندم ــــ

مصر

الحاصل عرس شریف کے جملہ امور موافق عادت کئی گئے عرس شریف کے کاروبار سے فراغت حاصل ہونیکے بعد حسب ایماء حضرت کریم الدین علیشاہ صاحب بہ مصارف یومیہ وغیرہ کی نسبت مین نے تمام اقارب و حاضرین کو مخاطب کر کے حسب ذیل ہدایات سے آگاہ کیا۔

آپ صاحبونکو بخوبی معلوم ہے کہ اس یومیہ کی اجرائی کیلئے مین نے جو کچھ مشقت و تباہی ہے اس سے مجھکو کوئی ذاتی غرض نہین بلکہ صرف بخیال آسایش اقربا و بقائے نام بزرگان مین نے یہہ تمام محنت کی ہے۔ اگر اس آمدنی کے مصارف کی نسبت آپ لوگ بموجب ہدایت میرے آئندہ عمل کرینگے تو کوئی

خرخشہ پیدا نہوگا اور بزرگون کا نام زندہ رہیگا چنانچہ اسی خیال سے مین نے متصل درگاہ شریف بصرف ایکہزار روپیہ ذاتی ایک مکان جسمین کا تیار کر کے سجادہ صاحب کے رہنے کیلئے وقف کیا ہی۔ اور مزار مبارک کے اطراف بصرف دوسو روپیہ حصار سنگ بستہ بنا دیا ہے اور ایک شامیانہ اطلس تیار کیا ہی اور روٹی پکانیکا تنور آہنین خرید کیا ہے۔ جبکہ بریانی پکانا معطل ہو تو روٹی حسب خواہش سب کے اور قورمہ بہی پکانا کہلانا مناسب ہے۔

چونکہ یہہ یومیہ سرکار نے خاص مصارف عود و گل درگاہ شریف کیلئے میری درخواست پر جاری فرمایا ہی۔ اسلئے کوئی صاحب اسکو بلا ادائی خدمات درگاہ شریف خود کہا جانیکے مستحق نہین ہین بلکہ اس آمدنی یومیہ کے اور مصارف درگاہ شریف کے متعلق سجادہ صاحب کو لازم ہے کہ بموجب ہدایات ذیل عمل کیا جائے

ف ۱ سجادہ صاحب کو پابند صوم و صلوٰۃ و طریقہ بیعت رہنا ضرور ہے۔

ف ۲ منجملہ آمدنی یومیہ بعد وضع ماہوار سجادگی و جاروب کشی و عود و گل وغیرہ باقی رقم اخراجات عرس شریف مین صرف کرنے کیلئے سجادہ صاحب مجاز ہین اور یہہ کام انہین کی معرفت سے ہونا چاہئیے۔

ف ۳ جاروب کشی مزار مبارک کیلئے کسی ایک شخص کا انتخاب منجملہ اقربا بہ لحاظ تنگدستی حسب رائی سجادہ صاحب ہونا مناسب ہے۔

ف ۴ جو شخص جاروب کشی پر متقرر ہو اوسکو لازم ہے کہ اطراف مزار شریف

جاروب کشی کیا کرے اور صفائی و درستی کا پورا انتظام رکہے - اور مزار شریف کے نزدیک درخت پہول کے اور سبزی کے ہمیشہ لگایا کرے -

ف۵ ہر پنجشنبہ کو مزار شریف پر پہول چڑہاکے فاتحہ پڑہا کرین اور ہمیشہ بعد فاتحہ خوانی ترقی دولت و اقبال اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کیلئے دعا کیا کرین -

ف۶ مصارف عرس شریف کے اور سجادہ صاحب کی ذاتی ماہوار کیلئے مین نے جو تجویز کی ہے یہہ ہے کہ پندرہ روپیہ ماہوار کے حساب سے سالانہ ایکسو اسی روپیہ سجادہ صاحب معہ برادران و ہمشیرہ لیا کرین اور باقی رقم مین عرس شریف کیا کرین مزید وضاحت کیلئے اخراجات کی مفصل فہرست فرد نشان دج، سے واضح ہوگی جو ذیل مین نقل کیجاتی ہے -

---
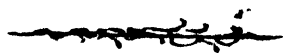
ف۷ مصارف عرس شریف کی فقط نگرانی کا حق میری دوسرے برادر حضرت حکیم محمد مولانا صاحب و غلام محمد صاحب کو اور اونکی اولاد کو اور نیز مجہے اور میری اولاد کو حاصل رہیگا -

چونکہ دنیا کی بے ثباتی بالکل لائق اعتبار نہین اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے، کہ سجادہ صاحب کے ورثا کی نسبت بہی مین اس وقت چند نصائح قلم بند کردون جس پر عمل کرنا نہ صرف میری خوشنودی ہوگی بلکہ خود اونکی بہبودی و توقیر اور بقائی نام و نشان خاندان کا باعث ہوگا

ف سجادہ صاحب کے اس وقت پانچ اولاد حسب ذیل ہین ۔
(۱) محمد عزیز الدین صاحب (۲) محمد فیاض الدین صاحب (۳) محمد تاج الدین صاحب (۴) محمد حفیظ الدین صاحب (۵) محبوب بی دختر بیوہ

ف ۲ مناسب ہے کہ ایمن فرزند کلان بعد سجادہ صاحب کے سجادہ درگاہ شریف قرار دیئے جائین اور دوسرے برادر اون کے اطاعت کرین ۔

ف ۳ جو صاحب سجادہ ہون اونکو لازم ہے کہ ماہوار پیدی یعنی سجادگی جو پندرہ روپیہ بموجب فرد حساب مقرر ہے اوسکو علی السویہ پانچ حصہ کرین اور اپنے ہاتھ سے تینون بہائیون اور ہمشیرہ کو دیا کرین بلکہ ایک ایک سال ایک ایک شخص یہہ رقم لیکر دیا کرین تو نہایت مناسب ہے ۔

ف ۴ اور خدمت سجادگی بہی علی ہذا سال کو ایک شخص ادا کرے تو موجب عمدگی ہے

ف ۵ جس برس دختر سجادہ صاحب مرحوم کی باری ہوگی وہ جس کو اپنا مختار کرین وہ اخراجات عرس شریف بہی بحیثیت سجادگی کرین اور رقم ماہوار بہی حاصل کرکے سب کو پہنچا دلوین ۔

ف ۶ خلاصہ کلام یہہ کہ یہی طریقہ یعنے بڑے بہائی صاحب کی اولاد مین سجادگی اور دوسرے صاحبونکی اور تیسرے اولاد مین مصارف عرس درگاہ شریف کی نگرانی باین طور ہے کہ سجادگی کا سلسلہ انکے اولاد مین اور نگرانی کا سلسلہ دوسرے اعمام اور بنی اعمام کے خاندانمین نسلاً بعد نسلٍ جاری رکہا جائے تو نہایت انسب اولیٰ ہے ۔

بالآخر بعد ان تمام انتظامات کے حسب عادت مین معہ غلام احمد صاحب منصبدار رکاب سید حسین صاحب مجذوب شمس آبادی سے ملاقات کرتے ہوے بہ سواری بگی وہان سے اپنے موضعہ انت وارم سے نکل کے مع الخیر بلدہ حیدرآباد مین پہونچا اور مستورات وہمراہیان وغیرہ بہی دوسرے روز بخیریت مکان پہونچے۔

علی الصباح حسب عادت تبرک عرس شریف حضرت ابوشاہ صاحب ولی قدس سرہٗ کی شیرینی وغیرہ جس کی تفصیل فرد مصارف نشان مع موجود ہے بذریعہ ماماوزیر بیشگاہ اقدس مین اعلیحضرت کے پہونچایا گیا اور موافق معمول متصدی سیاہہ نویس کے بذریعہ دفتر سیاہہ مبارک مین لکہا گیا۔

یہہ جملہ کیفیت جو بعنوان سفرنامہ ہے بوقت عرس شریف سنہ ۱۳۰۶ ہجری لکہی گئی تہی اور انتظام مصارف ماہوار سجادہ صاحب وغیرہ کی نسبت بہی ہدایات ونصائح بہی بین اوسیوقت کئے گئے ہین لیکن آج تک اس کے طبع کرانیکا موقعہ نہ ملا تہا کہ بتاریخ ۷ ربیع سنہ ۱۳ ہجری موءلف کے برادر کلان یعنے حضرت کریم الدین علی شاہ صاحب سجادہ ۔۔ کا وحضرت ابوشاہ صاحب ولی کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

چونکہ سجادہ صاحب کی وقت سے آج تک بموجب ہدایات مولف مذکورہ بالا مصارف آمدنی یومیہ کا بذریعہ موقف عمل ہوتا رہا ہے۔

اب مین سجادہ صاحب مرحوم کی اولاد سے بہی امید کرتا ہون کہ وہ بہی بموجب ہدایات مندرجہ صدر عمل کرینگے۔ تا اس کام کو اس دنیائے ناپائدار مین چندے قیام ہو اور میری محنت ضائع نہو بلکہ ہمارے آئندہ نسلون کے لئے ایک عمدہ یادگار باقی رہے۔

ورنہ چندروز مین یہہ کام خراب ہو جائیگا کیا معنی کہ یہہ پانچ وارث سجادہ صاحب کے یعنے عزیزالدین صاحب و تاج الدین صاحب و فیاض الدین صاحب و حفیظ الدین صاحب و محبوب بی بی دختر۔ اگر موجب ہدایات مرقومہ باتفاق سالانہ رقم لینے اور سجادگی خدمت بہی سلسلہ وار ادا کرنیکے لئے ناراض ہوکے تقسیم ماہوار کی خواہش کرینگے تو سجادہ صاحب کے دوسرے برادر اور برادرزادہ بہی دعوی کرینگے جس سے یہہ تین تین روپیہ ملنے کی امید نہین ہوسکتی اور بدنمائی اور خرابی اسکے علاوہ ہے اور میری شفقت و محنت کی ضائع ہونیکا افسوس مزید براں ہوگا۔ وما توفیقی الا باالله فقط

کیفیت تیاری عاشورخانہ

موضع مذکور مین قدیم سے کوئی عاشورخانہ نہین تھا۔
پس اس جاگیردار کے وقت اس عاشورخانہ کی ابتدا ہوئی
اور اوسمین ایک عاشورخانہ بصرف ڈیڑ سو روپیہ حالی بنواکر
ہر سال اوس عاشورخانہ مین علم استادہ کرائے جاتے
ہین اور اوسکا خرچ معمولی یعنے روشنی و
فاتحہ وغیرہ کا سات روپیہ حالی سالانہ مقرر
کردیا گیا ہے۔

کیفیت سہرہ

علیٰ ہذا دسہرہ میں ہر سال جھنڈا اس جاگیردار
کے طرف سے جاگیر مذکور میں استادہ ہوا کرتا ہے
اس کا خرچ بھی ہر سال دے) چھ روپیہ حالی مقرر
کیا گیا اور موضع مذکور کے دھنگر بروز دسہرہ وقت
استادہ جھنڈا بکرا وغیرہ دیتے ہیں۔
اور یہ بھی اس جاگیردار کے وقت میں
جاری ہوا ہے۔

یہہ انتظام قول بندی سہ سالہ مدت پر کیا گیا ہے بعد ختم مدت پر حسب
مناسب ٹہراؤ ہو سکتا ہے اس جاگیر مین بدر النسا بیگم اور میر وزارت علی
خان بہادر نعبہ کو مین نے جو باولیان قول دئے تہے انہون نے شرائط قول نامہ
ادا نکرنے سے شریک جاگیر کر لئے گئے اب اون کا کوئی دعوی و تقاضا
نہین رہا اون پر بہی برخوردار محمود علیخان کا بدستور قبضہ ہے ۔

فصل دوم

موضع اننت وارم جاگیر عطا ہونے کی کیفیت اسمین دو شاخ ہین

شاخ اول

(کیفیت عطائی جاگیر و خانہ شماری و مردم شماری وغیرہ حسب کیفیت پیش کردہ
کاظم علیصاحب برادرزادہ مولف) اس کتاب کی جلد اول جو مشتمل سوانح عمری
مولف و نصائح وغیرہ ہی مین نے اعلیحضرت کے ملاحظہ اقدس مین
گزرانی سرکار نے براہ قدر دانی خسروانہ و مراحم شاہانہ اوس کے صلہ مین موضع
اننت وارم جاگیر مجہے عنایت فرمائے ۔ چنانچہ نقل سند جاگیر ذیل مین درج ہے
بدیسمکہان و قانون گو و سر دیسپانڈیہ و دیسپانڈیان و مقدمان و کلکریان
و رعایا و مزارعان پرگنہ کندرک عرف مغل گدہ سرکار دیورکنڈہ صوبہ فرخندہ
بنیاد حیدرآباد نوشتہ میشود ۔ کہ موضع اننت وارم معہ متعلقہ پرگنہ
مزبور سرکار و صوبہ مسطور محاصل مبلغ شش صد و ہفتاد و ہشت روپیہ

حسب الحکم — از شروع سال ۱۳۰۰ ف بصلۂ تالیف کتاب ثمرۂ حیات
بطریق جاگیر التمغا نسلاً بعد نسلاً بنام محمد وزیر علیخان بہادر سلطان الحکما مہتمم
دواخانہ مقرر گشتہ باید کہ از نائب بہادر مزبور رجوع بود ادائی حال و اجب
بر وقت ہنگام می نمودہ باشند درین باب بسند معتبر شناسند۔

سمامنہ ۹ محاصل

تحریر فی التاریخ ہفتم ماہ شوال ۱۳۰۹ آ

شرح تصدیق دفتر انعامات

یہہ سند نہایت صحیح اور باوقعت ہے اوسکی تصدیق دفتر ملکی سرکار عالی سے
ذریعہ مراسلہ نشان ۱۲۵۶ مورخہ ۴ امہر ۱۳۰۰ ف اور دفتر مال سے ذریعہ یادداشت
نشان ۴۶۴ واقع ۱۳ امہر ۱۳۰۰ ف کی گئی لہذا داخلہ اس کا کتاب رجسٹر
عطایای جدیدہ مین لکہدیا گیا فقط ۵ آبان ۱۳۰۰ فصلی

شرح دستخط

اقبال یار جنگ بہادر

بموجب کارروائی بالا موضعہ اننت وارم جاگیر مجہے عطا ہوی تو مین نے
اوس کا نام اب سے وزیرآباد رکہنا مناسب جانا اور اپنے برادر زادہ
برخوردار کاظم علیصاحب کو کہا کہ موضعہ مذکور کی تنقیح کرکے رپورٹ
پیش کرین برخوردار مذکور نے جو کیفیت پیش کی وہ بجنسہ ذیل مین درج

فصل دوم

شاخ دوم ۔ کیفیت محاصل و اخراجات جاگیر انت وارم

موضعہ انت وارم بموجب کیفیت گذشتہ جو مجھے عطا ہوی اور سند وغیرہ بھی حاصل ہوی ہے مین نے اس موضعہ کا نام بدلکر وزیرآباد رکھا ۔

اور یہہ اجدادی وطن مالوف بھی میرا ہے اسلئے مجھے بدل منظور نہین کہ یہہ بذریعہ بیع یا رہن کسی غیر خاندان کے قبضہ مین جائے اسلئے مین نے اس جاگیر کو اپنے فرزند محمود علی طال عمرہ کی پرورش اور اونکے اولاد و احفاد کیلئے بچند شرائط ہبہ کردیا ہے جسکی تفصیل ہبہ نامہ مین ہے بر وقت عطائے جاگیر اس موضعہ کے آمدنی حسب ذیل تہی ۔

زراعت	آبپاشی	بالستہیٹی	تمرہندی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵ر۵	۴ ر۹ ۔	۹ ۶	۸ر

امرائی	موکلان کلالی	بہٹی شراب	ثمر پہل
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			۱۲ر

پن متعلقہ قدیم	کلالی	خرچ بہی	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
	۔	۲ر۶	

کیجاتی ہے جس سے پوری کیفیت موضعہ مذکور کی واضح ہوگی۔ دہوندا
یہہ ایک چھوٹا موضعہ تعلقہ جڑچرلہ کے شمالی حد پر واقع ہے اور اسکے
چاروں طرف یہہ مواضعات ہین شمال کی طرف شاہ آباد علاقہ
صرف خاص۔ مشرق مین کیا سوارم۔ مغرب کی طرف پدرم پہاڑ جنوب مین
ککلور۔ اس موضعہ کی تاریخی حالت نہین معلوم ہوتی مگر اس قدر ضرور
واضح ہوتا ہے کہ یہہ موضعہ ایک ہزار برس سے پیشتر کا آباد کیا ہوا ہے
اور یہہ بہی خیال ہوتا ہے کہ یہہ موضعہ کسی بنجارہ کا آباد کیا ہوا ہے گو
اس بات کا کوئی صریح ثبوت نہین ہے مگر البتہ دو باتین ایسی پائی
جاتی ہین کہ جس سے اس خیال کو تائید ہوتی ہے۔ اولاً یہہ کہ قدیم سے
اس موضعہ کا نام اننت وارم ہے جس کو ہنود اننتا سامی کے نام سے
منسوب کرتے ہین جو بنجارہ کے مذہب کا ایک دیو ہے اور اس کو
اکثر بنجارے اور بعض برہمن بہی پرستش کرتے ہین اور باقی قوم
بہت ہی کم پوجتے ہین۔
دوسرا۔ اس موضعہ کے مغرب کی طرف پہاڑ کے دامن مین یہ
قدیم دیول ہے بالکل پتھر کی بنی ہوئی جس کا نام متیا سامی ہے
اور یہہ دیو خاص بنجارہ کے قوم کا کہلاتا ہے اور بعض قدیم اہل دہ کا
بیان ہے کہ یہہ موضعہ بستی جانے پر پہلے آباد تہا اور یہہ دیول دہ کے

جو اکثر موضعہ کے آبادی کے وقت بنائی جاتی ہے۔ مگر ایک وقت
وہان ڈاکہ پڑا تہا اس لئے وہ ویران ہوکے یہہ مقام آباد ہوا جہان
اب موضعہ موجود ہے چنانچہ دو تین سال کے اگے چند عامل از
قوم گوسائین آکر خاص اوس دیو کے نیچے بہت بڑا گڈہا کہود ے اس
غرض سے کہ اونکو از روئے علم معلوم ہوا تہا کہ اوس کے نیچے خزانہ ہے
اس سے ثابت ہے کہ وہ دیول قدیم موضعہ کی ہے۔
اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ موضعہ پچہلے زمانے مین بہت وسیع اور
آباد تہا۔ اس خیال کے پیدا ہونیکی دو وجہ ہین۔ ایک قیاسی۔
دوسر اسماعی۔ قدرتی ثبوت یہہ ہے کہ اس موضعہ کے مغرب کی
طرف ایک کنٹہ ہے جس کا نام گہر کنٹہ ہے جو اس وقت بالکل
زمین کے برابر ہے مگر وہ کنٹہ کی حالت دیکہنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ جس وقت وہ درست ہوگا اس موضعہ کی آمدنی کم سے کم چہہ ہزار روپیہ
ضرور ہوگی کیونکہ وہ کنٹہ قدرتاً ایسے موقعہ مناسب پر واقع ہے
کہ جس کا پانی تمام موضعہ کی زمین کو کافی ہوگا۔ میری رائے مین یہہ
کنٹہ اس موضعہ کی جان ہے۔ جب سے یہہ شکستہ و بیکار ہوگیا ہے
اوسی وقت سے اس موضعہ کی حالت ایسی تباہ اور ویران ہے
یہہ ایک مسلمہ امر ہے کہ بغیر تالاب کے گانون آباد نہین رہ سکتا۔

اس گنٹہ کی درستی سے چھہ ہزار روپیہ آمدنی کی امید توضرور ہے لیکن ساتہہ ہی اسکے یہہ بہی لازم ہے کہ اوسکی درستی کیلئے ایک رقم خطیر پہلے صرف کیجائے۔ جس کا تخمیناً بیس ہزار سے کم نہوگا۔

دوسری وجہ اسکی وسعت اور آبادی کے سماعی یہہ ہے کہ موضعہ گلگلور جس کو انتت وارم کا سرحدی موضعہ تبلایا جاتا ہے اوس کو اہل دہ اسے کا مدرہ بیان کرتے ہین اور یہہ ثبوت پیش کرتے ہین کہ جس زمانے مین مقطعہ دارونمین باہمی مناقشہ ہوا اوس وقت ایک حصہ دار نے اوس مین جاکر سکونت اختیار کی اور رفتہ رفتہ اوس مدرہ کو کسی بیگم کے ہاتہہ پہنا دیا جو آج تک نہ چھوٹ سکا اور اوراونہین کے قبضہ مین ہے۔

بہرحال اس وقت اس موضعہ مین (۳۴) گہر ہین جس کے منجملہ ۴ گہر کوہلی کے ہین اور باقی ۳۰ مکان گہانس کے مردم شماری یہان کی (۱۵۱) ہے جس مین مرد (۴۰) اور عورت (۵۹) اور لڑکے (۳۲) اور لڑکیان (۱۸) ہین آہنگر کے (۲) گہر اور کنبی کے (۴) اور دہوبی کے (۲) اور قصاب (۱) کلال (۴) اور کولی (۲) اور سمار کے (۴) اور دہیڑ کے (۱۰) گہر اور بقال (۱) اور کمہار (۱) اور متفرق (۴) جہوپڑیان ہین۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ اسمین اہل حرفہ کس قدر ہین اور اہل فلاحت
کس قدر مگر ساتھہ ہی افسوس ہوتا ہے کہ صرف (۱۰) اہل فلاحت ہین
اور باقی لوگون کی گذران مزدوری انواع واقسام پر ہے اس سے صاف
ظاہر ہے کہ یہہ موضعہ کس قدر افلاس مین مبتلا ہے اور کوئی قدرتی صدمہ
مثل قحط و چیچک اور وبا وغیرہ سے مقابل ہوجائے تو اس کا کیا حال ہو
اس موضعہ مین جانور قریب چارسو کے ہین جس کے منجملہ زراعتی جانور
(۲۰۰) راس ہین گائے (۶۰) راس ہین اور میش (۲۰) راس ہین اور
گوسفند (۲۰۰) ہین اور یابو (۲) راس ہین یہہ موضعہ ایک شاہ راہ
پر واقع ہے جو کوسگی کڑنگل وغیرہ تعلقات کی طرف جاتا ہے۔

اس موضعہ کے قریب دو موضعہ ہین جو فی الحقیقت تجارت کیلئے بطور
منڈھی کے ہین ایک فرخ نگر۔ دوسرا مغل گدہ یہان کوئی بیماری
خاص طور پر نہین ہوتی چیچک اکثر اور کبھی کبھی وبا بھی یہان ہوا کرتی
ہے کسی قسم کے مرض کا علاج کرنیوالا یہان کوئی نہین۔ اگر کوئی شخص
کسی مرض مین مبتلا ہوجائے تو فرخ نگر یا مغل گدہ جاکر معالجہ کرلیا
جاتا ہے اس موضعہ مین کوئی نالا یا ندی قدرتی نہین ہے۔

اور یہان کوئی قدیم عمارت یا یادگار نہین ہے سوائے اوس دیول کے
جسکا ذکر اوپر ہوچکا اور ایک درگاہ حضرت سید ابو شاہ صاحب ولی قدس سرہ کے

اور اس موضع کے اطراف کوئی حصار نہ آگے تھی نہ اب ہے ایک دو
برج کی علامت پائی جاتی ہے -

پیداوار اس موضعہ کی حسب ذیل ہے

چاول باریک - چاول گندہ - پھہنا - جوار زرد - کودرو - کلتھی - مرچ
گنگنی - نخود - تماکو - گندم - پیاز - تور - مونگ - رام تل -
کرڑ - میٹھی تل - بلبر - ارنڈی - یہہ جملہ اجناس اس موضعہ مین
پیدا ہوتے ہین اس کے سوا اب تک اور کوئی جنس یہان نہین بوئی گیی
یہان فی بیگہ تری مین ایک من کا تخم کاشت کرتے ہین اور فی بیگہ
۵ من پیداوار کا اندازہ ہے اور خشکی مین سب سے زیادہ جو تخم ڈالا
جاتا ہے وہ پھہنا ہے جو فی بیگہ ۴ سیر ڈالتے ہین اور پیداوار ۲ من
ہوتا ہے اور تل فی بیگہ ایک سیر اور پیداوار دو من ہوتا ہے
اس پر تمام اجناس کو قیاس کر لیا جائے - حاصل یہہ کہ یہان کے
زمین اچھے پیداوار دینے والی ہے رعایا کو کسی قسم کا نقصان نہین
یہان تری کا دہارہ (۱۰) سے ۱۲ تک ہے خشکی مین ۲ سے ۳
سے ۴ تک ہے باغات کا دہارہ یہان کوئی مقرر نہین اس لئے
وہی خشکی کے اول درجہ کا دہارہ لیا جاتا ہے یہان زمین دو قسم کے
ہے ایک ریگڑ دوسرا چلکہ مگر چلکہ ریگڑ سے ملا ہوا ہے جس کو دونوں

کہتے ہین -
اس موضعہ مین آبی - تابی - خریف - ربیع جو فصلہ ہوتا ہے یہان
پیدائش مرد اور عورت مین خفیف سا فرق ہے اور آج تک کے واقعات سے
اور موجودہ حالت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان چالاک ذہین
لوگ پیدا ہوتے ہین اور یہان کے لوگون مین اتفاق نہین ہوتا ہے
غالباً یہان کی آب و ہوا مین فقط صفرا و سودا زیادہ ہے - اس موضعہ
مین چار کنڈ اور ۱۶ باولیان ہین - مگر کنڈے چارون شکستہ ہین اور
باولیان بہی اکثر شکستہ ہین اور کسی قدر جو درست ہین اونہین کے
بہروسے پر ہمارے اس موضعہ کی آبادی منحصر ہے - اور اون باولیون
کے حالت بہی کہہ رہی ہے کہ آج نہین کل وہ بہی ضرور بیکار ہو جائینگی
اس موضعہ کی چار کنڈ جو مین نے بیان کئے اسمین پہلا کنڈ وہی ہے
جو میرے رائے مین اس موضعہ کی جان ہے اور جس کا نام گہر کنڈ
ہے دوسرا یدہ کنڈ گو شکستہ ہے مگر کوئی ایسا قیمتی نہین ہے
تیسرا نلا کنڈ یہہ البتہ گہر کنڈ کے بعد کا نمبر رکہتا ہے اور اس کا نام
کنڈ ہے مگر دراصل ایک تالاب ہے صرف اسمین ایک گنڈہی
پڑ جانے سے افتادہ ہو گیا ہے اور ہماری موضعہ نے بارہ برس
قبل اس کو بعنوان بحر چالیس سالہ قول سے لیا تہا اور کچہہ درستی وغیرہ

نہین کیا - میری رائے مین وہ کنٹہ پٹواری مذکور سے واپس لینا چاہئیے اور دو ہزار خرچ کرکے درست کرنے سے اوسکے نیچے ایک سو بیگہ زمین تری سے ہو گی جس کو اقل درجہ چہہ روپیہ بیگہ بہی قرار دیا جائے تو چہہ سو روپیہ محاصل کی زیادتی ہوتی ہے -

پہلا سامان تو اس موضعہ مین گہر کنٹہ کی درستی کا ہے جس سے یکا یک موضعہ کی آمدنی سیکڑون سے نکلکر ہزارون تک پہونچ جائیگی - علی ہذا دوسرے کنٹون کی درستی اور باولیون کی درستی سے بہی ایسا ہی ہوگا جب مین اس موضعہ کو آیا تو پہلے یہہ غرض ہتی کہ یہہ موضعہ اسی سال خالصہ سے جاگیر ہوا ہے غالباً پٹیل پٹواری غلطی کئے ہون گے تنقیح کرنا چاہئیے اور دوسرے بعد تنقیح تمام زمینات کو اوسکے پٹہ دارون کے نام قول کر دینا چاہئیے - مگر جب مین اس موضعہ مین داخل ہوا اور کنٹہ اور تالاب وغیرہ جہان جہان میرا خیال تہا دیکہا تو مجہے اپنے خیال مین ناکامیابی ہوئی کیونکہ جدہر دیکہا اودہر بنجر نظر آیا اور ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ پانسو بیگہ زمین مین چارسو بیگہ بنجر اور سو بیگہ خالصہ تو کیا تنقیح ہو سکتی ہے - اگر کسی قطعہ کی نسبت کسی سے پوچہا بہی گیا تو اوس نے کہدیا کہ بنجر ہے -

حاصل یہہ کہ یہان کے اکثر زمین قول اور بنجر کے پردہ مین داب

ایبپاتی ہے - اور اس موضعہ کا اس لپیٹ سے نکلنا مشکل ہے بالآخر
مین نے سوچتے سوچتے درستی تالاب اور کنٹہ کی نسبت گزارش کی ہے
جس سے اضافہ محاصل بھی خاطر خواہ ہوتا ہے اور یہہ بنجری اور
قول کے پردہ کی کارروائی توٹ جاتی ہے - کیا معنی کہ جب یہہ کنٹی
دیست ہوجائینگے اور جسقدر زمین اون کے نیچے اس وقت بنجر ہے خود
بخود تری ہوجائینگے اور جب ایسا ہوگا تو بالکل حساب کی صفائی
ہوجائیگی اور زمین دبی ہوی نکل آئیگی - اور اس کام کیلئے زیادہ
مدت بھی ضرور نہین اگر اس سال کام شروع کیا جائے تو آئیندہ
سال ختم ہوجاتا ہے اور جیسا چاہیئے ویسا انتظام ممکن ہے بہرصورت
یہہ جو کچھہ عرض کیا میری قطعی رائے ناقص ہے بعد ملاحظہ جملہ کیفیت
تفصیلی موضعہ جیسی رائے عالی ہر ایک امر کی نسبت ہو حسبہٖ انتظام
فرمایا جائے فقط

ضمیمہ

کیفیت موضع اننت وارم عرف وزیرآباد نوشتہ محمد عزیز الدین صاحب تیاری تلہ کنٹہ کلان و منگل کنٹہ و کیفیت زمین من اللہ صاحب و عشرہ شریف و ... و تیاری مکان وغیرہ بعد ہونے جاگیر کے جو تیاری و مرمت کنٹہ وغیرہ ہوئی ذیل مین درج ہے۔

ایک عرصہ دراز کے بعد محمد عزیز الدین برادرزادہ کلان کو بغرض دریافت و تحقیقات کیفیت تلہ کنٹہ وغیرہ بموجب رپورٹ مدخلہ محمد کاظم علیصاحب تحصیلدار کو روانہ کیا۔

صاحب موصوف نے جو کیفیت بیان کے درج کتابت کیجاتی ہے۔ اور موضع عنایت ہونے کے بعد جو جو ابواب جدید بتائے گئے ہین وہ ذیل مین درج کیجاتے ہین۔

بیان محمد عزیز الدین صاحب

مین حسب الحکم حضرت عموی صاحب قبلہ نواب سلطان الحکما بہادر جاگیر موضع اننت وارم کو گیا۔

اور حسب رپورٹ محمد کاظم علیصاحب تحصیلدار جو ابواب تعمیر و ترمیم جسمین منافع زراعتی بتلائے گئے تھے فی الواقع ایسا ہی پایا۔

جسکو واسطے ملاحظہ حضرت عموی صاحب قبلہ کے پیش کرتا ہون۔

کیفیت نلہ کنٹہ

مذکور مین ایک کنٹہ کلان موسوم بہ نلہ کنٹہ جو بستی سے نیم میل کے فاصلہ
ب غرب واقع ہے وہ کنٹہ قبل از جاگیر ہونیکے معہ ایکسو بگیہ زمین تری
کے پٹوارنی کو سرکار سے بطور بنجر مدتی چالیس سالہ ملی تھی۔
کنٹہ کو تین گنڈیان ہو کر افتادہ پڑا ہوا تھا۔
ن بنجر کو بھی پٹوارنی نے بموجب شرائط بنجر کے افتادہ رکھی تھی
یہ کنٹہ موضع مذکور مین بڑا کنٹہ کہلاتا تھا۔
ن دیئے جانیکی وجہ سے زراعت کا بہت بڑا نقصان ہو رہا تھا۔
لئے پٹوارنیکو واسطے آبادی کنٹہ مذکور کے فہمایش کیگئی تو پٹوارنی مذکور نے
لم استطاعتی اور حال غربت بیان کر کے اوسکے نیابت سے مجبوری ظاہر کی
یہ کہی کہ اسکو یعنے کنٹہ کو تین چار سو روپیہ مرمت کے لئے میرا صرفہ ہوا ہے
یہ صرفہ مجھکو ملجائے تو زمین معہ کنٹہ کے تمہارے حوالہ کر دیتی ہون۔
لئے بموجب درخواست پٹوارنی کو چار سو روپیہ حالی بموجب اوسکے رضامندی
ے دیکر اوس کنٹہ کو اور زمین کو اپنے قبضہ مین کر لیا گئے۔
ر رسید و راضینامہ لیا گیا جسکی نقل ذیل مین درج ہے۔

نقل ترجمہ راضینامہ تلنگی مدخلہ پٹوارنی

نلہ اٹھوبائی پٹوارنی موضع اننت وارم کی ہون۔

لکھکر داخل کئے سوا قرارنامہ یہہ ہے کہ موضع مذکور مین میرے نام سے بنجر زمین
یکسو بگیہ ونلہ کنٹہ ہے اس کے منجملہ نلہ کنٹہ کو دو گنڈیان مرمت طلب تھی۔
اوسکی مرمت (سما ص) روپیہ کی کروائی ہون صدر مرمت کی رقم بموجب برآورد
نزدیک سے نواب سلطان الحکماء بہادر کے پہونچی ہے۔
زمین متذکرہ بالا و کنٹہ مجھسے کاشت نہونیکی سبب سے میری رضامندی سے
راضی نامہ دے چکی ہون اسکے بارہ مین کوئی خلاف عمل نہین کرونگی اور
گنڈیان بابت کی رقم اور سوائے اضافہ (ص) جملہ چارسو روپیہ پہونچے ہین
اوسکی رسید علیحدہ لکھدیتی ہون۔
مرقوم ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۰

دستخط	دستخط
اٹھو بائی	رامیسر راو فرزند پٹواری بقلم یا مجال رنگیا حکیم

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
نانٹھ پلی بندگی صاحب	کلم ملیا دسر	سید عباس قصبہ شاہ آباد	بچپا ریڈی مقدم موضع

نقل رسید مدخلہ پٹوارنی۔

العبد تلنگی اٹھو بائی — منکہ اٹھو بائی پٹوارنی موضع اننت وارم جاگیر سرکار فیض آثار نواب سلطان الحکماء بہادر ام۔

مبلغ چارصد روپیہ سکہ حالی کہ جسکے نصف دوصد روپیہ سکہ مذکور ہوتے ہین

بتہ مرمت نلہ کنٹہ زمین بنجر واقع موضع مذکور بموجب راضی نامہ علیحدہ بخط
نگی نزدیک سے بہادر معرفت کے بموجب تفصیل ذیل لیکر تحت تصرف مین
اپنے لائی اسواسطے یہہ چند کلمہ بطریق رسید کے لکہکر دی گئی تا کہ ثانی الحال
سند ہووے اور وقت حاجت کام مین آوے۔

(الملہا حالی)

بموجب برآورد شدہ پٹیل وتالیان موضع مذکور	اضافہ دادہ سرکار
ہماصہ	

مرقومہ ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۳ فصلی

اسکے بعد کنٹہ مذکور کی مرمت بہ صرف زر کثیر آغاز کرادی گئی اولا اوس کے
لنڈیان بند واسنے گئے اسکے بعد اوس کا کنٹہ بالکل ہی بست ہوگیا تہا۔
اسلیئے اوس کنٹہ کی نچلی زمین کہودوا کر وہ مٹی کٹہ پر ڈلوائے گئی اور کٹہ مذکور
پر دس درعہ عمق سے مٹی ڈالے گئی جو دب دبا کر اب کٹہ (۸) درعہ عمق
کا ہے اور اوس کنٹہ کا اندرونی حصہ ایک درعہ عمق سے سنگ بست
لگا کر مستحکم کرادیا گیا۔

اور ایک طوم بہی اوسمین بنوایا گیا۔

جب اوسکی مرمت پوری ہوئی اور اوسمین پانی بہی رہنے لگا اور موسم
بارش مین بعد تیاری کے ایک وقت اوسمین پانی آیا تو زراعت شالی
فصل تابی کے تخمیناً (ع بگیہ) زمین کشتکار ہوئی اور اوس کا دہارہ

فی بیگہ آٹھ روپیہ جسکی مجموعی رقم کی تعداد (ما سہ) وصول ہوئے ہیں۔
اور آیندہ اس سے زیادہ رقم وصول ہونے کی قوی امید تھی مگر بوجہ خشک
سالی ہونے کے کنٹہ مذکور مین پانی قابل زراعت نہین آیا اور زراعت نہونیکی
سبب سے نقصان ہوا۔
اور اوسکی مرمت مین (الغ مارو پیہ) کی رقم صرف ہوئی۔

کیفیت مگلا کنٹہ

موضع مذکور مین آبادی سے تخمیناً پچیس قدم برجانب شمال ایک کنٹہ چھوٹا سا
مگلہ کنٹہ نامی افتادہ واقع ہے۔
اوسمین ایک بڑی گنڈی تھی جسکی متعدد بار مرمت کرائی گئی اور دو طوم بھی چار سو
روپیہ حالی مین جدید تیار کرائے گئے۔
اوسکا کٹہ بالکل پست اور بارش مین آمد پانی کی بہت ہے۔
بوجہ کثرت آمدنی کے اوسمین ہر سال جائے سابقہ پر گنڈی واقع ہوتی ہے
اور ابتک اسکی مرمت مین جسقدر روپیہ صرف ہوا اوسکے مجموعی تعداد
(الماعہ) روپیہ ہے۔
اور اب یہ تجویز قرار پائی ہے کہ کنٹہ مذکور کے گنڈی سنگ و آہک سے
بند ہوا ہے۔ علاوہ اوس کا کٹہ بھی کسیقدر شکمی زمین کنٹہ مذکور کے کھود کر بلند و بالا
کرادیا جائے جس سے توقیر زراعت و آسائش رعایا متصور ہے۔

کیفیت مکان

رعایا وغیرہ و پٹیل پٹواری کے درخواست یہ تھی کہ موضع مذکور مین منجانب جاگیردار کوئی مکان نہین ہے اسوجہہ سے اکثر موضع مین چوری وڈاکہ ہوا کرتا ہے اور آیندہ ہونے کا اندیشہ ہے اور نیز محمد عزیز الدین صاحب کے رپورٹ سے بھی یہ بات ظاہر ہوئی اسلئے ایک مکان اونکی درخواست کے بموجب اس مسئلہ پر لحاظ کرکر وسط آبادی مین ایک مکان بصرف تخمیناً دس ہزار روپیہ تیار کروایا ہے جس سے رعایا موضع کو اطمینان اور بیفکری پیدا ہوئی ہے۔

اور اوس مکان کی نگرانی اور رعایا کے فلاح وبہبودی وآسایش ورفع خوف کے لئے ایک محصولدار و یک روہیلہ بھی مقرر کردیا گیا ہے۔

اب وہ آسایش سے بسر اوقات کر رہے ہین۔

سرکار نے اس جاگیر کو اپنے مراحم خسروانہ سے مستثنیٰ فرماکر اقتدارات تحصیلداران استعمال کرنے کے لئے بذریعہ روبکار عالیشان ۱۳۲۲ مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۱۳ سالہ عطا فرماکر درج جریدہ اعلامیہ سرکار فرمایا ہے اوس روبکار کے نقل اور جریدہ کی نقل ذیل مین درج ہے۔

نقل روبکار

روبکار محکمہ سرکار عالی عدالت وکوتوالی وامور عامہ صیغہ عدالت واقع ۱۲ بہمن ۱۳۰۵ فصلی

نشان (۱۳۶۲)

از طرف مسٹر سہراب جی نوشیر وانجی معتمد سرکار عالی

بخدمت محمد وزیر علیخانصاحب بہادر سلطان الحکماء

حسب الحکم مدار المہام سرکار عالی۔ بجواب مراسلہ نشان ... مورخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۱۳ء درباب استقرار موضع اننت وارم جاگیر خود۔ ترقیم ہے کہ سرکار ارشاد فرماتے ہین کہ آپکی زمانہ حیات تک آپکی جاگیر مستثنیٰ رہیگی اور چونکہ آپکا موضع جاگیر نہایت چھوٹا سا موضع ہے اور ... ہے اور کوئی مقدمہ دیوانی فوجداری سے ابتک نہین چلا ہے لہذا صرف آپ کو اقتدارات عدالتی درجہ سیوم مثل تحصیلداران تعلقات کے دئیے گئے ان اقتدارات کا استعمال آپ کو عند الموقع اپنے ذات سے کرنا ہوگا آپ کی تجویز کے ناراضی سے مرافعہ اوس عدالت سرکار عالی مین رجوع ہوگا جہان آپ سے مقدمہ جس کا مرافعہ رجوع ہوا کرتا ہے آپ کو نقشجات حسابی بھی حسب ضابطہ بتوسط اوسی عدالت کے مجلس عالیہ عدالت مین بھیجنا ہوگا۔

نقشہ ہذا اطلاعاً مجلس عالیہ عدالت مین مرسل ہو۔ فقط

نقل حکم جریدہ اعلامیہ سرکار عالی

جلد ۲۷ صفحہ (۱۵۶) نمبر (۱۴) مورخہ ۶ بہمن ۱۳۰۵ فصلی م ۱۳ رجب ۱۳۱۳ھ

حکم نواب مدارالمہام سرکار عالی علاقہ مال و فینانس

محمد وزیر علیخان صاحب بہادر سلطان الحکماء کے درخواست پر عالیجناب نواب مدارالمہام سرکار عالی نے موضع اننت وارم جاگیر سلطان الحکماء بہادر کو مداخلت عدالت و دیوانی و فوجداری سرکار سے مستثنیٰ فرمایا اور اونکی زمانہ حیات تک اقتدارات عدالتی درجہ سیوم مثل تحصیلداران تعلقات بغرض استعمال اندرون حدود جاگیر مذکور عطا فرمایا ہے۔

اونکی تجاویز کا مرافعہ حسب ضابطہ عدالتہائے سرکار عالی مین رجوع ہوگا۔

اور حسب قاعدہ مقررہ تنقیحات نقشہ جات حسابی سے مجلس عالیہ عدالت مین وصول ہوتے رہینگے۔ فقط

کیفیت زمین بنجر محی الدین حسن اللہ صاحب

موضع مذکور مین حسن اللہ صاحب نامی کو بہی زمین بنجر خشکی زمین تری مین کرنیکی غرض سے معیادی سی سالہ قول وقت خالصہ منجانب سرکار عطا ہوئی تہی جسکو مشارالیہ نے زمین کو تری نہین کیا اور بن زمین مذکور کو وقت مقررہ پر ادا نہین کرسکتا تہا۔

مشارالیہ کی درخواست پر چالیس روپیہ نقداد مین ۲ سالہ جو مشارالیہ کے ذمہ واجب الادا تہا معاف کر کرکے زمین اپنے قبضہ مین کر لیکئے اور مومی اللہ نے قول بنجر و رسید رقم نقد حاصل شدہ داخل کر دیا۔

چنانچہ ان ہر دو کے نقل کاغذات اسناد مین علیحدہ درج ہے۔

شاخ دوم

کیفیت محاصل و اخراجات جاگیر انت وارم

موضع انت وارم بموجب کیفیت گذشتہ جو مجھے عطا ہوئی اور سند وغیرہ بھی حاصل ہوئی ہے مین نے اس موضع کا نام بدلکر وزیرآباد رکھا۔

اور یہ اجدادی وطن مالوف بھی میرا ہے اسلئے مجھے بدل منظور نہین کہ یہ بذریعہ بیع یا رہن کسی غیر خاندان کے قبضہ مین جائے اسلئے مین نے اس جاگیر کو اپنے فرزند محمود علیخان بہادر طالعمرہٗ کی پرورش اور اون کے اولاد و اخلاف کیلئے بچند شرائط منتقل کردیا ہے جسکی تفصیل ہبہ نامہ مین ہے بروقت عطائی جاگیر اس موضع کی آمدنی حسب ذیل تھی

زراعت	آبپاشی	راستہ پٹی	تمہ بندی
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
امرائی —	دوکان کلالی	بھٹی شراب	ثمرہ پھول —
[illegible]		[illegible]	[illegible]
پن مقطعہ قدیم	کلالی	خرچ دیہی	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	

حسب صراحت بالا آمدنی بموجب انتظام خالصہ تھی اور اسمین قطعہ واری بندوبست تھا چونکہ اسطرح کا انتظام بغیر کافی عملہ اور نگرانی کے ممکن نہ تھا اس لیے مین نے کل زمینات کی قول بندی کردی جس سے رعایا کو بھی اطمینان ہوگیا اور نگرانی مین آسانی ہوئی اور آمدنی اور خرچ حالیہ حسب ذیل ہے

کیفیت عطای نقدیات

جبکہ بفضلہ تعالے حضور پرنور ظل سبحانی شکایت مرض کارہ سے ستر ہوین جمادی الاول ۱۳۱۸ھ روز یکشنبہ کو غسل صحت مقام سرور نگر مین فرماتے

تو اس تہنیت کی نذر و نیاز اور شکریہ کی خیرات مساکین کو ہزارہا روپیہ کے دئے گئے ۔

اور انعامات اطبا اور اہل دواخانہ اور ڈاکٹر صاحب کیوا سطے مقرر ہوئی کہ جبکا بیان ہر ایک موقع پر صراحتاً ہے ازانجملہ مبلغ چھ ہزار روپیہ حالی نقد معہ جوڑہ گران قیمت کہ جسمین کمخواب اور دوشالہ اور سیلہ دستار وغیرہ تہی سرفراز فرماتے ۔

۷ محرم ۱۳۱۸ھ کو حضرت خداوند نعمت دولتخانہ پنج محلہ پر رونق افزا ہوتے چونکہ اس سرکار فیض آثار کی عادت ہے کہ بنام فقیری محرم سے علی قدر حیثیت ومراتب ادنی اعلی کو ہزارہا روپیہ عنایت ہوتے ہیں موافق دوسری اشخاص یعنی مصاحبین اور اڈیکان وغیرہ کے اس راقم کو بھی پانسو روپیہ حالی نقدی سے سرفرازی فرماتے ۔

چونکہ فیض عام اس سرکار عالی کا ایسا بسیط اور بے حد وحد ہے کہ ہر بال تاگران قیمت امرائی سے ساگردپیشہ لوگون تک

حسب ومرات ہر یک کو اوسکے حوصلہ سے بہت زیادہ عنایت
فرمایا کرتے ہین چنانچہ اولاً ۲۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۰۳ھ ایک عدد گہریال
طلائی معہ توڑہ جو بیش قیمت ہے اس راقم کو سرفراز فرمائی۔
اور ثانیاً ایک عدد گہڑیال بمقام سیف آباد میں تیرہوین رمضان
سنہ ۱۳۰۴ھ روز دوشنبہ کو بہ توڑہ طلائی گران قیمت عنایت
ہوے۔
جبکہ تقسیم پر لباس کے مزاج مبارک مائل ہوتا ہے تو صدہا
تہان جامہ وار اطلس وغیرہ کے باریابان بارگاہ عالی
سے خرد و بزرگ سب کو عنایت ہوا کرتے ہین۔
ازانجملہ اس راقم کو بہی بدفعات جامہ وار فاخرہ گران بہا
متعدد تہان اور توپٹے وغیرہ بہی متعدد سرفراز ہوے ہین۔
اسیطرح بروقت تقاریب کہ جوڑہ عموماً بلحفظ مراتب سرفراز
ہونے کی عادت ہے بندہ کو بہی چند تقاریب مین دوشالہ
و کمخواب سے جوڑہ عنایت ہوئے ہین کہ اسکا بیان اس
موقع مین موجب طوالت ہے۔
حق تعالے خداوند نعمت کو سلامت رکہے کہ اپنے خاص نمکخوارون
کی کوئی آرزو دلمین رہنے نہین دیتے جسوقت کہ مزاج مبارک

سلح خانہ کے طرف متوجہ رہتا ہے اپنے بارگاہ عالی
کے آستان بوسوں کو عمدہ عمدہ ہتیاروں سے سرفرازی
فرمایا کرتے ہیں چنانچہ اس سرفرازی کا بندہ بھی حصہ
یاب ہی کہ تاریخ ۴ شوال ۱۳۴۱ھ کو تہانہ حویلی قدیم میں
ایک ضرب شمشیر عمدہ موسوم بہ فرخ بیگی کہ جسکی نیام
کیمخ کی ہے پیشگاہ عالی سے عنایت ہوی۔
اسیطرح پیش از حکمرانی کے ۱۳۲۰ھ میں ایک بانک بک
بھی کہ جسمیں چاقو وغیرہ لوازمات ضروری شریک ہی
سرفراز ہوئی۔
اور ایک عدد صراحی کہ جسکی ضرورت شکار کی حالت
اور سواری کے وقت نہایت ہوتی ہے عین نظر الطاف
خاص سے کہ تا گرما اور صحرا میں تکلیف تشنگی نہو مقام
ہنمکنڈہ میں جو سواری مبارک ورسطے شکار شیر کے
رونق افزا تہی سرفرازی فرمائے۔

(ششم لواحقین کی پرورش)

الحمد اللہ ہمارے سرکار عالی یعنی دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ
کے عطیات اور نوازشات میں سے ہر یہ بھی ایک عام

نوازش خصوص منصب اور جمعیت میں جاری ہے کہ جب کوئی شخص بسبب پیری یا ضعیفی وغیرہ کے لائق نوکری کے نہیں رہتا ہے تو حسب استدعا عرضیگذار کے وہ ماہوار اسکی اولاد کیا کسی عزیز پر بطور عیوض رو برو کے منتقل ہو جاتی ہے اگر کوئی مرجاتا ہے تو اوسکے اولاد و اقربا میں سے بصورت نہونے ذکور کے اورانکی بیوایوں پر وہ ماہوار اصلی جاری رکھی جاتی ہے ۔

اگر کسی جائی فقط اورا دیا اولاد کم سن ہیں تو اس متوفی کی ماہوار ان پر یا ولد کم عمر پر اجرا ہو کر ہنگامی بطور خدمت عیوض کے نوکری ادا کرنے رکھا جاتا ہے بہر طور نسلاً بعد نسلاً اپنے خانہ زادون کی پرورش ملحوظ خاطر اقدس سرکار عالی ہی ۔ انسان تو اشرف المخلوقات ہے سے اسکے پرورش کا ہی صرف خیال نہیں بلکہ بہائم رور و ہوشن کے لئے بہی اس قسم کی مراعات جاری ہیں ۔

تختہ جملہ عطیات خداوند نعمت اعلیحضرت حضور پر نور مدظلہ العالی کہ حسب ترتیب تاریخوں آویزن کیے لکھا گیا ہے

کیفیت	نام اشیای عطیات	تاریخ ماہ و سنہ	مقامات	نمبر	
۶	۵	۴	۳	۲	۱
	جامہ وار و اطلس و تو شیٹ	پیش از حکمرانی	دولتخانہ حویلی قدیم	۱	
	خلعت دوشالہ موکھواب	ایضاً	دولتخانہ خلوت مبارک	۲	
	پاکٹ بک	ایضاً	ایضاً	۳	[illegible]
	مکان حکیم بادشاہ مرحوم	۲۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱	دولتخانہ حویلی قدیم	۴	
	اضافہ تنخواہ	۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۲	ایضاً	۵	
	گھڑیال خورد طلائی موکوڑہ	ایضاً	ایضاً	۶	

	۷	خلوت مبارک	۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ روز دوشنبہ روز دوم تخت نشینی	خطاب خانی بہادری	محمد میرزا علی خان بہادر
	۸	دولتخانہ سرور نگر	۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۱ بمبئی (?) بروز غسل صحت	نقد سہ ہزار	
	۹	خلوت مبارک	سوم جمادی الاول سنہ ایضاً بروز دربار نوروز	خطاب سلطان الحکما	
سنہ از جلوس مبارک	۱۰	قلعہ گولکنڈہ	۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲	علاقہ مقطعہ جنگم	
	۱۱	دولتخانہ سیف آباد	۷ رجب سنہ ۱۳۰۲	زمین سیف آباد برای مکان وغیرہ	
	۱۲	ایضاً	۲۳ شعبان سنہ ایضاً	موضع اننت وارم	
	۱۳	ایضاً	۱۳ رمضان سنہ ایضاً روز دوشنبہ	گہر زنان (?) معہ توڑہ	
	۱۴	دولتخانہ چوملیم (?)	۲۴ شوال سنہ ۱۳۰۲	یک قبضہ شمشیر فرنگی نیام کیمخت	
	۱۵	نیکندہ (?)	ایضاً	حراجی (?)	
	۱۶	دولتخانہ پنج محلہ	۶ محرم سنہ ۱۳۰۸	نقد ہزار	بنام فقیری

گاؤخانہ کی کیفیت

اوسکی تاریخی حال سے معلوم نہیں ہوتا مگر جہانتک سنا جاتا ہی وہ یہہ ہی کہ یہہ گاؤخانہ بعہد غفران منزل قایم ہوا اور مختلف افسروں کے تحت نگرانی میں رہا کیونکہ اوس وقت تک اسبات کی پابندی نہیں تہی کہ جس سے خاص غرض یعنے بلحاظ حفظ صحت یہہ گاؤخانہ مقرر ہوا ہے یہہ کسی حکیم کے نگرانی میں رہا جاتا ہے مگر البتہ اسقدر ضرور پایا جاتا ہے کہ یہہ اون افسروں کے ماتحت میں رہا ہے جو صاحب جاگیر اور معزز اور معتبر ہیں جنکے نام نامی درج ذیل ہے ۔

جنگ لعل ہزاری — منصب دار

عمدۃ الدولہ بہادر — صاحب جاگیر

نصرت جنگ بہادر — ایضاً

میر مومن علی صاحب حکیم غلام دستگیر صاحب مولوی مسیح الزمان خان صاحب سرور جنگ بہادر ۔ میرے آقاء ولی نعمت کے عہد مبارک میں مولوی مسیح الزمان خان صاحب کے زیر نگرانی تہا اور اونکے علیحدگی کے بعد سرور جنگ بہادر کے ماتحتی میں رہا اگرچہ ہر دو مہتمم کے زمانہ میں اسکی نگرانی جیسے

متعلق تھی کیونکہ اسکے اعلی افسر کلارک صاحب بہادر سے
بلحاظ تعلق طبابت مجھکو اسکی نگرانی کا حکم دیا تھا ۔
بالاخر اعلیحضرت نے بلحاظ تعلق طبابت اسکی باہتمامی مجھسے متعلق
فرما دیا چنانچہ حکم اقدس بھی بذریعہ روبکار اکرام جنگ بہادر
معتمد صرفخاص کی کچہری سے میرے نام صادر ہوا جسکی نقل درج
ذیل ہے ۔

روبکار کچہری اکرام جنگ بہادر معتمد صرفخاص علاقہ سرکار عالی
مورخہ ۲۹ ربیع الثانی روز چہارشنبہ ۱۳۱۶ھ ۔

حسب الحکم حضور پرنور مدظلہ العالی ۔ حکیم محمد وزیر علیخان بہادر
نگاشتہ است کہ گاوخانہ و گوشتہ گوسفندان از سرکار اقدس
بانصرام تفویض شدہ است باید کہ انجام بہی امور متعلقہ بدرستی
می نمودہ باشند ۔ نقل ہذا برائے تعمیل تفویض گاوخانہ و گوشتہ گوسفندان
بحکیم محمد وزیر علیخان بہادر خدمت سرور جنگ بہادر و مثلث اطلاعاً
بدفتر خزانہ صرفخاص ارسال یافت فقط شرح دستخط سرور جنگ

اس راقم نے بمجرد ورود فرمان روبکار مسطور کے اولاً بندگان
متعالی مدظلہ العالی کو پرانی حویلی میں نذر گذرانا بعدہ بتاریخ ۲۹
ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۲ اردی بہشت ماہ الہی سنہ فص

میں مندرجہ غلام احمد صاحب منصبدار متعینہ دواخانہ کے کہ جو خدمت
گاؤخانہ و نہرخانہ سرور جنگ بہادر کے سپردگی میں بعد روانگی
مولوی صاحب مسطور کے تھا بہادر موصوف سے گاؤخانہ اور
نہرخانہ مزبور کا جائزہ لیا گیا۔

مہتمم نے بعد جائزہ لینے کے بچشم خود تمام جانور اور سامان
و مکان متعلقہ گاؤخانہ کو دیکھا اور عمل حساب سابق پر جملہ اخراجات
کے غور فکر کیا۔ معلوم ہوا کہ حساب بذریعہ افراد جداگانہ ترتیب
دئے جاتے ہیں اور ہر ہر مختصر حساب کو سلسلہ انتظام درست
نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تشویش پیدا ہوتا تھا اور نگرانی کامل کا
موقع حاصل نہیں ہوتا تھا اس نقص کیلئے مہتمم نے جدید انتظام
اول سلسلہ وار متعلقہ گاؤخانہ و نہرخانہ کا کر کے جائزہ رجسٹر
علحدہ علحدہ نمونہ کے ہر سال کیلئے تیار اور طبع کروا کے
مقرر کر دیا اور جو کہ حسن انتظام امور متعلقہ گاؤخانہ اور نہرخانہ
میں اس مہتمم نے قرار دیا ہے اور اصلاح کیا ہے کہ ایسا حسن
انتظام زمانہ سابق میں نہیں تھا اور اصلاح بھی نہیں ہوئی تھی
اور مکان وغیرہ کا بیان اور مویشی کی خریدی اور اون کے
خوراک وغیرہ بہ تفصیل ذیل درج ہے۔

تفصیل رجسٹر رکھتہ جات

مجاریہ سوحدود اجازت نامہ سوائے جمع مرآورد

رسیدات فہرست گاومیشان فہرست گوسفندان

چندی صادر

گاوخانہ کے مکان کی کیفیت

یہ گاوخانہ کا مکان چار رخی اور وسیع سلطان شاہی کے ایک گوشہ آخر میں سیرحلہ کے تالاب کے کونے پر سفال پوش درقع ہے کہ جسمیں ایک دالان اور ایک مکان محیط وسط میں درسطی عوض حفاظت چندی کے موجود ہے ۔

اور اس مکان کے اندر اور اطراف سائبان بطور چارخی بنا ہوا ہے اسمیں قریب ڈیڑھ سو مویشی باندھی جانیکی گنجائیش ہے اور اسی گاوخانہ کے مکان کے عقب میں ایک شیرخانہ کا مکان ہے جسکا بیان آئندہ کیا جاویگا ۔

یہ گاوخانہ مذکور کا مقام حسب تجویز اور رائی جان کلارک صاحب اور ڈاکٹر ونڈو صاحب کے مقرر پایا ہے ۔

(گاومیشان کی چندی اور انکی رجوع بہ انتظام کا بیان)

یہ تقسیم نے گاومیشان کے درجہ مقرر کیا اس غرض سے کہ جو
گاومیشیں حیثیت اپنی قابل اور زیادہ شیر دینیکے امید رکھتی
ہے اور اوسیکے دود دینیکی مدت جتنک باقی ہے اپنے
جسثہ اور حصہ سو افق اوسکو چندیا اور خوراک دیجاوے اور
جب اوس گاومیشیں کے دود دینیکی مدت ختم ہو جاوے
تو اوسکی چندیا اور گاومیشان کو کہ جنسے زیادہ دود دینیکی
امید ہے دیجاوے -

یا رون بچون کو چندیا دیجاوے کہ جو چندیا کہانیکے لایق
ہون غرض کہ گاومیشان مذکور کی چندیا کے دو تین درجہ
مقرر کئے گئے اول درجہ چندیکا اونکے لئے جو شیر زیادہ
دیتے ہیں یا جنسے زیادہ شیر دینیکی امید ہے دوم
درجہ جو گاومیشیں کہ کم خوراک ہے وہ اپنے حق موافق
کہاوے -

سیوم جو گاومیشیں کہ بالکل لایق چندیا کے نہیں ہے
اونکے شیر دینیکی مدت ختم ہو گئی اونکی چندیا
زیادہ شیر دینے والے گاومیشان کو یا بچون کو
جنکا ذکر رہا ہے گذر اپر تانی جاوے اور جو مویشی کہ بالکل

جو چرائی کے ہین اونکو چراگاہ مین روانہ کردیا جاوے
ورنہ اس چندی گاومیشان کی کیفیت تختہ دوم سے اور
تختہ سوم سے تنخواہ ملازمین اخراجات بخوبی معلوم ہوسکتے ہے

(گاومیشان کی نوعیت اور اونکی صفتون کا بیان)

اگرچہ ہر ملک کے گاومیش نسل انسان کے نوعیت مین
متحد ہین مگر اصناف مین نہایت فرق رکھتے ہین جیسا کہ
ولایت اسٹریلین وغیرہ اور گجرات کاٹھیاوار ناگپور
وغیرہ کے ۔ اور ہر ایک قد و قامت صورت جسامت
سینگین علیحدہ علیحدہ رکھتے ہین اور انہین علامات
سے پہچان سکتے ہین کہ یہ جانور فلان جاے کا ہے ۔
اور دودہ وغیرہ کا دینا ہر ایک مقام کی آب و ہوا اور دانہ کی
چندی کی عمدگی پر موقوف ہے کیونکہ اپنے وطن مین جو دودہ دیتی
ہین یہان حیدرآباد مین آتے ہین نصف دینے لگتے ہین
الغرض ہمارے کارخانہ مین اتنے قسم کے بہسان اور گائین
ہین مثلاً گوجر گیارہ عدد یا جو گجراتی کہلاتے ہین اونکے سینگین
خمیدہ بڑے ہوتے ہے ۔ قد بلند و بالا چوڑے دیکھنے مین خوبصورت
اور اکثر انکی عمر بیس ۲۰ پچیس ۲۵ سال تک ہوتی ہے ۔

اور سب بھینین اپنے وطن کے آب
وہوا اور چندی کے عمدگی کے
وجہہ سے سناگیا ہے کہ دودہ
پندرہ آثار یا اٹھارہ آثار دیتے
ہین اور جب یہان حیدرآباد
مین آتے ہین دس سیر چندی
کہاتے ہین۔ اور داشت بھی
اچھی طرح کرین تو سیر دودہ
وقت مین دس پندرہ دن تک
دس سیر سے زیادہ نہین دیتے یہہ
بات تجربہ سے ثابت ہے
علیٰ ہذا القیاس گائی بھی دوسرے
جایون کے بلند و بالا ہوتے اور بالا
ہوتے ہین اور اپنے وطن مین دودہ
زیادہ دیتے۔ اور یہان دودہ
کم دیتے مین۔

دودھ
ناگپوری بھینس

یہہ بھینس قد مین متوسط سنگین اور خوب صورت - جوانی مین یہہ بھی دودھ وقتہ تین چار سیر دیتے ہین - اور چندی کہاتے ہین

کاٹھے واڑ

یہہ بھی قد مین متوسط ہوکے ہین اور ابتدا جوانے مین تین چار سیر دودھ دیتے ہین - لیکن خوراک بھی ان کا بہ نسبت گجراتے بھینسون کے بجسب جسم وغیرہ کم ہے - اور اس کے کیفیت تختہ نمبر (۳) سے بخوبی معلوم ہوگی -

سبب ایجاد گاؤخانہ و تمہید شیر خاصہ

اس گاؤخانہ کا دودہ حضور پرنور مدظلہ العالی کے خاصۂ مبارک مین آتا ہے۔ اگرچہ دودہ بازار مین ملتا ہے۔ مگر بازاری دودہ عمدہ موافق قاعدہ کے نہین ہوتا۔ اسلئے وہ قابل خاصہ کے نہین ہوتا۔ کیونکہ اہل بازار لید گھوڑون کی اور بہول مہوہ کا اور اوس کا پانی اکثر بھینسون کو دیا کرتے ہین کہ جس سے دودہ رقیق اور بالفعل بدمزہ کہارا ہوکر کہانے والون کو بالقوہ نقصان دینے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ اسلئے یہہ دودہ مذکور کو لایق خاصہ مبارک کے نہونے کے وجہہ سے واسطے استعمال دودہ بندگان عالی متعالی مدظلہ کے دور اندیش اور دوربینون نے گاؤخانہ کی ایجاد اور وضع کی کہ جو نہایت بہتر اور افضل ہے کیونکہ مطلقاً غلہ وغیرہ حسب تفصیل بالا دیا جاتا ہے کہ جس کے سبب سے دودہ بالفعل خوش مزہ اور پر نفع ہوتا ہے۔

عام دودہ کا بیان

جو حیوانات کے پستان سے پیدا ہوتا ہے اور یہہ شیر باعتبار اختلاف امزجہ وضعف قوت حیوانات کے مختلف ہوتا ہے جس کا مفصل بیان کتاب ترتیب الاطفال سلطانی مین لکہا گیا

ہے۔ مثلاً

عورت کا دودہ جس مین مائیت زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے نہایت سبک اور سریع الہضم ہوتا ہے اور ناتوان معدے کے بچونکو موافق آتا ہے۔ اور بچون کے دانت نکلنے تک پرورش کے لئے نہایت ہی مناسب اور مفید ہے۔

دیگر حیوانات کا دودہ صفت مذکورہ مین عورت کے دودہ کے ساتھہ بعض کا زیادہ مماثل ہوتا ہے اور بعض کا کم مثلاً اطباء کا اسبات پر اتفاق ہے کہ باعتبار مائیت وسبکی وغیرہ کے گدہی کا دودہ عورت کے دودہ سے بہت مشابہ و مماثل ہے۔

اور اوس کے بعد۔

بکری کا دودہ یہہ دونو بہ نسبت گدہی کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور اوس کے بعد گائی کا۔ بعد بھینس کا جو نہایت قوی اور اوس مین مائیت کم پرورش دار مادہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے بچونکو پانی ملاکر پلایا جاتا ہے تاکہ گرانی نکرے اور معدہ اوس کو ہضم کر سکے۔

دودہ کا رنگ سفید ذایقہ شیرین بو خاص قوام متوسط و مختلف ہوتا ہے۔

دودھ کے اقسام

دودھ دو قسم کا ہوتا ہے ایک کچا۔ دوسرا پکّا۔ یعنے گرم کیا ہوا۔

کچے دودھ کا بیان

کچا دودھ اوس کو کہتے ہین جو حیوانات کے پستان سے نچوڑا جائے اور گرم کیا ہوا نہ ہو۔

اور اس دودھ سے کریم بنائی جاتی ہے۔

کچے دودھ سے کریم بنانیکا طریقہ

کچا دودھ کسی خاص چینی کے برتن مین ڈالکر ہوا دار محفوظ مکان مین دس بارہ گھنٹے تک رکھنے سے موافق سردی اور گرمی موسم کے دودھ کے اوپر گاڑھے دودھ کی تہ جم جاتی ہے اوس کو نکال کر دوسرے برتن مین جست یا چینی کے رکھتے ہین۔ اوس کو کریم کہتے ہین جو پندرہ سیر دودھ مین سے ایک سیر کریم نکلتی ہے۔ کریم نکل آنے کے بعد جو دودھ رہ جاتا ہے وہ دوسرے ہلکے کامونمین استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مین مسکہ بہت کم نکلتا ہے۔ مائیت زیادہ رہ جاتی ہے اور اس کریم سے مسکہ نکالا جاتا ہے۔

کریم سے مسکہ بنانیکا طریقہ

اس کریم سے مسکہ بنانا چاہین تو یہہ کریم ایک جست کے برتن مین ڈال کر اوس ڈبہ کے اوپر نیچے برف ڈال کر ایک گہنٹے تک رکہنے سے کریم جمکر سخت ہوجاتی ہے بعد اس ڈبہ کو کہولکر پانی ڈال کر چمچے سے خوب ہلاوین تو مسکہ پانی سے جدا ہوجاتا ہے۔ اسیطرح کئے دفعہ پانی ملاکر ہلاتے ہین اور اسی کا نام مسکہ کریم ہے - جو بہت نفیس نرم اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس کو کچا مسکہ کہتے ہین - اوس مسکہ کو ایک باریک کپڑے سے چہان لیتے ہین تاکہ کچرا وغیرہ سے پاک وصاف ہوجائے -

کریم مین ترشی اور تلخی پیدا ہونیکا بیان

کریم کی ترشی یا تلخی دو حال سے خالی نہین ایک بالطبع کہ جو بلاآمیزش کسی چیز کے ہوتی ہے دوسری آمیزش سے -

کریم بلاآمیزش بگڑنیکا بیان

کریم تین چار گہنٹے تک درست رہ سکتی ہے - اوسکے بعد ترشی بالطبع پیدا ہونی شروع ہوجاتی ہے - اور کسی قدر تلخی بہی آجانا ممکن ہے موسم گرما مین ہوا مین رکھنے سے -

ترشی وغیرہ پیدا ہوسکتی ہے - مگر اوس کے کہانے سے
مضرت نہین ہے - اور نہ اوس کا مسکہ بدذایقہ ہوتا ہے
کیونکہ جو ترشی کہ بالطبع دیر یا گرمی کے وجہہ سے اس مین
عاید ہوی ہے وہ مسکہ بناتے وقت چہانچ مین نکلکر مسکہ
نہایت خوش مزہ اور نفیس ہوتا ہے -

آمیزش سے بگڑنیکی صورت

آمیزش سے کریم ترش و تلخ ہوسکتی ہے یعنے ذایقہ کریم
کا آمیزش سے ترش و تلخ ہو تو مسکہ بہی اوس کا تلخ ہونا
لازمی ہے اور اوس کا کہانا مضر صحت ہے - اوسکی دریافت
امتحان کے بیان مین درج ہے -

امتحان آمیزش کریم

ابتدا مین دودہ اچہا ہو اور اوس کے کریم بنانے کے بعد
کریم مین ترشی یا تلخی پیدا ہو تو یہہ سمجہنا چاہئے کہ اکثر
دودہ مین دیر تک رکہنے سے ترشی و تلخی پیدا ہوی ہے
بشرطیکہ اوس کا مسکہ خوش ذائقہ ہو -
اگر کریم کے مسکہ مین ترشی یا تلخی ہو تو بیشک کوئی چیز ملائی جانا
یقینی ہے - اولاً کسی جانور کو کہلاکر امتحان کرنے سے اوس کا

نتیجہ نیک و بد معلوم ہوسکتا ہے۔

گرم دودہ کا بیان

گرم دودہ کئے طرح پر استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱) جس دن گائی بھینس جنتی ہے اوس دن کا یا دوسرے دن کا یا تیسری دن تک کا دودہ گرم کیا جاے تو جم جاتا ہے۔ جسکو (پیوسی) کہتے ہین۔ اوس کے کہانے سے مضرت کا اندیشہ نہین ہے۔

(۲) بعد تیسرے دن کے دودہ کو گرم کرین تو دودہ کے اوپر جہڑلی آجاتی ہے جسکو بالائی کہتے ہین۔ اور اسکو استعمال کرتے ہین جو نہایت خوش ذائقہ ہوتی ہے۔

(۳) دودہ کو زیادہ گرم کرین اور گھوٹتے جائین تو کھوا ہوتا ہے جو استعمال مین لایا جاتا ہے۔ ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔

(۴) دودہ کو کسی قدر گرم کرین اور اوسمین ترشی ملادین تو بارہ گھنٹے مین جمکر دہی ہوجاتا ہے اور استعمال مین لایا جاتا ہے۔

(۵) دہی کو ہلانیسے مسکہ بنتا ہے۔ اوسکو کچا مسکہ کہتے ہین اور استعمال کیا جاتا ہے

(۶) مسکہ کو گرم کرین تو گہی ہوجاتا ہے جسکو کچا بھی استعمال کرتے ہین۔ اور پکوان مین بھی شریک کیا جاتا ہے۔

دودھ کے آمیزش کا بیان اور اوسکا امتحان

(۱) اگر دودھ صرف پتلا ہو تو سمجھنا چاہئے کہ اوسمین پانی ملایا گیا ہے جس کے امتحان کیلئے آلہ لاکٹومیٹر ایجاد کیا گیا ہے اوس سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہی ککسقدر پانی ملایا گیا ہے - ایسا دودھ مضر صحت نہین ہو سکتا ہے -

(۲) اگر دودھ مین خارج سے ترشی ملادین تو دودھ جم جاتا ہے یا پھٹ جاتا ہے جسکو کمبوزیشن کہتے ہین - اسیطرح دیر تک ہوا مین رکھنے سے ہوا کا آکسیجن دودھ مین اثر کرنیکے سبب سے ترشی پیدا ہو سکتی ہے - یہہ ترشی مضر صحت نہین ہے - ایسے ترش دودھ یا ترش کریم کا مسکہ بنایا جائے تو اسمین ترشی ہرگز نہوگی اور مسکہ مزہ دار اور نفیس ہوگا - پس سمجھنا چاہئے کہ یہہ ترشی بسبب دیر ہونے کے آکسیجن کا اثر ہونیسے پیدا ہوئی ہے کسی اور وجہہ سے نہین ہے اسلئے مضر صحت نہین ہے - اور گرم کئی ہو دودھ پر ہوا کا اثر بمقابلہ کچے دودھ کے بدیر ہوتا ہے -

(۳) اگر دودھ کے رنگ یا قوام یا بو یا مزے مین فرق آجادیتو اوسمین کسی شی کے آمیزش کا گمان ہو سکتا ہے - ایسا دودھ پہلے کسی جانور کو کہلاکر آزمائش کرنیسے اوس کا نتیجہ نیک و بد معلوم ہو سکتا ہے - ایسے دودھ کا مسکہ بنایا جائے تو مسکہ کے مزہ وغیرہ مین بھی ضرور فرق آئیگا -

خوراکی چیزین گاؤ میشان وغیرہ کا بیان

(۱) اگر دودہ والے جانور کو تلونکی کہلی اور عمدہ چنے اور قند اور بنولہ وغیرہ دیا جاوے تو دودہ عمدہ گاڑہا اور چکنا پیدا ہوگا۔ اور مادہ حیوانی زیادہ رہیگا اور زیادہ پرورش دار ہوگا اور مفید صحت ۔

(۲) اگر اسکے عوض کہڑ کی کہلی یا پرانا چنا یا پرانا بنولہ اور خراب گہانس دیا جائے تو دودہ مین بلنسبت اول کے کسیقدر فرق آئیگا ۔ اور مقدار مین بہی کم نکلیگا ۔

(۳) اور اگر کوئی بدذایقہ چیز مثل لید وغیرہ کہلائی جاوے تو کسیقدر بے ذایقہ اور طبیعت کے ناموافق ہونیکا اندیشہ ہے ۔ اسلئے صفائی سے لید وغیرہ حسب آبا ڈاکٹرونکے کہلانا منع ہے ۔

(۴) جانور فطرتاً کڑوے نباتات وغیرہ نہین کہاتے ۔ مگر انسان اپنی عقل اور کوشش سے کہلائے تو دودہ اسقدر کڑوا نہین ہوگا ۔ مگر کسیقدر ہو تو مسکہ کڑوا ہوگا ۔

(۵) اگر کوئی مضرت بخش چیز گائی ۔ بہینس وبکری کو کہلائی جائے تو اولاً اوس کا بد اثر کہائے ہوئے جانور پر ہونا ضرور ہے ۔
بعد اوس کے اوس کا دودہ پینے والے پر کچہ ہوگا ۔ مثلاً اگر بکری کو سنا کا پتا کہ اوس کے کہانیکی عادت نہین ہے کہلایا جائے تو تہوڑے روز بوجہ خلاف عادت ہونیکے کچہ اثر ہوگا بعد وہ عادی ہوگی کوئی اثر ہی باقی نہین رہیگا ۔
مگر اوس کا دودہ ابتدائً انسان پیوین تو کچہ اثر ہوگا ۔
بعد چند روز کے وہ بہی اوس کا عادی ہوجائیگا ۔ لہذا دودہ کا باذایقہ ہونا جانورون کے غذا لطیف کہانے پر مدلل ہے اور بدمزگی دودہ کی غذا کثیف کی ہے ۔
اسکے سوا سبب کیفیت دودہ کی اسی کتاب کے صفحہ (۱۹۱) بیانین غذا کے لکہی ہے وہی ملاحظہ ہو

گاؤخانہ کے عملہ کی کیفیت

گاؤخانہ کے موافق بزخانہ کا عملہ وغیرہ بھی اس راقم سے متعلق ہے - اور بزخانہ وصادر وغیرہ اول تختہ ملازمین متعلقہ گاوخانہ وکوٹھہ گوسفندان بابتہ ۱۲۹۴ ف سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے

(گاؤخانہ کے گولیونکی کیفیت اور اونکے کام کا بیان)

گولی بھنیسونکو چیندسی گہانس پانی صاف کرکے فجر اور شام وقت پر انتظام کے مطابق پلاتے اور وقت پر دودھ نچوڑتے ہین -

اور ہر روز دو چار گھنٹے ہواخوری کراتے پانی پلاتے نھلاتے دہولاتے اور حجامت بالونکی کرواتے اور صاف پاک کئے بعد جائے درست رکھتے ہین - سوائے اس کے جو اسباب کہ کہ اونکو مبتلائے مرض کرتے ہون سو اوس سے اون کے بچانے کو نگرانی کرتے ہین - اگرچہ نگرانی سے دودہ زیادہ نہین ہوتا مگر صفائی سے دودہ کی تاثیر مین خوبتر عمدگی پیدا ہوتی ہے اور اگر عمدہ اور زیادہ خوراک دیوین تو دودہ زیادہ ہونا ممکن ہے - اور یہہ نگرانی اور عمل بالادست کی نگرانی پر موقوف ہے - اور یہہ نگرانی سب جانورون پر یکسان نہین ہوتی ہر ایک کی داشت

مین فرق ہوتا ہے مثلاً گہوڑونکی داشت کتونکی داشت
اسیطرح انکی داشت بھی علیحدہ ہوتی ہے۔

بزخانہ کی کیفیت

یہہ بزخانہ قدیم سے نہین ہے بلکہ جدید ہے۔
اکثر گوشت بازاری گوسفند دن کا ہر امیر فقیر وغریب کے
پاس کہانے مین آتا تہا جسمین چربی اسقدر نہین ہوتی
اور نہ گوشت لذیذ ہوتا کیونکہ قصاب اکثر لاغر بیمار بکرے
ارزان قیمت خرید کرتے اور بیچتے اگر لاغر نہ بھی ہون تو
غلہ کہانے والے کے مانند گہانس دیتے مگر تیار چربیدا
نہین ہوتے۔
لہذا حضور پرنور مدظلہ کے ولیعہد ہونے کے بعد ڈاکٹر ونڈو
صاحب واسطے حفظ صحت کے یہہ بزخانہ کی تجویز قرار دیا جو پیشتر
سے بالکل نہین تہا اور یہہ گاؤخانہ کے ساتھہ شریک ہے
دو دونون کارخانہ مولوی صاحب اور آغا مرزا صاحب
جنگ بہادر کے علاقہ مین تہے۔ بعد مجہکو حضور پرنور مدظلہ العالی
نے عنایت فرمایا اوسکی جملہ کیفیت اوپر مرقوم ہے۔
مگر بزخانہ کی مختصر کیفیت لکہتا ہون۔

مکان بزخانہ

یہ بزخانہ کا مکان سلطان شاہی پیٹے گاوخانہ مکان کے پیچھے واقع ہے کہ جسمین تہین دریایہ سفالپوش واسطے گوسفندون کے تہین نمبروار بنے ہوئے ہین -

اسمین ایک حوض واسطے پانی پلانے کے بنایا گیا ہے اور اسمین لکڑی کی نالی واسطے چندی کہلانے کے موجود ہے اسمین چندی قرار سنہ ہفت دن تمام ہیں جب انکو خواہش ہوتی ہے کہاتے رہتے ہین اور گہانس بہی ڈالتے ہین -

اسکے محاذی ایک بڑا دالیہ سفالپوش ہے جرانون کے نشست وغیرہ کیلئے ہے اور اسکے مکان کے پیچھے ایک بنگہ زمین ہے اوسمین ایک بڑی باولی ہے وہان بکرون کو وقتین گنبد چرائی اور سواخوری کے طور پر بہی یا کرتے ہین -

کیفت خریدی گوسفندان

اسکی خریدی کو دو ہزار ساتہ سو سالانہ مقرر ہے کہ جس سے ساتہ آٹھ سو بکرے خریدی جاتے ہین - دیوانصاحب مرحوم کلارک صاحب اور ونڈو صاحب کی رائے سے اسکی خریدی کا

سال مین آٹھہ نوسو بکرون کو قرار پایا کہ تا نسبہ ہر برس چلے
کمتی ہوجاوین کیونکہ نصف سے زیادہ مرجاتے ہین روز
ون پر ملیریا اسقدر موثر ہوتا ہے خواہ وہ شہر مین ہو یا
جنگل مین حد تا مرجاتے ہین یہان تک کے دنمین چار چار
پانچ پانچ ۔
اور بعض وقت ایک مہینے مین بیس پچیس سے زاید
مرتے ہین ۔
سوا اسکے جب کے بیمار ہوتے ہین اور دست آتے
ہین تو ایکدم ایسے لاغر ہوجاتے ہین پوست استخوان ہوجاتا ہے
اور بعض وقت گلے سوج جاتے ہین کہ جس سے دانہ چارہ
گہانس نہین کہا سکتے اس صورت مین جگر نشش بہت
کم مقدار ہوجاتا ہے چل بہی نہین سکتے ۔
تب اونکو صحیح بکرون سے جدا کرتے ہین کہ تا دوسرونکو
مرض اونکا منتقل نہو ورنہ بکرون کی بیماری منتقل ہوکر دوسرے
صحیح بکرے بیمار ہوجاتے ۔
دہنگرون سے علاج کرواتے ہین اگر علاج سے اچہے ہوجاوین
تو پہر ریوڑ مین شریک کرتے ورنہ اونکو ہراج کرتے ۔

اگر دفعتاً بیمار ہوکر ررت کو مر جائیں تو چمڑا لیکر دفن کر دیتے
اسواسطے اسکی خریدی کو دو ہزار ساتہہ سو روپیہ مدرزینہاین
نکلے گئے ہاین اور جبکہ ساتہہ آتہہ سو بکرا خرید ہوا تو ذوقشیشیش
بکرے ۳ نمبر کے نرخانہ مین رکہتے ہاین اور باقی کے
بکرے سرور نگر مین چرائی کو چھوڑتے ۔
اکثر ڈیڑہ یا دو برس کے بکرے خرید کئے جاتے ہاین
اور اونکے دانت ہر سال کو دو نکلتے ہاین ۔
غرض دو تین دانت کا بکرا خرید رہا ہے اور ڈیڑہ برس
پرورش پاوے تو چار پانچ دانت کا بکرا ہوتا ہے کہ اسکا
گوشت ۱۵ یا ۱۶ اسیر سے کم نہاین ہوتا اور چربی زیادہ
ہوتی بخصوص گردن پر گوشت کے ریشے زیادہ سرخ ہوتے
ہاین گوشت لذیذ اور رنگین ہوتا ہے ۔
ایسے بکرونکا گوشت موافق قاعدہ طبی کے حفظ صحت کے
لایق اور خاصہ مین آنے کے قابل ہے ۔
ہر روز ایسے پرورش پائے ہوئے اول نمبر کے
بکریکا گوشت خاصہ مین جاتا اور چراگاہ سے ایک نمبر
نمبر مین شریک ہوتا جاتا ۔ اور ہر ایک نمبر کے بارہ شش

سے گلے میں منسبہ رکہو دا ہوا رکہا گیا ہے کہ تا نسبر ورر برابر خاصہ میں جا وے ۔

انتظام بزخانہ

بزخانہ کا بندوبست اول سے اسطرح پر جاری ہے سوم درجہ کے گوسفند ونکو سوائے اچھے گہانس کے پاؤ سیر نخود مع نمک روہوسہ دئے جاتے ہیں ورر دوم درجہ کو اد ٹا سیر چندیا دی جاتی ہے اور اول درجہ کو تین پاؤ کی چندی دئے جاتی ہے کہ جو ہر روز خاصہ مبارک میں داخل ہوتے ہیں اور اسکی کیفیت نقشہ ہائے ذیل سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے ۔

در سال ۱۲۹۳ فصلی کارخانه حسین بی صاحبه مرحومه حسب کارروائی مجلس
خاص ضم گاؤخانه شریک گردیده عـ ر -
عـ ر در سال ۱۲۹۵ فصلی باستصواب تحصلدار صاحب سمت شرقی
در عمرپیٹه خراج گردیده -
در سال ۱۲۹۸ فصلی عـ ر گاؤمیشان علاقه محبوب بیگم صاحبه مرحومه
شریک گاؤخانه خاص گردیده -
عـ ر در سال [illegible] باستصواب تحصلدار صاحب سمت شرقی در عمرپیٹه
خراج گردیده -
عـ ر در سال ۱۲۹۹ فصلی دوازده راس گاؤمیشان خریدیها
شده در گاؤخانه چوحله شریک گردیده -
در سال ۱۳۰۰ فصلی شش راس گاؤمیشان نه راس ماده گاوان
شریک گاؤخانه چوحله گردیده -
ـ ر در سال [illegible] سی راس جانوران باستصواب تحصلدار صاحب سمت
شرقی در عمرپیٹه خراج گردیده -
در سال [illegible] ف دو راس سانڈه خریدی شده شریک گاؤخانه چوحله گردیده -
در سال [illegible] دوازده راس جانوران باستصواب تحصلدار صاحب سمت شرقی در عمرپیٹه خراج گردیده

منگواکر خرچ کیجاتی ہے۔

(۲) گوسفندان کی خریدی ضلع بید سے بذریعہ تعلقدار صاحب حسب الحکم معتمدی ہوتی ہے۔

(۳) خریدی کاہ بذریعہ سید خلیل الرحمن صاحب ہوکر موافق تقرر کے حسب قرارداد فی راعی خرچ ہوتا ہے۔ اور ہر ماہ حسب الحکم نرخ نامہ معتمدی سے منگواکر اوس کے موافق حساب وصول باقی لکھکر دفتر معتمدی مین بھیجدیا جاتا ہے۔ بعد منظوری رقم بالا بالا خریدارون کو ملجاتی ہے۔ ہمارے ہاتھ سے سوائے تنخواہ عملہ نہین دی جاتی۔

(۴) دودھ کہ اس گاؤخانہ سرکاری مین ہر موسم ہر ماہ کم وبیشی حسب آمدنی ہواکرتی ہے۔ اور ہر روز تین تین من اور بعض وقت دو من اور بعض وقت آدہا پلہ یہہ جو اقل درجہ ہواکرتا ہے۔ جملہ دودھ

جو کچھہ ہو محلات مبارک مین اور (چا نجوزرے)
اور کریم) وجعفرات) ومسک) وغیرہ کے لئے صبح و
شام بزرخانہ مین گذران دیا جاتا ہے۔ اور رسید
بھی لئے جاتے ہے۔ اور گاوخانہ مین بالکل نہین رکھتے
اسکے خرچ کے ذمہ دار بزرخانہ ہے۔ سوائے اس کے
غیر معمولی دودہ خریدی گھی ومسکہ وگوشت وغیرہ
بزرخانہ سے متعلق ہے۔ جس کو دومن سے زیادہ ہوتا
ہے تو بھی بھیجا کرتے ہین تاکہ غیر معمولی دودہ
کی خریدی کی ضرورت داعی نہ ہو۔
تحقیق نرہے کہ عمدہ اور معقول بند وبست دوسرے
کارخانجات کے نسبت اس گاوخانہ
مین جارے ہے۔ یعنے آمدنی ایک علاقہ
سے اور خرچ دوسرے علاقہ مین ہونے
سے شبہ خیانت کم ہوتا ہے۔
اسی موافق جملہ کارخانجات وغیرہ مین مداخل ومخارج کا
انتظام کیا جاوے تو طرفین اندیشناک رہینگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دہم اسمین ۳ کیفیتہین

کیفیت اول

راقم کے بیماری کی مجملی کیفیت سرٹیفکٹ دینا ڈاکٹر لاری صاحب

رزیڈنسی سرجن میجر کا۔

صحت و مرض تو انسان کے لئے ایک معمولی بات ہے۔

لیکن مین ایک دفعہ سخت علیل ہوا جس کی صحت کو زندگی دوبارہ کہنا بجاہے

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس علالت کے جملہ واقعات بہی مفصل تحریر

کردون کہ ناظرین کو حکیم علی الاطلاق کے سان (یخرج الحی من المیت)

کے ایک عمدہ مثال و نظیر نظر آجاے۔

وجہ علالت مزاج راقم

میری ایک دختر مسماۃ لطیف النسا بیگم کی زچگی بتاریخ ۲۳ ماہ محرم سنہ ۱۳ قبل از نماز

فجر ہوئی اوس کی یہ پہلی زچگی تہی اونکی والدہ نے زچگی کا اہتمام بہت سلیقے سے

بوجہہ اندیشہ ہاے گوناگون کیا تہا و نیز بخیال فن ڈاکٹری جو امراض زچگی ہونیکے

بعد اکثر ۱۲ روز کے اندر اندیشہ ناک خصوص اس ملک حیدرآباد مین ہوتے ہین

اون کے نہونے کی تدابیر یعنے لباس زچہ غالی و مکان و درستی آب و ہوا و دایہ قابل

جنسے امراض زچگی پیدا نہ ہون کی گئی نہین۔

چنانچہ ایک مہینہ چہہ یوم زچا پر جب خیریت کے ساتھہ گذرے سب کو خیال اس امر کا ہوا کہ قبل از قبل تدابیر طبابت وغیرہ عمل مین لانے سے زچگی مین بہت آرام ہوا۔ یعنے کوئی مرض زچگی پیدا نہ ہوا۔

اس بہروسہ پر کہ یہہ چار یوم بہی خداوندکریم ساتہہ خیریت کے گذار دیگا چلہ کی تیاری تکلف کے ساتھہ آغاز کر دی گئی۔ اسی اثنا رمین تقدیر نے اپنا اثر بتلادیا کہ زچا کو دفعتاً خفیف بخار پیدا ہوا اور دماغ پر اوس کا اثر ہوا اور بعدہ جملہ علامات شدت بخار کے نمود ہوگئے اوس کی دفعیہ کے علاج و تدابیر ڈاکٹر لاری صاحب و ڈاکٹر رہیر صاحب کے عمل مین لائے مگر کچہہ افاقہ نہ ہوا۔

مرض لاحقہ مین گہڑیون ترقی ہوتے گئی بالآخر چالیسوین دن اسکا انتقال ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

اسی رنج و غم مین چند روز بہت سختی سے گذرے آخرش ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱ھ سے میرا مزاج بہی علیل ہوگیا۔

سبب ابتدا ثر پیچش کی شکایت ہوئی علاج کرنے سے اوسمین تو افاقہ ہوا لیکن خفیف بخار آنا شروع ہوا۔

اور کمر مین درد پیدا ہوا کہ نشست و برخاست مشکل سے ہونے لگی اسحالت مین بہی مین حسب عادت ڈیوڑی مبارک مین ادائے نوکری کے لئے حاضر

ہوتا رہا۔

اس اثنا میں نواب گورنر جنرل لارڈ لینڈون وایسرائے بہادر کشور ہند حیدرآباد میں رونق افروز ہونے کی خبر مشہور ہوئی چنانچہ تاریخ مقررہ پر جملہ مصاحبین اعلیحضرت و عہدہ داروں کے نام کارڈ تقسیم ہوے اور میرے نام کو بھی کارڈ آیا۔

جبکہ سواری مبارک استقبال بہادر ممدوح کے لئے اسٹیشن حیدرآباد کو روانہ ہوئی تو راقم بھی ہمراہ رکاب ملوعًا و کرہًا حاضر تھا۔

دوسرے روز ڈنر تھا ڈنر کا کارڈ بھی میرے نام آیا اسمین اوس روز دیوڑی مبارک مین اپنی نشست پر موجود تھا مگر شدت بخار اس قدر تھا کہ شریک ڈنر نہو سکا تمام شب اپنی نشست گاہ یعنے دواخانہ خاص مین ہی پڑا رہا۔

اور اوسی شب مین نواب اکبر جنگ بہادر کا مزاج بوجہہ مشقت سواری بہمراہی لارڈ صاحب بہادر نہایت بمیزہ ہوگیا۔ جب مینے بہادر معزکو اپنے دواخانہ مین بلایا تو اونکے جسم مین دریس نہایت تنگ و چست تھا جس سے انکی مسامات بند ہوکر طبیعت نہایت بے لطف ہو رہی تھی مینے فورًا اون کو پیشاب کرنے کی ہدایت کی اور بعد فارغ ہونے کے اونکے کوٹ اور کمربند وغیرہ کھولکر دریس نکلوا دیا اور ایک پلنگ پر لٹا دیا جس سے ایک ساعت کے عرصہ مین اونکے حواس درست ہوگئے۔

اگر یہ تدبیر نہ کیجاتی تو اغلب تہا کہ بیہوشی لاحق ہوتے۔

صبح کو بعد برخاست جلسہ مین ہی اپنے مکان کو آیا اور اوسی دن سے میری بیماری

شروع ہوئی اور قریب چار روز تک بخار شدت کا رہا۔

حالت بخار مین اور لازمی شکایتین بھی مثلاً اعضا شکنی اور شکم کی سختی اور کشیدگی

اور پیٹ کی ہڈی مین درد وغیرہ پیدا ہوے اور نیز اطلاق بند ہوگئے۔

اور ناتوانی دن بدن بڑہنے لگی جب سے میری نشست و برخاست دشوار ہوگی

پیٹ کے پانچوین یا ساتوین منکے مین دبانے سے خفیف سا درد محسوس ہونے لگا

اور اسکی جہنکار شکم کے پوست مین معلوم ہوتی تہی اور دوران بھی تھا۔

کمر کے نیچے کے حصہ مین (لینا رر یجن) اور (اسکروالہاک ریجن) مین درد ہوا

کرتا تہا اور اس درد سے بہت بے چینی ہوتی تہی۔ اور یہ درد بطور دورہ کے

بدفعات ہوا کرتا تہا اور دبانے سے آرام معلوم ہوتا تھا۔

پاون کے انگلیون سے تخنون اور گھٹنے کے نیچے تک حرکت سے چمک

جہنکار ہوتی تہی اکثر قبض رہتا تھا۔

اشتہا ساقط ہوگئی تہی اور کسی خاص چیز پر بہی رغبت نہ ہوتی تہی اور جسم مین

خارش بہت ہوا کرتی تھی۔

ناتوانی روز بروز اس حد تک بڑہی کہ مجہہ مین کروٹ بدلنے کی بہی طاقت

نہ رہی۔

اور ہمیشہ میری عادت تہی کہ نماز کے بعد یہ دعا مانگتا تہا کہ یا تیرہویں تاریخ یا
کی گیارہوین تاریخ جمعہ کی شب یا رمضان شریف کی ۱۲ تاریخ ...
محرم کی ۹ تاریخ جمعہ کی شب موت آئے تو بہتر ہے۔

اور ہمیشہ سے یہی خیال بندہ کا رہتا تھا۔ اور جب یہ تاریخیں آتے تو موت کا
خیال ہوتا اور خدا کو یاد اور استغفار اور کلمہ منہ سے جاری ہوجاتا اسلئے
کہ موت آنکھوں کے سامنے آکر کھڑی ہوجاتی تھی اوس وقت دل نہایت ...
اور پاک وصاف ہوجاتا تہا اور نہایت نرمی کے ساتھ ہر ایک سے بات کرنے کو دل چاہتا
وہ یہی خیال ہوتا تھا کہ کسیکو رنجیدہ نکرنا چاہیے۔ اور بدی سے بچنا اور نیکی کے
طرف دل رجوع کرنا چاہیے۔

اس تمام تکلیفوں مین میرا دماغ بالکل صحیح تھا اور چونکہ مین خود اس علم سے
واقف تھا اسلئے مجھے پہلے ڈاکٹری علاج کرنا مناسب معلوم ہوا اور ڈاکٹر
ہیر صاحب کو جو اوس وقت ہلت افسر صفائی چادرگھاٹ تھے بلایا صاحب
موصوف نے دو روز تشخیص کرکے اس مرض کو (لوکوموٹر ایسے) قرار دیا چنانچہ
آخر مین جملہ ڈاکٹرونکی رائے بہی اسی سے متفق ہوئی۔
غرض ہیر صاحب نے میرے علاج مین بہت کوشش کیے لیکن کوئی فائدہ
نہ ہوا اور شکایات لاحقہ مین روز بروز ترقی ہوتی گئی بالآخر مین نے ڈاکٹر لاری صاحب
سے رجوع کیا اور چند روز صاحب موصوف کا بہی علاج جاری رہا اس عرصہ مین

مرض نے اور زیادتی کی یعنے میرے جسم مین قوت حس بڑھ گئے اور جسم پر
باریک سے باریک کپڑا بھی رکھنے کی برداشت نہ رہی۔
اگر اتفاقاً کوئی مہین کپڑا بھی جسم کو لگجاتا تب مجھے نہایت صدمہ ہوتا تھا۔ اس مرض
ہی پر اسنے ندیہ کہتے ہین ۔
ڈاکٹر لاری صاحب بہادر کے سواری کے لئے میرے معروضہ پر حسب الحکم
خداوندنعمت اعلیحضرت قدرقدرت مدظلہ العالی بگی خانہ عامرہ سے ایک گاڑی
مقرر ہوئی۔ بہادر موصوف ہر روز تشریف لاکر معاینہ مزاج وتبدیل نسخہ جات
وغیرہ کرتے تھے۔
چند روز کے بعد جب مطلق مرض مین تخفیف نہ ہوئی تو ڈاکٹر صاحب وہیر صاحب
موصوف نے یہ رائے ظاہر فرمائے کہ تم یہاںسے بغرض تبدیل آب وہوا بمبئی یا
پونہ یا مدراس جاؤ تو مناسب ہے۔ کیونکہ تم کو دریا کے کنارے کی ہوا
موافق آئے گی۔
آخر ش یہ قرار پایا کہ مین بمبئی کو جاؤن تب ڈاکٹر لاری صاحب بہادر نے
بمبئی کے ڈاکٹر میاتسر صاحب کے نام ایک رقعہ بھی سفارش کا تحریر فرما دیا۔
پہلے بیٹے زین العابدین صاحب اپنے مددگار کو واسطے تجویز مکان وغیرہ کے
اپنے نکلنے کے قبل بمبئی روانہ کیا اونہون نے بمبئی جاکے الکیمہ روڈ ہیر کوہم
کے مکان کے روبرو لب دریا ایک مکان نمبر (۱۵۴) ایک سو پندرہ روپیہ

ماہانہ کرایہ سے مقرر کرکے مجھے اطلاع دے۔

تب سے مینے بذریعہ عرضی پیشگاہ خداوندی حضور پرنور مین رخصت کی درخواست معہ زنانہ بمبئی جانے کے لئے پیش کی۔

حضرت ظل سبحانی نے رخصت کے علاوہ مزید الطاف وعنایات خداوندیسے ایک ڈبہ ریل درجہ اول کا اور نصف ڈبہ دوم درجہ زنانی کا بہی آمد و رفت بمبئی کے لیے عطا فرمایا۔

بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۱۰ھ بوقت صبح معہ زنانہ حیدر آباد سے بمبئی کو روانہ ہوا۔

میرے ہمراہ محمد عزیز الدین و محمد کاظم علی و محمد حفیظ الدین میرے برادر زادہ اور سید علی دوم مددگار دواخانہ حاضر تہے۔

بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور مین بمبئی پہونچا۔ ریل مین مجہے سخت تکلیف رہی۔

اوسوقت نواب محبوب یار جنگ بہادر ایڈیکانگ اعلیحضرت بہی بمبئی مین تشریف رکہتے تہے میرے آنے کی خبر معلوم ہوتے ہی براہ محبت و الطاف اوسیوقت تشریف لائے اور میری مزاج پرسی کی اور معہ ہمراہیان میری دعوت بہی کیئے۔

ڈاکٹر لاری صاحب بہادر کا رقعہ ملنے ڈاکٹر سیانسر صاحب کے پاس روانہ کیا۔

اکٹر صاحب موصوف اوسی وقت تشریف لائے اور مجہہ دیکہا لیکن اونہوں
تشخیص مرض نہ کی۔
ایک نسخہ تجویز کیا فرمایا کہ دوا اور دو ایک وقت دیکہنے کے بعد مرض تشخیص
ہو جائے گا غرض اوس دوا کے استعمال سے بہی کچہہ آرام نہ ہوا۔
نواب محبوب یار جنگ بہادر ہر روز تشریف لاتے تہے اونہوں نے فرمایا کہ بمبئی
مین ڈاکٹر لانگلی صاحب ہی ایک اچہے ڈاکٹر ہین تو مینے بیس روپیہ فیس دیکے
اونکو بلایا وہ بہی تین چار روز معالج رہے۔ مگر کوئی صورت تسکین کی
نہوئی۔
اسکے بعد مینے ڈاکٹر بہادرجی صاحب کو پندرہ روپیہ فیس دیکے طلب کیا۔
اونہون نے بعد معاینہ کہا کہ اس مرض کو (لوکوموا ٹراکسی) کہتے ہین جیسا کہ
حیدرآباد مین ڈاکٹر ہیر صاحب نے تشخیص کی تہی۔
الحاصل ڈاکٹر بہادرجی صاحب کے علاج سے کسی قدر افاقہ پایا گیا اور
ڈاکٹر میا فسر صاحب اور ڈاکٹر لانگلی بہی ہر روز تشریف لاتے تہے لیکن اسکے
بعد کسی صاحب نے فیس نہین لی اور یہ کہا کہ اول ہمکو معلوم نہ تہا کہ تم بہی
ڈاکٹر ہو ہم اپنے ہم پیشہ سے فیس نہین لیتے۔
القصہ مین ۱۶ روز بمبئی مین رہا اور بہادرجی صاحب کے علاج سے جو خفیف
سا افاقہ محسوس ہوا تہا وہ بہی جاتا رہا بلکہ روز بروز ناتوانی زیادہ ہوئی او

دوسرا ان پڑہنے لگا۔

سولوین شب آدہی رات کے وقت سوتے مین مجہے ایسا معلوم ہوا کہ کسی شخص نے مجہے زور سے حرکت دی جس سے مین سیدہی کروٹ سے بائین کروٹ ہوگیا۔ حالانکہ مجہہ مین کروٹ بدلنے کی طاقت نہ تہی بلکہ ایک گہڑی بہر مجہے لٹا کے چار آدمی اوسکو پکڑ کے مجہے ایک جانے سے دوسری جانے لاتے اور لیجاتے تہے۔ اور کروٹ بدلنے کے وقت بہی دوسرے آدمی کی اعانت ضرور ہوتی تہی۔ جب حالت بیہوشی مین خود بخود کروٹ بدلے گئی اور مزاج بہی بہت بے لطف ہوگیا تو مجہے زندگی سے پوری مایوسی ہوئی اور میرے عزیز و اقارب بہی ناامید ہو رہے تہے اُس وقت مجہے دفعتًا یہہ خیال پیدا ہوا کہ مرنا تو ہر ذی حیات کے لئے ضرور ہے لیکن مجہے اسوقت یہان کی موت سے اپنے وطن مین مرنا اچہا معلوم ہوتا ہے۔

پہر مینے اسیوقت اسٹیشن ماسٹر صاحب بمبی کو کہلا بہیجا کہ مین حیدرآباد کو واپس جانا چاہتا ہون۔ مشکل یہ تہی کہ مجہہ مین اوسوقت گاڑی مین سوار ہونیکی طاقت نہ رہی تہی۔

اور ڈاکٹر لانگلی صاحب و ڈاکٹر میانسر صاحب و بہادرجی صاحب نے یہ کہا کہ ایسے وقت مین تم جا نہین سکتے۔ کیونکہ تمہاری حالت متغیر ہوگئی ہے۔ اسپر مینے اپنے روانگی کا ارادہ پورے طور سے ظاہر کیا کہ یہانکے

مرنے سے وطن میں مرنا اچھا ہے اوسوقت ڈاکٹر بہادر جی صاحب نے ازراہ ہمدردی ایک جھولا کیا نولیس کا تیار کرکے ریل کے ڈبہ میں لگا دیا اور صاحب موصوف اور اسٹیشن ماسٹر صاحب وغیرہ سب نے ملکے بدقت تمام مجھے اُس جھولے میں لٹا دیئے ہرچند کہ تکلیف بیحد رہی مگر میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا اور حیدرآباد پہونچا اور اپنی آرزو پوری ہونے سے اللہ جلشانہ کا بہت شکر ادا کیا۔

اور یہان علاج یونانی بمشورہ جملہ عزیزواقارب شروع کیا گیا جسکی مفصل کیفیت حسب ذیل ہے۔

مولانا مولوی حکیم مظفرالدین صاحب۔ حکیم محمد عبدالرحمن صاحب سہارن پوری۔ حکیم محمد اسحٰق علی صاحب وغیرہ حکماے حاذق کا علاج شروع ہوا اور ہر روز تجویز دوا اور غذا اور معاینہ حالات کرتے رہے۔ مگر کچھہ فائدہ نہ ہوا۔

نبض اعتدال سے زاید یعنے ۸۵ درجہ اور نوبتے حرارت ۹۸ درجہ ہیجانی سقوط اشتہا اور درد کمر اور غذا میں آب گوشت اور چوزہ مرغ کے کباب دیئے جاتے تھے۔

حاصل یہ ہے کہ ستہ ضروری اعتدال سے کمو بیش تھی اور استعمال ادویہ سے بھی فائدہ نہیں ہوتا تھا علاج خارجی یعنے ضماد وغیرہ بھی ہوتا تھا

ڈاکٹری علاج سے بہی شکایت لاحقہ مین کوئی صورت تخفیف نہین ہوئی۔
ڈاکٹر لاری صاحب وغیرہ نے حسب ذیل ادویہ دیتے تہے۔
ایوڈو آف پوٹاس - کونین - ارسنک - اسٹرکنن - ملا ڈائد - غرض
جملہ ادویات ٹروپن ٹانک اور آئیوڈین اور بری آڈک ادویات استعمال
کرائی گئی۔ اور ہر روز کے نسخجات جدا جدا لکہنا موجب طوالت ہونے کے
سبب سے نہین لکہے گئے۔
اور مقامی ادویہ یا خارجی علاج مثل ضماد و مرہم وغیرہ ہر وقت رد و بدل
کرکے استعمال کئے جاتے تہے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا لاغری روز بروز
اس قدر بڑہی کہ سوائے پوست استخوان کے جسم پر گوشت باقی نہ رہا اور
وعلامات مرض بدستور رہے۔
اور ہر وقت مجہے موت کا خیال رہتا تھا اور نبض تو بتی ہو گئے تہے ایکروز
تنفس زیادہ ہوا اور نبض تو بتی ہو گئے اوس دن ڈاکٹر لاری صاحب دیکہکر
مایوس ہو گئے اور میرے بہائی حکیم محمد مولانا صاحب سے بیان کیا اور مجہے
بہی معلوم ہوا کہ میری موت اب آ لی ہے لیکن ایسے حالت مین بہی میرے
حواس درست و دماغ صحیح تھا اوس دن ڈاکٹر صاحب نے جو نسخہ تحریر کیا۔
اوسمین اسپرٹ تہا اسلئے مین نے نہ پیا اور خیال کیا کہ اب وقت اخیر
مین دوا نا جائز کا استعمال کرنا بے فائدہ ہے جبکہ میری یہ حالت تہی تو

ڈاکٹر لاری صاحب بہادر نے ایک رپورٹ انگریزی طبع کرکے پیشگاہ حضور پرنور
مین پیش کئے اور اپنے علاقہ مین ڈاکٹرون کو بھی واسطے تحریص و ترغیب
دوسرے اطبا تنخواہ و نے سکے کا پیمان دیئے جسکی نقل آخر مین معہ ترجمہ درج
کیجاتی ہے۔

!

آخرش حالت بیماری مین مینے یہی تجویز کی کہ اب دوا سے اور علاج سے
کوئی فائدہ نہین ہورہا ہے اسلئے اگر غربا وغیرہ کو خیرات دیا جاے شاید
اونکی دعا سے خداوند کریم مجھے شفا دیوے پس یہ خیال آتے ہی مینے یہہ
تجویز کی کہ اولاً غربا کو چانول دیا کرین چنانچہ اوسی طرح تقسیم ہوتی رہی اسکے بعد
کھچڑی مونگ کی بخیال اونکی تکلیف کے پکا کر غربا کو اپنے مکان پر کھلانے لگا
اور درگاہون پر بھی جو غربا رہتے ہین اونکے لئے بھیجدیتا تو وہان بھی تقسیم
ہوجاتے اور ہر روز یک بکرا اور نقد بھی صدقہ دیا جاتا تھا چنانچہ میرے خیال
کے موافق وہ غربا صدق دل سے مجھے دعا دیا کرتے تھے چند روز مین مجھے
دن بدن صحت حاصل ہونے لگی اور جون جون تکلیف کم ہونے لگی اور صحت
کے آثار نمود ہونے لگے اوس دن سے خیالات دنیوی کے طرف مائل
ہوکر موت فراموش ہونے لگی اور خدا کی یاد فراموشی سے بدلنی لگی۔
الغرض جب کہ تکلیف بالکل ہی دفعہ ہوئی اور ناتوانی باقی رہی اوسوقت

یہہ خیال پیدا ہوا کہ ہر مریض پر واجب ہے کہ صحت کے بعد اولاً ادای
شکر اللہ جلشانہ اور اوس کے رسول کا ادا کرے اسکے بعد اپنے محسنونکا
اور جو طبیب معالج تہے اونکا اور بزرگان دین کا شکر ادا کرنا اور اپنے
مالک آقاے ولی نعمت کے قدم دیکہنا لازمی امر ہے اسلئے مینے غسل صحت
کرکے اولاً بزرگان دین کی زیارت کی یعنے درگاہ حضرت یوسف صاحب
وشریف صاحب وپہاڑی باباشرف الدین صاحب وپہاڑی میر محمود
صاحب ودرگاہ حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہٗ وغیرہ وغیرہ پر جاکر
نذر و فاتحہ گذرانا اور غربا کو بہی کہانا کہلایا۔
اسکے بعد ڈاکٹر لاری صاحب کے یہان گیا اون کو اکیس اشرفی گیارہ
روپیہ نذر دی اونہون سنے فرمایا کہ اپنے ہم پیشہ سے محنتانہ یا فیس لینا
منع ہے ضرب المثل انگریزی یہ ہے کہ چیل اپنے انڈیکو نہین کہاتی یہ کہکر نہین لئے
اوراسیطرح جو جو ڈاکٹر میرے معالج تہے اونسے بہی ملا۔
اس کے بعد حضرت خداوند نعمت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی کے خدمت مین
معروضہ حصول صحت اور اقدام مبارک سے مشرف ہونے کے لئے
پیش کیا اور یہ بہی عرض کیا کہ ابہی فدوی مین اتنی قوت نہین ہے کہ مین
پیدل قدم مبارک تک پہونچ سکون جب میرا میانہ دیوڑہی مبارک کے پہاٹک تک
پہونچا اور اطلاع دلائی گئی تو براہ مراحم خسروانہ یہ حکم صادر ہوا کہ تمہارا میانہ اور مرزا

صاحب کے نشست تک لایا جائے اوسوقت حضرت بندگانعالی اور مرزا صاحب کے چبوترہ پر برآمد تھے اوسوقت اکبر جنگ بہادر اور افسر جنگ بہادر اور لقمان الدولہ بہادر حاضر تھے اونکو حکم ہوا کہ پیشوا جاکر لیکر آؤ تب یہ سب میرے میانہ تک تشریف لائے اور حضرت کے حکم سے مطلع فرمائے اور مجھکو لیکر گئے اور مین نے نذر گزرانی اور بہت سے معروضہ کہڑے کہڑے عرض کئے اوسوقت میرے پیر ناتوانی سے کانپ رہے تھے ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ تو ابہی بہت ناتوان ہے تیرے پیر کانپتے ہین اسپر مینے رخصت لیکر اپنے مکان کو آیا۔

اگرچہ مین ناتوان تہا تسپر بہی دوسرے تیسرے دن دیوڑی کو آتا جاتا رہا میری علالت کی وجہہ سے جب کوئی طبیب معالج نہین رہا تو حمید صاحب فرزند ڈاکٹر محمد اشرف صاحب جو میری علالت کے پیشتر سے امیدوار اس بات کے تھے کہ میرے والد کی ماہوار جو دوسو روپیہ سرکار مین تہی وہ میرے نام جاری ہو چنانچہ مین بہی کئی بار حمید صاحب کی لیاقت اور اون کے رویہ کی تعریف اچھی باشارہ ٹیپو خان صاحب پیشگاہ خداوندی مین کرچکا تھا اوسوقت میری علالت کے زمانہ مین طلب فرماکر بلا یافت تنخواہ بہت رنج تک علاج کرتے رہے۔

بعد اعلیحضرت نے براہ قدردانی انکی تنخواہ دوہزار روپیہ اور لقمان الدولہ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمائے اور یہ اپنی آرزو مین کامیاب ہوگئے

مجھسے اعلیحضرت اور مرشد زادہ بلند اقبال و محلات کا علاج چھوٹ گیا اور
حید رصاحب کا علاج جاری ہوا تب اگرچہ مین ناتوان تھا تسپر بہی دوسرے
تیسرے دن دیوڑہی کو آتا جاتا رہا۔
اسکے بعد ماہ رجب مین سواری مبارک اعلیحضرت کی عرس مین کوہ شریف کو
جارہی تہی اوسوقت ہمراہ سواری چلنے کے لئے مجھکو بہی حکم ہوا تو مین بہی ہمراہ
سواری مبارک کے گیا اور اپنی نشست مقررہ پر ٹہرا اور وقت واپسی بہی بروز سیلگم پلی
مین ہمراہ سواری مبارک اگر وہان بہی اپنی نشست مین ٹہیرا و پہر کو اعلیحضرت قدر قدرت
نے حسب عادت نشست مصاحبین وغیرہ ملاحظہ فرماتے ہوے جہان میری نشست تہی
وہان بہی رونق افروز ہوے اور کلمات محبت آمیز میری تسلی کیلئے فرمائے۔
اسکے بعد مینے عرض کیا کہ سرکار کی قدر دانی سے ابتک تو ساتھ عزت و آبرو
کے بسر ہوئی اور اب بقیہ دن بہی ساتھ عزت و آبرو کے آپکی سایہ عاطفت
مین گذر جائین بس یہی آرزو ہے اگر دوسرونکو حد سے زاید تنخواہ اور انعامات
وغیرہ وغیرہ سے سرفراز فرمائین تو مجھکو رشک وحسد نہین مگر میری وقعت و
شان و عزت اور خدمات جو سرکار نے سرفراز فرمایا ہے اوسمین کمی ہو تو البتہ
موجب رنج کا ہوگا۔
اسکے سوا اور کوئی خواہش نہین رکہتا ہون پس یہ سماعت فرماکر
محلی مبارک مین تشریف لیگئے اور بذریعہ مسٹر عابد صاحب ارشاد ہوا کہ تم اطمینان سے

ساتھ رہو جو اعزاز تمہارا سابق مین تھا اوسمین کسیطرح کا فرق نہ ہوگا اور اس سرکار کی عادت نہین کہ ایک کی ترقی دوسرے کی کاستگی کا باعث ہو تب مین شکریہ ادا کر عرض کروایا کہ مجھکو اور میرے پس ماندگان کو سرکار سی یہی امید ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔ الحمد للہ جیسا حضرت نے فرمایا تھا ابتک بہی وہی نوازشات مثل سابق مرعی ہین۔

میرا دواخانہ خاص وگاؤ خانہ اور انعامات نواب وسمراسے بہادر کے دعوتین اور فلک نما کی دعوت کے روز یاد فرمائی سے عزت بخشی فرماتے رہتے ہین اور میرا کام مجھے بحال و برقرار ہے۔

میری اس بیماری کا عرصہ قریب یکسال کے گذرا۔

نقل کاپی انگریزی محررہ ڈاکٹر لاری صاحب

Memorandum for Submission to His Highness the Nizam

It is well known that Mahomed Vazeer Ally Khan Bahadoor, Sooltan-ool-Hookma has been ill for a long time with inflammation of a portion of the spinal cord. I sincerely hope his life, by the help of God, will be spared; but I consider it necessary to write a clear and concise statement of his services for the gracious and favorable consideration of his His Highness the Nizam and for the encouragement of the Hakims and students of the Medical Department.

Doctor Mahomed Vazeer Ally Khan Bahadoor, Sooltan-ool-Hookma, was a student of the Hyderabad sch

and from his earliest days of stud
life till now he has performed his dut
with the most marked zeal. After passin
out of the Medical School, he took
special degree in the treatment of
diseases of the eye in Madras.

Doctor Mahomed Vazeer Ally Kha
Bahadoor, Sooltan-ool-Hookma's
first independent charge was of the
Civil Station of Aurungabad.
He held charge of this important
station for 10 years. He then proc
eeded to Calcutta with Dr. Pem
berton, and went through a cours
of Operative Surgery. He was so
successful in this particular branch
of Medicine that he was afterwar
appointed to the medical charge
of the Afzulgunge Hospital. He hel

is post for fourteen years,
and served during this long and inter-
esting period of his career under the
following Residency Surgeons: Smith
Pemberton; Wyndowe, John Law, and
Beaumont. While in charge of the
Afzulgunge Hospital, Dr Mahomed
Vazeer Ally Khan Bahadoor, Sooltan
ul Hookma was greatly trusted, and
his excellent work was favourably noticed
and highly commended by Lord Napier
Colonel Yule, Mr Saunders. Colonel
Tweedie, and Sir Richard Temple.
His connexion with the afzulgunge
Hospital formed the foundation of his
fortunes, for when a vacancy occurred
on the staff of His Highness the Nizam
he was specially selected by Sir Salar
Jung, with the concurrence of the

appointment in the State, viz Hakim-s to His Highness. Dr Mahomed Vazeer ally Khan Bahadoor Soo-tan-ool-Hookma is a most pious and religious man. He has gained the confidence and good will of all his superiors and contempora-ries during the whole of his service He has only one Son, a child of five years of age; Finally Dr Mahomed Vazeer Ally Khan Bahadoor, Soot-tan-ool Hookma is a humble, grate-ful, and loyal servant of His Highness the Nizam and he devoutly hopes that His Highness may be pleased to bear his long faithful services in mind and bestow on him his Sovereign Consideration

Sd E. D. Lawrie
M. B.,
Residency Surgeon and Super-intendant of His Highness's

ترجمہ رپورٹ ڈاکٹر لاری صاحب بہادر ریزیڈنسی سرجن بحر مع اصل رپورٹ انگریزی مترجمہ مطلب الٰہ صاحب جو نہایت قابل ہیں ذیل میں درج ہے ۔

بشرف ملاحظہ اقدس ملازمان والا حضور پرنور

اعلیٰ حضرت حضور پرنور پر روشن ہے کہ سلطان الحکما ڈاکٹر محمد وزیر علیخان بہادر عرصہ دراز سے نخاع کے ایک حصہ کی جلن کے مرض میں مبتلا ہیں اور امید ہے کہ خدا اونکو شفا عطا فرما دے مگر موجودہ حالت میں فدوی مناسب سمجھتا ہے کہ حضور پرنور کی خسروانہ نوازشات اور شاہانہ عنایات کو اس جانب منعطف کرنیکی غرض سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی عمدہ خدمات اور کارگزاریونکی ایک مختصر یادداشت ملازمان اقدس کے ملاحظہ کیلئے پیش کرے تاکہ دیگر نمکخواران مملکت بالخصوص ملازمین و طلبا مڈیکل ڈپارٹمنٹ کیلئے حضور کے مراحم خداوندانہ جان نثاری اور دلدہی کے واسطے عمدہ مثال اور بہترین ترغیب کا باعث ہو ۔

سلطان الحکما ڈاکٹر محمد وزیر علیخان بہادر حیدرآباد مڈیکل اسکول کے بہت پرانے طالب علم ہیں اور ابتدائی طالب علمی سے آجتک خان بہادر نے اپنی خدمات کو نہایت جانفشانی اور دلدہی کے ساتھ انجام دیا ہے اور مڈیکل اسکول کے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنیکے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے مدراس میں آنکھ کے علاج کے متعلق خاص ڈگری حاصل کی ۔

سلطان الحکما ڈاکٹر محمد وزیر علیخان کو پہلا مرتبہ سیول اسٹیشن - اورنگ آباد
کی نگرانی تفویض کیگئی اور اس اہم خدمت پر دس سال تک
مامور رہے اس کے بعد وہ ڈاکٹر بمبرٹن کے ساتھ کلکتہ بھیجے گئے
اور وہاں ریزیڈنسی سرجری (علم جراحی) کی پوری تعلیم حاصل کی - اس
خاص علم میں ڈاکٹر صاحب مذکور الصدر نے ایسی قابلیت ظاہر کی -
کہ چند روز بعد اونکو افضل گنج ہاسپتال کا چارج تفویض کر دیا گیا
اس باعزت خدمت پر وہ چودہ سال تک مامور رہے اور
کتنی رزیڈنسی سرجنوں یعنی بمبرٹن - اسمتھ - ونڈو
جان لا - بیومنٹ کی ماتحتی میں کام کیا -
سلطان الحکما ڈاکٹر محمد وزیر علیخان بہادر نے اس اہم خدمت پر تقرر کے
زمانے میں اپنے کام کے ساتھ پوری دلچسپی ظاہر کرنے اور
اپنی کوشش سے عامۂ خلائق اور اپنے افسروں کی نگاہ میں
اعتبار اور وقعت پیدا کی چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف
کی عمدہ اور قابل تحسین خدمات پر لارڈ نے پیئر - کرنل
یول - مسٹر سانڈرز - کرنل ڈیوڈسن اور سر رچارڈ ٹمپل نے
سفارش آمیز الفاظ میں نہایت عمدہ رائے ظاہر فرمائی ہے

سلطان الحکما کی قابل قدر خدمات اونکی ترقی کا باعث ہوئیں -
یعنی جب حضور پرنور کے اسٹاف میں جا بدار خالی ہوئی تو
سر سالار جنگ مرحوم - سر وقار الامرا بہادر - صاحب عالیشان
رزیڈنٹ حیدرآباد - اور کپتان کلارک کے اتفاق رائے کے
ساتھ ڈاکٹر محمد وزیر علیخان بہادر کو خاص طور سے مملکت کے
سب سے اعلی عہدہ پر یعنی حضور پرنور کے اسٹاف میں منتخب فرمایا
سلطان الحکما ڈاکٹر محمد وزیر علی خان بہادر
نہایت نیک دل متقی اور مذہب کے پابند شخص
ہیں اور اپنے ایام خدمت میں ڈاکٹر صاحب
موصوف نے اپنے بالادست حکام اور ہم -
چشموں کی نگاہ میں اعتبار اور بڑی وقعت
پیدا کی -
علاوہ بریں سلطان الحکما حضور پرنور کے نہایت
وفاشعار - منت گزار - جان نثار ملازم ہیں
سلطان الحکما کے ایک ہی بچہ ہے -
جسکی عمر تقریباً پانچ سال کی ہے -

فدوی کو امید ہے کہ حضور پرنور
مرحمت خسروانہ اور نوازش
شاہانہ سے سلطان الحکما کے عمدہ
خدمات اور جاں نثاری کو
خاطر اقدس میں جگہ دیکر اوس کے
حال پر نظر عنایات و پرورش
مبذول فرماوینگے۔

دستخط
مسٹر
ڈاکٹر لاری

اسمائے گرامی اون ڈاکٹروںکے جو ابتدائے مدرسہ سے آج تک رونق افروز ہوے ہین اونکا مختصر تاریخی احوال

ڈاکٹر مکلین صاحب

بعہد سلطنت نواب ناصرالدولہ بہادر-

ڈاکٹر مکلین صاحب ۱۸۴۶ سنہ مین تشریف لائے - اور موجد و بانی اس مدرسۂ طبابت کے اسی سال مین ہوسے - یہہ صاحب نوجوان نہایت ذکی و فہیم طبابت و جراحی مین ہوشیار تھے - انکو ہندی زبان نہین آتی تھی اسلئے شاگردون کو سبق ہندی زبان مین نہین دیتے تھے ، بلکہ سبق انگریزی کا مری صاحب ترجمہ کرکے شاگردونکو تقسیم کیا کرتے انکی زمانۂ تعلیم مین فقط دو کلاس لیاقت نامہ پاسے - اور تمام شاگردون مین محمد اشرف صاحب مرحوم ایسے شایق علم ذکی نیکنام و محنت کش مشہور ہوسے کہ انہی کے سعی سے اس علم کی ترقی اور نیک نامی اس شہر مین ہوی بسبب بیمار ہوکے ۲۸ فیبروری ۱۸۵۵ سنہ عیسوی مین

ولایت کو چلا گئے - جاتے وقت تمام شاگردون نے ایسا واویلا و افسوسناک شور و غوغا گریہ وزاری کا مچایا کہ بیان سے باہر - خود ڈاکٹر صاحب بھی روتے ہوئے رخصت ہوئے

ڈاکٹر اسمت صاحب

یہہ صاحب جو نہایت ذکی فہیم صحیح المزاج محنت کش مانند حکماے قدیم کے تھے بعد روانگی ڈاکٹر مکلین صاحب کے ۵ فیبروری ۱۸۵۵ عیسوی مین تشریف فرما ہوئے - تہوڑے عرصہ مین اردو زبان و دیگر علم سیکہہ گئے اور شاگردون کو زبان اردو مین سبق دیتے رہے - انکی زمانہ تعلیم مین تین کلاس لیاقت نامہ حاصل کئے - جن مین باقر علیخان - جان اسٹن صاحب وغیرہ ناموروں سے ہوئے باقی تمام علوم کی ترقی اور مدرسے کے طرز اور طریقہ سبقونکا اور قدردانی محنت کش شاگردون کی اور انتظام اطبار اضلاع کا انہین کے وقت مین ہوا -

غرہ مارچ سنہ ۱۸۶۱ عیسوی کو مدراس میڈیکل کالج کے پروفیسر کے عہدہ سے چلا گئے

ڈاکٹر فلیمنگ صاحب

۲۰ مارچ سنہ ۱۸۶۱ع کو مدرسۂ طبابت مین رونق افروز ہوے
یہہ صاحب نہایت ہوشیار اپنے فن مین تھے - ہندی
زبان مین سبق پڑہاتے تھے اور فارسی بھی جانتے
تھے - چندے مستقل اور چندے منصرم رہ کر ۲۲
ستمبر سنہ ۱۸۶۳ع کو چلا گئے ٭

ڈاکٹر ہیمبرٹن صاحب

یہہ صاحب ۱۳ ستمبر سنہ ۱۸۶۳ عیسوی کو تشریف لائے
اور مستقل ہوئے اول اول اردو زبان کو انگریزی مین
لکھہ کر سبق دیا کرتے تھے - بعد چند روز کے کچھہ کچھہ اردو
پڑھہ کر شاگردون کو سبق دینے لگے ان کی ۳۰ برس کی
عمر تھی - بلند قامت علم جراحی مین نہایت فایق ولایق تھے
اور اپنی قوم مین نہایت شریف تھے - انہین صاحب نے
دار الشفاء افضل گنج تیار کرائے مجھکو اور حکیم مرزا علی صاحب
کو حسب الحکم سرکار کلکتہ کو تجربہ حاصل کرنے اپنے ہمراہ
لیگئے - بعد وہان کے ڈاکٹر صداقت نامے دلوائے
اور مجھکو افضل گنج کا دواخانہ تفویض فرمایا - ۲۶ صفر سنہ ۱۲۹۴

کو بسبب کسی خاص مقدمہ کے مسموم ہو گئے؂

ڈاکٹر ریڈ صاحب

۱۲ ؍ جولائی ۱۸۶۷ عیسوی سے ۲۵ ستمبر ۱۸۶۷ عیسوی تک فقط منصرم رہے زبان اردو بخوبی نہین جانتے تھے -

ڈاکٹر ونڈو صاحب

۲۶ ستمبر ۱۸۶۷ عیسوی مین حیدرآباد کے رزیڈنسی سرجن مقرر ہوے - اور مڈیکل اسکول کے پرنسپل ہوے - اپنے فن طبابت مین ہوشیار اور کارگزار طبابت کی ترقی انکے وقت مین زیادہ ہوی - اور دواخانہ افضل گنج کو ہفتہ مین دو مرتبہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو آیا کرتے تھے - اور سرسری طور پر دواخانہ دیکھکر کوئی اصلاح طبی ہو تو مجھہ سے کہہ دیتے - اور کوئی آپریشن وغیرہ ہو تو مجھکو مدد دیتے اور کوئی رائے دینا ہو تو رائے دیتے - روز حکیم کلاس کو میڈیسن اور سرجری کا سبق اردو مین دیا کرتے - اور نہایت مہذب اور شریف اور حکیمون کی نہایت قدر کرتے - اور قریب پندرہ سال اس بلدہ حیدرآباد

مین رسب اور جہار کلاس حکیمون کے انکے وقت مین
لیاقت نامہ حاصل کئے تھ

ڈاکٹر لا صاحب

۸ ۲ مارچ سنہ ۱۸۶۷ عیسوی مین منصرم رہے۔ زبان
ہندی بانتے تھے۔ مگر بعد چندے خوب جاننے
لگے اور سبق بھی زبان ہندی مین پڑھانے لگے انکی
زمانہ تعلیم مین شاگردان سابق کے لیاقت نامہ پائے۔
مگر بسبب علالت مزاج انکے شاگردون کی زیادہ تعلیم دینے
مین توجہ نہین کرتے تھے۔

ڈاکٹر بومنٹ صاحب

۱۶ جون سنہ ۱۸۶۸ عیسوی مین راجپوتانہ سے تبدیل
ہوکر یہان آئے۔ زبان ہندی برابر نہین جانتے
تھے۔ مگر کسی قدر سبق دینے لگے۔ طبابت اور
جراحی مین نہایت نازک خیال اور چابک دست تھے
انکی وقت مین تین کلاس لیاقت نامہ پائے۔ انکے
وقت شاگردون کی تعلیم نہایت عمدگی سے ہوتی رہی

جس قدر شاگردان اونکے وقت مین کامیاب ہوے
نہایت ہی لایق اور مستعد ہوے۔
صاحب معز نہایت ہی مستعد چالاک ذورکارگذار اور
خیرخواہ سرکار سرجری اور طبابت مین مستثنے
اور دفتر کا کام بذات خود کرتے۔ اور کسی کے خوشامد
وغیرہ کا اثر ان کے روبرو مطلق نہین ہوتا تھا
انکے وقت مین ناظر دواخانہ جات سرکار عالے ایک
یورپین سرجن بنام ولکم صاحب مقرر ہوے۔
بعد ان کے لوتس صاحب ناظر دواخانجات سرکار
عالے مقرر ہوے۔
اور مدرسہ طبابت کا انتظام اور دواخانجات چیچک
براروں کا انتظام ان کے وقت مین بہت اچھی
طور سے ہوا۔ اور انگریزی مین تعلیم پانے
کا طریقہ ان سے نے نکالا جو آج تک برابر جاری

ہے اور اردو پڑہائی بالکل موقوف کردی گئی - ۱۸ ع مین انکی تبدیلی ہوی

ڈاکٹر لاریصاحب

بعد ۱۱ اپریل ۱۸۸۵ عیسوی مین یہہ صاحب لاہور سے تشریف لائے رزیڈنسی سرجن ہوے اور مدرسہ طبابت اور دوا خانۂ افضل گنج کو زیادہ ترقی دئے اور پڑہائی کا انتظام اچھی طور سے ہوا اور نہایت لایق مدرسین پڑہائی کے لئے مقرر کئے اور پڑہائی بھی زیادہ کردئے - اور حکیمون کے ماہوار مین بھی زیادہ ترقی کردئے - اور اضلاع مین بھی چار دواخانہ مثلا - گلبرگہ - اورنگ آباد - اور رائچور ہنمکنڈہ مقرر رکئے اور وہانکی حکیمونکی ماہوار زیادہ کئے اور مدرسہ طبابت کے لیاقت نامہ کا امتحان مدراس یونیورسٹی سے ملادئے اور دواخانہ افضلگنج کی صفائی اور آپریشن کا انتظام اول درجہ کا لئے اور بھی مدراس کلکتہ کے موافق دواخانہ کا انتظام اور عملہ کی ترقی سے اور انکی ذاتی لیاقت فن طبابت مین اول درجہ کی ہے جسکی نظیر شاذ و نادر ہے نہایت مہذب خلیق نیک نیت مین یہہ صاحب دو بار تین مہینونکی رخصت سے ولایت کو گئے پہلے مرتبہ ایک فوجی ڈاکٹر کو دی منصرم تھے دوسرے بار ڈاکٹر لی ہی صاحب کشمیر سے آکر منصرم تھے - فقط

تختہ اسمائے ڈاکٹران مدرسۂ طبابت بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد

نمبر شمار	نام اشخاص	تاریخ آمد	تاریخ روانگی	مدت قیام	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶
۱	ڈاکٹر مکلین صاحب	سنہ ۱۸۴۶ء	۴ فیبروری سنہ ۱۸۵۵ء	۹ سال	•
۲	ڈاکٹر اسمت صاحب	۵ فیبروری سنہ ۱۸۵۵ء	۱۰ مارچ سنہ ۱۸۶۱ء	۶ سال	
۳	ڈاکٹر فلیمنگ صاحب	۲ مارچ سنہ ۱۸۶۱ء	۲۲ سپتمبر سنہ ۱۸۶۳ء	۲ سال	
۴	ڈاکٹر بیمیرٹن صاحب	۱۳ سپتمبر سنہ ۱۸۶۳ء	۳۰ جون سنہ ۱۸۶۷ء ۲۶ صفر سنہ ۱۲۸۴ھ	۴ سال	مسموم ہوے
۵	ڈاکٹر ریڈ صاحب	۱۲ جولائی سنہ ۱۸۶۷ء	۲۵ سپتمبر سنہ ۱۸۶۷ء	۲ ماہ	
۶	ڈاکٹر ونڈو صاحب	۲۶ سپتمبر سنہ ۱۸۶۷ء	۱۵ جون سنہ ۱۸۸۱ء رخصت پر	۴ سال	انہوں نے ولایت کو رخصت پر گئے انکے عوض مین ڈاکٹر لا صاحب منصرم ہے۔
۷	ڈاکٹر لا صاحب	۲۸ مارچ سنہ ۱۸۶۷ء	۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ء	۵ سال	
۸	ڈاکٹر بومنٹ صاحب	۱۶ جون سنہ ۱۸۹۱ء	۲۷ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء	۴ سال	[illegible]
۹	ڈاکٹر لاری صاحب	۱۷ اپریل سنہ ۱۸۸۵ء	غرہ صفر سنہ ۱۹۰۱ء	۱۶ سال	

خاتمہ

الحمد للہ والمنۃ کہ جلد دوم کتاب ثمرۃ الحیات جس مین میرے آقائی ولی نعمت کے سچے اور واقعی تاریخی حالات وغیرہ مندرج ہین کہ جس کو اعلیحضرت خداوند نعمت نے اپنے نام نامی واسم گرامی سے معنون کرنے کی عزت سے اول ہی سرفراز فرمایا منزل اختتام کو پہونچی اگرچہ کہ زمانہ کی کم فرصتی و علالت مزاج کے باعث جس قدر لکھنا چاہتا تھا اوس قدر تفصیل وار لکھا نہ گیا بہرحال اس بیت کے مضمون پر اکتفا کیا۔

کار دنیا کسے تمام نکرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے ہم برادران ساری اولاد کے سر پر آقائی ولی نعمت حضرت بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کو اور ولی عہد بلند اقبال کو ظل عاطفت مین ہمیشہ قائم رکھے آمین ثم آمین

شکر کہ ایسی مبارک تاریخ مین منزل اختتام کو پہونچی۔ کہ جو مہاراجہ مدار المہام بہادر کے استقلال وزارت کی خوشی سے زمانہ معمور ہے۔ یعنی بتاریخ ۲۶ رجب ۱۳۲۱ھ کو یہ کتاب تمام و کمال چھپکر تیار ہو گئی۔

شکر کہ این نامہ بعنوان رسید
پیشتر از عمر بپایان رسید

المرقوم ۱۱ رمضان ۱۳۲۰ھ